نظام علی خان

حصہ دوم

مؤلف

محمد سراج الدین طالب

سلطنت آصفیہ کے مشہور تاجدار

نظام علی خان

نظام الملک آصف جاہ ثانی

(کے)

سوانح زندگی کا دوسرا حصہ

(مؤلف)

محمد سراج الدین طالب

۱۳۵۳ھ
۱۹۳۴ء

جملہ حقوق محفوظ

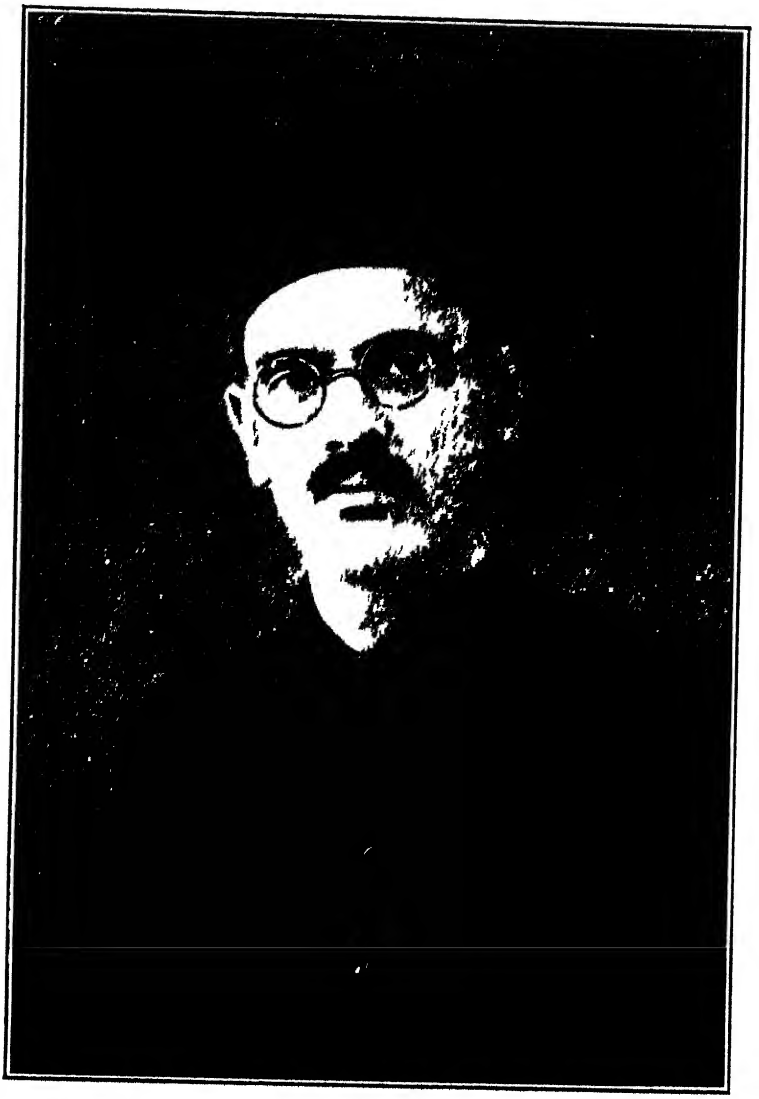

محمد سراج الدين طالب

انتساب

نظام علی خان

کے

حصہ دوم کو

میں اپنے والد مرحوم مولوی کمال الدین صاحب کی یاد و محبت میں
ان کے نام سے منسوب کر کے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو جوارِ رحمت نصیب کرے

اور میری اس تالیف کو قبول عام

محمد سراج الدین طالب

تعریف کتاب

سوانح حیات نظام علیخاں کی ترتیب دو حصّوں میں کی گئی ہے پہلا حصہ تو اُن واقعات پر مشتمل ہے جن کے تحت نظام علیخاں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اس کے بعد سے ان کی وفات تک کے واقعات دوسرے حصہ میں رکھے گئے ہیں پہلا حصہ قبل ازیں شائع ہو چکا ہے اسی کا دوسرا حصہ ہے جو قارئین کرام کے ملاحظہ میں پیش ہے تحقیقی نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ دوران سلطنت میں نظام علیخاں کی طرز حکومت نے دو متمایز صورتیں اختیار کی ہیں ایک تو وہ جو رکن الدولہ کی دیوانی کے زمانہ میں تھی دوسری وہ جو اسطوجاہ کی مدار المہامی کے عہد میں رہی۔ اس طرح سیاسی نقطۂ نظر سے اس عہد کے دو دَور ہو جاتے ہیں اسی امتیاز کے لئے اس حصّہ کو علٰحدہ علٰحدہ دو ابواب میں مرتب کیا گیا ہے۔

اس کی تدوین میں علاوہ مطبوعہ و شائع شدہ کتب کے مخطوطات و اسناد سے استفادہ کیا گیا ہے جن تک بہت کم اصحاب کو دست رس ہوا ہے۔

اس حصہ کے لئے بھی تصاویر فراہم کرنے کی کوشش کی گئی جنکی تفصیل فہرست تصاویر کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ان میں قلعہ اودگیر کی ایک تصویر ہے جو حصہ اول میں جنگ اودگیر کے سلسلہ میں دیجانی چاہئے تھی چونکہ وہ بعد از وقت دستیاب ہوئی اس لئے اس کو اس حصّہ میں داخل کر دیا گیا ہے۔

پرانی حویلی حیدرآباد دکن
۱۱ محرم ۱۳۵۲ھ

مؤلف کمترین
محمد سراج الدین طاب

اظہارِ امتنان

بڑی ناانصافی اور احسان فراموشی ہوگی اگر اُن اصحاب کا ذکر نہ کروں جن کی بدولت یہ کتاب کو حتی الامکان بہمہ وجوہ مکمل پیش کرنے میں خاطر خواہ مدد ملی۔

۱۔ سب سے پہلے قابل ذکر جناب نواب سالار جنگ بہادر ہیں جنہوں نے اپنی علم دوستی سے فراخ حوصلگی کے ساتھ اپنے بیش بہا کتب خانہ مخطوطات سے استفادہ کی اجازت فرمائی اور اپنے نگار خانہ سے بعض قلمی تصاویر کے عکس مرحمت فرمائے۔

۲۔ جناب مولوی سید خورشید علی صاحب اپنی خاص عنایت و کرم سے دفتر والا کے مال کے بعض اسناد و نقشہ جات اور دفتر مذکور کے کتب خانہ کے بعض خاص کتب سے استفادہ کی اجازت دیکر میرے ماخذات و معلومات میں ایک معقول اضافہ کا باعث ہوئے۔

آخر میں مَیں اپنے عزیز برادر عمزاد نور اللہ محمد صاحب نوری کی اس محنت کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو دورانِ طباعت انھوں نے کاپیوں کی تصحیح اور پروف خوانی اٹھائی ہے۔

محمد سراج الدین طالب

علیہیات

انگریزی

۱ اَورفیت فل الائی دی نظام
۲ دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء
۳ دی نظام (برگس)
۴ ڈسپاچیس آف ویلزلی (آریم مارٹن)
۵ فارسٹس سلک تنس (مرہٹا سیریز)
۶ میموار اینڈ کرسپانڈنس آف مارکوئس ویلزلی (آر۔ آر۔ پیرس)
۷ نظام علیس رے تنس وت مرہٹاس (قاسم علی سجن لال)
۸ ہسٹری آف دی مرہٹاس
۹ ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل
۱۰ ہسٹری آف حیدر شاہ
۱۱ ہسٹری آف ملٹری ٹران زیکشنس آف دی برٹش سے تن ان ہندوستان
۱۲ ہسٹری آف دی مدراس آرمی
۱۳ ہسٹری آف دی بنگال آرٹلری
۱۴ ہسٹری آف دی برٹش انڈیا (جیمس مل)
۱۵ ہسٹری آف انڈیا (مارشس مَن)

فارسی و اُردو

۱ تاریخ طفرہ
۲ تذکرۂ نرنل
۳ توزک آصفیہ
۴ حدیقۃ العالم
۵ خزانۂ عامرہ
۶ سلطنت خداداد (اردو)
۷ سوانح دکن
۸ فتوحات سبحانی
۹ گلزار آصفیہ
۱۰ مآثر آصفی
۱۱ مبصر عالم (اردو)
۱۲ نشاں حیدری

فہرستِ مضامین نظام علی خاںؒ

حصّۂ دوم

دورِ اول

		صفحہ
	پیشوا پر فوج کشی	۱
۱	مادھوراؤ پیشوا اور اس کے چچا کے مابین خانہ جنگی اور اس کے اسباب	۱
۲	مرہٹوں کی خانہ جنگی میں نظام علیخاں کی شرکت کے اسباب اور اس کا نتیجہ	۲
۳	نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ میں جنگ اور اس کا سبب	۵
۴	بونہ کی تباہی	۷
	جنگ راکس بھوون	۸
۵	مولیٰ خاں رکن الدولہ کا میدان جنگ سے فرار ہونا	۱۰
۶	خدمت دیوانی پر رکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب	۱۴
۷	نظام علیخاں کا تہنیۃ ادھونی کی جانب	۱۷
	بسالت جنگ کی جدوجہد	۱۸
۸	حصول اقتدار ریاست کیلئے بسالت جنگ کی سعی	۱۸
۹	فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ	۱۸
۱۰	بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ	۲۱
۱۱	بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات ریاست میں دخیل ہونا۔	۲۳
۱۲	صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان	۲۵
۱۳	بسالت جنگ کو صلابت جنگ کی وفات کی اطلاع پر بدگمانی	۲۶
۱۴	بسالت جنگ پر نظام علیخاں کی فوج کشی	۲۷

صفحہ

نظام علیخاں کرناٹک میں ۲۸

۱۵ چیدربدں اور جمیار کا قصہ عشق اور ان دونوں کی قبر کی زیارت ۲۸

۱۶ نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس چلا جانا ۲۹

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی ۳۱

۱۷ کرناٹک سے واپسی کا راستہ ″

۱۸ نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا۔ ۳۲

۱۹ محکم سنگھ بیکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر ۳۳

راجۂ ناگپور پر حملہ ۳۴

۲۰ جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا ″

۲۱ صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی سے اور ضیافت کے بعد واپسی۔ ۳۵

۲۲ گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگھ بیکار کا قتل۔ ۳۶

ریاست میں انگریزوں کی مداخلت ۳۹

سرکار انتحالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں

۲۳ کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ ۲

۲۴ ۱۷۶۶ء کے معاہدات کے اثرات و نتائج ۴۱

جنگ میسور ۴۳

۲۵ ۱۷۶۷ء کی جنگ میسور کی ابتدا، اور اس میں نظام علیخاں کی شرکت کا سبب ۴۲

۲۶ نظام علیخاں کا اتحاد حیدر علیخاں سے ۴۴

۲۷ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی علحدگی۔ ۴۸

۲۸ حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی خیالات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری ۵۱

۲۹ حیدر علیخاں، محفوظ خاں، اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل تہدنامہ اور اس کے شرائط۔ ۵۳

۳۰ ٹیپو سلطان کا بدرگاہ عالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کے شک و شبہات ۵۵

۳۱ حیدر علیخاں کا خط گورنر مدراس کے نام ۵۶

۳۲ چنگاما اور ترناملی پر فریقین کے مقابلے ۵۸

۳۳ رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج کا تجربہ اور ایک حصہ فوج سے مدراس پر حملہ ۶۲

۳۴ ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا

		صفحہ
	حیدر علیخاں کی ضیافت کرنا۔	۶۶
۳۵	رکن الدولہ کا اپنی فوج لیکر حیدر علیخاں کے ساتھ شریک جنگ ہونا اور فتح پانا۔	۶۸
۳۶	حیدر علیخاں اور رکن الدولہ میں افتراق	۷
۳۷	انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سلسلہ جنبانی	۷۳
۳۸	رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں اُن کی آؤ بھگت۔	۷۵
۳۹	تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط	۷۶
۴۰	مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحائف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ	۸۲
	راجہ ناگپور پر مکرر حملہ	۸۴
۴۱	راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اس کی وجہ	〃
۴۲	صلح نامہ کنکاپور کی تکمیل اور اس میں ریاست آصفیہ کے مفاد سے قطع نظر	۸۵
۴۳	بلدۂ حیدرآباد کا پایۂ تخت قرار دیا جانا	۸۹
۴۴	نماز استسقاء اور شدت باراں سے طغیانی	۹۰
۴۵	ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ	۹۳
۴۶	رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو	۹۴
۴۷	مادھو راؤ پیشوا کے بعد تا راین راؤ کا پیشوا بننا اور رگھناتھ راؤ کی سازش سے مارا جانا	صفحہ ۹۵
۴۸	رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ۔	۹۶
۴۹	نقشہ صف ہائے جنگ بیدر۔	۹۷
۵۰	شاہ تجلی کا خواب اور اس کی تعبیر	۹۸
۵۱	نارائن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت	۱۳
	قتل دیوان رکن الدولہ	۱۶
	دور دوم	
	قیام مقامی رکن الدولہ	۱۲۱
۵۲	افواج پائیگاہ کی ابتداء	〃
۵۳	غلام سید خاں ارسطو جاہ کی اوسہ سے حضور میں باریابی اور خدمت دیوانی سے ان کا تعلق	۱۲۲
۵۴	سکۂ مقلب کی ترویج اور اس کے انسدادی احکام	۱۲۴
۵۵	مدراس گورنمنٹ کے سفیر مسٹر ہالنڈ کا ورود حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید	۱۲۵
	جنگ ترمل	۱۳۰
۵۶	جنگ ترمل اور اس کے اسباب	〃
۵۷	نقشہ صفوف جنگ ۱۷۹۵ء	۱۳۷
	اتحاد پیشوا و نظام علیخاں	۱۴۱

۵۸ ٹیپو سلطان کے مقابلے کیلئے مرہٹوں کا نظام علیخاں کو صفحہ ۱۴۱
اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت
صلح نامہ ایبگر کا طے پانا۔

۵۹ قلعۂ بادامی کا محاصرہ ۱۴۸

۶۰ قلعۂ ادھونی کا محاصرہ ۱۴۸

۶۱ قلعۂ شاہ نور پر متحدین کا حملہ ۱۵۰

۶۲ تنخواہ جاگیر کی نسبت احکام ۱۵۱

سفارت جان کناوے ۱۵۳

۶۳ سنہ ۱۲۰۳ کا جشن سالگرہ ۱۵۶

سفارت منجانب ٹیپو سلطان ۱۵۸

معاہدۂ نظام علیخاں و کمپنی انگریزی ۱۶۱

جنگ میسور سنہ ۱۷۹۲ء / ۱۲۰۶ھ ۱۶۷

جنگ کھرلہ ۱۷۴

۶۴ کھرلے کی جنگ کے اسباب ″

۶۵ مرہٹوں کے مقابلے میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار ″

۶۶ نظام علیخاں کے خلاف راجہ سندھیا کی
ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی ۱۷۵

۶۷ نظام علیخاں کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ ۱۷۶

۶۸ جنگ کے تقاضے ۱۷۸

۶۹ نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھرلہ صفحہ ۱۷۹

۷۰ کھرلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب ۱۸۱

۷۱ صلح نامۂ کھرلہ کے شرائط ۱۸۲

انگریزی فوج کی برطرفی ۱۸۳

۷۲ انگریزوں سے نظام علیخاں کی ناراضی ″

۷۳ نظام علیخاں کے فرزند اکبر عالیجاہ کا خروج ۱۸۶

۷۴ انگریزی فوج کی مکرر مامور ی ۱۸۷

۷۵ سرکاری فوج کا باغی فوج سے مقابلہ اور عالیجاہ کا
سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا ″

پیشوا سے استرداد ملک ۱۹۰

۷۶ پیشوا سوائی مادھو راؤ کا انتقال اور ان کی
قائم مقامی کے جھگڑے ″

۷۷ پیشوا کی قایم مقامی کے جھگڑے میں ارسلو جا
کی حکمت عملی اور ان کی مخلصی ۱۹۲

۷۸ نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل ۱۹۶

۷۹ عہد نامۂ ہماؤں کی تعمیل ۱۹۷

جنگ میسور سنہ ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۹ء ۲۰۱

۸۰ عہد نامۂ امدادی کی تکمیل ۲۰۴

۸۱ عہد نامہ تنکجا کا اور نوجت پر سکندر جاہ کا تخت نشینی

		صفحہ
	میں استمداد کی ترغیب اور اس کے اسباب	۲۰۵
۸۲	فرانسیسی فوج کی برطرفی بحث معاہدہ ۱۱۹۸ھ / ۱۷۸۳ء	۲۰۸
۸۳	وجہ تحریک اور اعلان جنگ	۲۱۴
۸۴	حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان	〃
	تقسیم ملک میسور	۲۱۸
۸	سرکار کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انضمام دیوانی میں	۲۲۹
	انتقال نظام علی خاں	۲۳
۸۶	نظام علی خاں کا انتقال اور اُن کا مدفن	〃
۸	ارواح و اولاد نظام علیخاں	۲۳۱
۸	مزارات	۲۳۲

		صفحہ
ضمیمۂ الف	تجرۂ نظام علیخاں	۲۳۴
ضمیمۂ ب	عہد نامہ ولایت گیر ۱۱۹۰ھ	۲۳۵
ضمیمۂ ج	عہد نامہ ہزار مالاجی بدست	۲۴
ضمیمۂ د	〃 نامہ سنہ	۲۴۴
ضمیمۂ ھ	عہد نامہ مدار المہامی ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء	۲۴۰
ضمیمۂ و	رقعۂ ارسطو جاہ موسومہ میر عالم	۲۵۳
	اشاریہ حصۂ اول	۲۶۶
	اشاریہ حصۂ دوم	۲۸۱

فہرست تصاویر

۱	تصویر مؤلف		سرورق
۲	تصویر علعہ اودگیر	محاذی صفحہ	۱
۳	تصویر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی	〃 〃	۷
۴	تصویر رکن الدولہ	〃 〃	۱۴
۵	نذر ارسطو جاہ بہ نظام علیخاں	〃 〃	۱۲۴
۶	اعظم الامرا ارسطو جاہ	〃 〃	۱۹۴
۷	نظام علیخاں آصف جاہ ثانی بسن پیری	〃 〃	۲۰۲

نظام علی خانؒ

حصّۂ دوم

دورِ اوّل

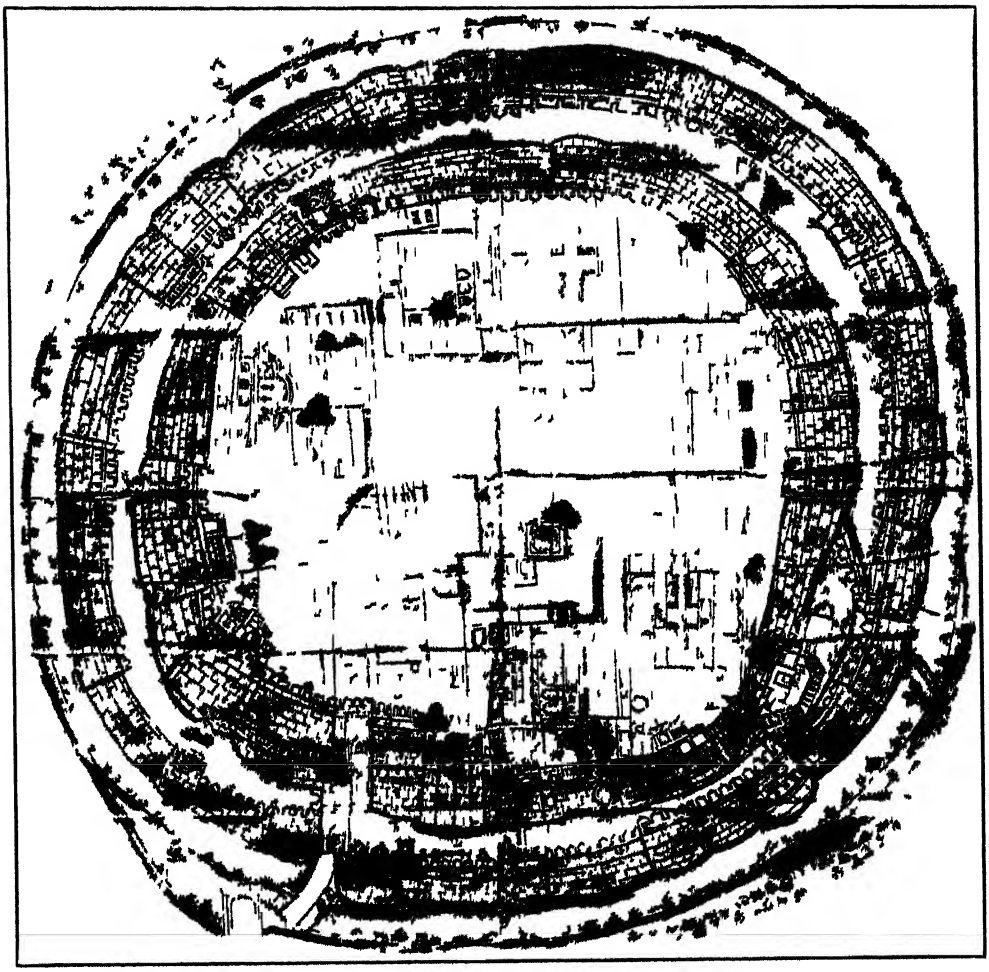

قلعه اودگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظام علی خانؒ

حصہ دوم

پیشوا پر فوج کشی

مادھو راؤ پیشوا اور اس کے حملے
ماس خانہ جنگی اور اس کے اسباب

صلابت جنگ کے منزوی ہونے کے بعد نظام علیخاں مستقل طور سے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ابھی انتظامات ریاست کی طرف متوجہ ہونے نہیں پائے تھے کہ ان کو مرہٹوں کی خانہ جنگی میں شریک ہونا پڑا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نظام علیخاں اور مادھو راؤ پیشوا کے مابین صلح ہوگئی اور نوجوان پیشوا پونہ کو روانہ ہوا تو اس نے اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ انتظام ریاست میں اپنا حصّہ بھی رہے کیونکہ ابتک کمسن ہونے کے باعث اُس کی طرف سے اُس کا چچا ریاست کے کاروبار انجام دیتا تھا۔ بھتیجے کا یہ مطالبہ چچا کو ناگوار ہوا۔ یہی جھگڑے کی بنیاد ہے ٹیلر[1] نے اس جھگڑے کی بناء یہ بتائی ہے کہ مادھو راؤ کی والدہ گوپیکا بائی کا طرز عمل مناسب نہیں تھا جس پر رگھناتھ راؤ شوہر کا بھائی ہونے کی حیثیت سے تہدید کرتا تھا جو اُس کو ناگوار ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنے لڑکے کو چچا کے خلاف بھڑکا دیا جس پر مادھو راؤ نے رگھناتھ راؤ کو

---

[1] مارریٹس جنلک شنس، مرہٹاسریز، جلد اول حصہ دوم ۱۲

قید کر لینے کا منصوبہ باندھا اس سے مطلع ہو کر رگھناتھ راؤ ۳ صفر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴ اگست ۱۷۶۲ء) کو صرف چند سواروں کے ساتھ پونہ سے نکل کر ناسک چلا گیا۔ محمد مراد[1] خاں اورنگ آبادی نے اس طرح اس کے بے سروسامان آنے کی خبر پائی تو ۱۴ صفر سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نکل کر ناسک پہنچا اور رگھناتھ راؤ سے ملا۔ مراد خاں کے آملنے سے مادھو راؤ کے طرفداروں میں سے اکثر مرہٹہ سردار یہ خیال کر کے کہ نظام علیخاں رگھناتھ راؤ کی حمایت پر ہیں اس کے ساتھ متفق ہو گئے یہ ہے بیان[2] آزاد بلگرامی کا لیکن گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ اس موقع پر رگھناتھ راؤ نے مرہٹہ ریاست کے اکثر عہدہ داروں کو اپنا شریک کر لیا اور وہ یہ خیال کر کے کہ ریاست کے کاروبار اپنے بغیر چل نہیں سکینگے۔ اپنی اپنی خدمات سے دست بردار ہو گئے جس کے بعد مادھو راؤ نے سداشیو چمناجی بھاؤ کے ماموں ترمبک راؤ ماما کو اپنی وزارت پر نامزد کیا۔ جب ترمبک راؤ نے اس خدمت کو قبول کر لیا تو رگھناتھ راؤ کو نہ صرف اُس کے بلکہ ہر شخص کے خلاف جو اس موقع پر اس کا شریک تھا ایک سخت غصہ اور انتقامی جوش پیدا ہو گیا۔

مرہٹوں کی حمایت میں نظام علیخاں کی سرکشی کے اسباب اور اس کا نتیجہ۔

جب مراد خاں رگھناتھ راؤ سے متحد ہو گیا تو اس نے بنگا نغالی سے اس کی امداد کرنے کے لئے معروضہ کیا جس پر خود بدولت نے

---

[1] ابتدا میں لشکر خاں کی سرکار میں ایک ماگر تھا اور پھر چند سواروں کا معدار ہو گیا اور اس کے بعد راجہ تراب خاں کی مدار المہامی کے زمانے میں امارت کے رتبہ کو پہنچ گیا تھا گرانٹ ڈف نے اپنی مارچ میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں وہ اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا لیکن ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یہ تعین کیا جا سکتا کہ وہ اس وقت یا اس سے قبل یا بعد اورنگ آباد کا صوبہ دار تھا صاحب حدیقہ عامرہ نے اس کے متعلق صرف یہ تعریفی الفاظ لکھے ہیں "محمد مراد خاں بہادر اورنگ آبادی کہ از عمدۂ نوکران آصف جاہی است و در اسمالک عظیم ارواے مامور بود در اورنگ آباد اقامت داشت" اس سے بھی اس کا صوبہ دار ہونا ثابت نہیں ہے ۱۲

[2] حدیقۂ عامرہ صفحہ ۲۰۷۔

احکام اعانت صادر فرمائے اور خود بھی اس کی مدد پر نکلنے کی تیاریاں شروع کر دیں اس امداد سے نظام علیخاں کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس نقصان کی تلافی کریں جو سابقہ مرہٹہ لڑائیوں میں انھوں نے برداشت کیا تھا۔

رگھناتھ راؤ اپنی اس طرح جمع کی ہوئی کثیر فوج کے ساتھ اورنگ آباد سے پونا روانہ ہوا۔ گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ[1] احمد نگر اور پونہ کے مابین رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے پر حملہ کر دیا۔ مادھو راؤ نے دور اندیشی کر کے اپنے آپ کو چچا کے حوالے کر دیا۔ لیکن صاحب توزک آصفیہ کہتا ہے کہ بند گانعالی[2] اور رگھناتھ راؤ کی متفقہ فوجیں دریائے بھیما کے کنارے تک پہنچیں مادھو راؤ اپنی فوجوں کے ساتھ اس دریا کے دوسرے کنارے پر ٹھیر گیا طغیانی کی وجہ سے عرصہ تک عبور ممکن نہ ہوا اور جنگ میں تعویق ہو گئی اس دوران میں مراد خان ایک رات اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ دریا کو عبور کر کے خفیہ طور پر مادھو راؤ کے ڈیرے میں داخل ہو گیا۔ اور اس کو دستگیر کر کے اپنی قیام گاہ پر لایا اور دوسرے روز رگھناتھ راؤ کو اپنے ڈیرے میں بلا کر دونوں چچا بھتیجے کو عہد و پیمان کے ساتھ ملا دیا۔ خدا جانے صاحب توزک آصفیہ کو یہ واقعہ کس ذریعہ سے معلوم ہوا۔ غلام علی آزاد بلگرامی جو اس عہد کے بڑے مورخ ہیں اور تقریباً اس زمانہ کی ہر جنگ میں شریک بھی رہے ہیں اس جنگ کے متعلق لکھتے ہیں کہ[3] ادھر رگھناتھ راؤ اورنگ آباد سے نکل کر احمد نگر کی طرف روانہ ہوا۔ اور ادھر مادھو راؤ نے پونہ سے احمد نگر کا رخ کیا

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۶۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۳۰۔
[3] حرائہ عامر صفحہ ۷۶۔

حتیٰ کہ ۵ ربیع الآخر ۱۱۷۶ھ (م ۲۴۔ اکتوبر ۱۷۶۲ء) کو احمد نگر سے بارہ کوس پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مادھوراؤ شکست کھا کر میدان جنگ سے علیحدہ ہو گیا اور امان چاہی دوسرے روز اپنے آپ کو اپنے چچا کے پاس پہنچایا۔ یہ مسلم ہے کہ نظام علیخاں نے اس جنگ میں رگھناتھ راؤ کو مدد دی اور دونوں فریقوں میں باہم صلح ہو گئی۔ ممکن ہے کہ نظام علیخاں کے امراء نے اپنے طور پر مادھوراؤ کو نشیب و فراز سے آگاہ کر کے رگھناتھ راؤ سے مصالحت کرا دی ہو۔

اس موقع پر نظام علیخاں خود رگھناتھ راؤ کی مدد کرنے کے لئے بیدر سے احمد نگر روانہ ہوئے تھے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ صلح ہو گئی ہے یہ اطلاع پا کر بندگانعالی نے پیرگاؤں ہی میں قیام فرمایا۔ رگھناتھ راؤ نے اپنے بھتیجے کے ساتھ یہاں آکر اعلیحضرت سے ملاقات کی اور ماہ جمادی الاول کے اوائل میں کئی ضیافتیں جانبین سے ہوئیں اور یہیں اُس نے اس اعانت کے معاوضہ میں بندگانعالی کی خدمت میں پچاس لاکھ محاصل کا علاقہ اور قلعۂ دولت آباد گزرانا اور کاغذات گزاشت عہدہ داران بندگانعالی کے تفویض کئے گرانٹ ڈف یہ کہتا ہے کہ جنگ میں مدد دینے کے معاوضہ میں رگھناتھ راؤ نے وعدہ کیا کہ قلعۂ دولت آباد، سیوونی، اسیر گڈھ اور احمد نگر کے علاوہ اکاون لاکھ سالانہ محاصل کا علاقہ (جو ۱۷۶۲ء کے صلح نامہ میں دیا جانا طے پایا تھا) نظام علیخاں کو دیگا اور خزانۂ عامرہ کے حوالے سے یہ لکھتا ہے کہ سوائے قلعۂ دولت آباد کے نہ کسی اور قلعہ پر قبضہ ہوا اور نہ کسی حصہ ملک پر اس عہدنامہ کی رو سے نظام علیخاں کو عمل دخل ملا۔ حالانکہ خزانۂ عامرہ کی عبارت سے کبھی یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا جو اس نے نکالا ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"رگھناتھ[1] راؤ ملک پنجاہ لک روپیہ و قلعۂ دولت آباد و جلدو سے یں
امانت بنواب آصف جاہ گرراییدو استناد مرتب کردہ بوکلاء سرکار
حوالہ نمود۔"

نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ کی جنگ اور اس کا سبب۔

اس جنگ اور مصالحت سے فارغ ہوکر رگھناتھ راؤ اپنے ملک کے انتظامات کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ تہیہ کیا کہ گزشتہ موقع پر جن لوگوں نے اس سے مخالفت کی تھی ان کا معقول تدارک کرے چنانچہ اسی غرض سے وہ مرج کی طرف بڑھا تا گوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ کرے۔ نظام علیخاں کے دیوان پرتاب دت کو مراد خاں پر بڑا رشک تھا جب انھوں نے یہ دیکھا کہ مراد خاں کے ذریعے رگھناتھ راؤ کے ساتھ اتحاد قایم ہوا ہے اور حالیہ مہم میں کامیابی کی وجہ سے مراد خاں کو سرخ روئی بھی ہوی تو ان کو اس کا حسد ہوا اور اس کی ریس میں راجہ پرتاب دت نے گوپال راؤ سے مراسلت شروع کی کہ رگھناتھ راؤ سے مقابلہ کی ٹھیرے تو نظام علیخاں سے مدد حاصل کرلے۔ ادھر نظام علیخاں کو اکسایا کہ مرہٹہ ریاست میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے یہ موقع بہتر ہے ساتھ ہی ایک تدبیر اور کی وہ یہ کہ راجہ ستارہ[2] (جو اس زمانے میں نابالغ تھا) کی ولیہ تارا بائی کا انتقال ہوگیا تو خدمت ولایت تفرر طلب قرار پائی جس پر پرتاب دت نے

---

[1] حوالہ عامرہ صفحہ ۲۷۔ [2] سیواجی اور اس کے بیٹے کے بعد جب مرہٹہ ریاست میں برہمن وزراء کی توت بڑھ ہوی تو وہ سیواجی کی اولاد کو رائے نام راجہ ساکر ستارہ میں گدی نشین کرلے تھے اور حکومت خود آپ کرتے تھے ۱۲

ایک طرف جانوجی بھونسلہ (راجۂ ناگپور) کو اس خدمت کا مدّعی بنا دیا اور دوسری جانب نظام علیخاں کی طرف سے خفیہ طور پر کولاپور سے مراسلت[1] کی تا اس خدمت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو جائے اس طرح پیشوا مادھوراؤ اور اس کے چچا رگھناتھ راؤ کے خلاف نظام علیخاں کے دیوان نے گوپال راؤ پٹ وردھن کے علاوہ جانوجی بھونسلہ اور کولاپور کے راجہ کی ولیہ کو بھی اکسا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کی تائید میں چند مرہٹہ سردار (مثلاً مورابہ پھڑنویس، سداشیورامچندر فرزند رامچندر شیونی، بھون راؤ معزول پرتی ندھی) نندگانعالی سے آملے جس سے اس موقع پر ان کی فوج اور قوت بہت زیادہ ہوگئی۔ صرف ملہار راؤ ہولکر اور دتاجی گیکواڑ رگھناتھ راؤ کے ساتھ رہے اپنی کمزوری کو محسوس کرکے اس نے مقابلہ کو مناسب تصوّر نہ کیا اور نظام علیخاں کی فوج کے بازو بازو سے آگے نکل گیا اور اورنگ آباد پہنچکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ بندگانعالی اس کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچے تو وہ محاصرہ چھوڑ کے بھاگ نکلا اور جانوجی بھونسلہ کے علاقہ میں داخل ہوکر دیہات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کردیا جب وہاں بھی نظام علیخاں اس کے تعاقب میں پہنچے تو وہ مونگی پٹن چلا گیا اور پھر جنوب مشرقی سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں داخل ہوکر لوٹ مار مچادی۔ نظام علیخاں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا لیکن جب اس نے حیدرآباد کا رُخ کیا تو انھوں نے خیال کیا کہ اس کے تعاقب سے بہتر ہوگا کہ مرہٹوں کے مرکزی شہر پر حملہ کردیا جائے اور اسی غرض سے وہ سیدھا پونا روانہ ہوئے۔

---

[1] گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ یہ خطوط مرہٹہ مخطوطات میں ہیں اور راجہ کولاپور سے حاصل ہوئے ہیں۔ سنبھاجی کی بیوہ جی جی بائی کے موکّلہ ہیں جو اپنے منّی لڑکے سواجی ثانی کی نابالغی کے زمانے میں اُس کی ولیہ تھی۔

نظام علیخان آصف جاہ بہادر

بانی درسگاہ ہذا

پونہ کی تباہی گراٹ ڈف کہتا ہے کہ جب[1] پونہ میں یہ خبر پہنچی کہ مغل فوج آرہی ہے تو اکثر اشخاص نے اپنے مال و دولت کو تا حد امکان منتقل کر دیا اور خود آپ کانکن کی پہاڑیوں میں جا چھپے پیشوا کا خاندان اور دفتر سنگڈھ بھیجدیا گیا بریں ہم جانوجی کا ایک عہدہ دار مسمی باپو کورونڈ یہ اتنا جلد پہنچ گیا کہ بھاگنے والوں کو اس نے لوٹ لیا اور سنگڈھ کے دامن کا موضع جلاڈالا بندگانعالی شہر پونہ سے دو کوس کے فاصلے پر قیام فرما ہوئے اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لے وہ گھر جس سے کوئی رقم نہیں ملی مسمار کر دیا گیا اس تباہی پونہ کی وجہ در اصل راجہ پرتاب و نت اور جانوجی بھونسلہ تھے اور یہ سبق نظام علیخاں نے مرہٹوں ہی سے حاصل کیا تھا اولاد محمد خاں ڈکا نے اس واقعہ کی تاریخ اس مصرع سے نکالی ہے ع آتش زد پونہ را سپاہِ اسلام رگھناتھ راؤ ۱۱۷۶ھ حیدرآباد کی جانب پلٹا تو وہاں کے ناظم بہادر دل خان نے شہر کے دروازے بند کر کے ایسا معقول انتظام کیا کہ اس کو شہر میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا اور باہر باہر ہی سے حملے کر کے رہ گیا بیرون شہر پناہ کے محلہ جات سے البتہ ایک لاکھ اسی ہزار روپئے بعنوان نعل بہا اس نے حاصل کر لئے اور وہاں سے پونہ کی طرف لوٹا راستہ میں یہ کوشش شروع کی کہ ان مرہٹہ سرداروں کو جو نظام علیخاں کے ساتھ تھے ہموار کر لے چنانچہ ایک حصہ ملک کے لالچ پر خفیہ طور سے جانوجی بھونسلہ کو اپنا طرفدار کر لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی گراٹ ڈف کا بیان ہے کہ رگھناتھ[2] راؤ نے جانوجی کو یہ توقع دلائی کہ اس کو اس علاقہ سے جو پیرگاؤں کے صلح نامہ کی رو سے نظام علیخاں کو دیا جانے والا تھا بتیس لاکھ محاصل کا ملک دیا جائیگا بشرطیکہ ان سے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس حصہ اول صفحہ ۵۴۔ [2] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۳۸۔

علٰحدہ ہوجائے چونکہ راجہ پرتاب ونت کے دورویہ پن سے اس کے توقعات تقریباً منقطع ہوگئے تھے اس لئے وہ رگھناتھ راؤ کی طرفداری پر رضامند وآمادہ ہوگیا۔

جنگ راکس بھون

شہر پونہ کی تباہی کے بعد بندگانعالی پورندھر روانہ ہوئے اور دریائے بھیما کے کنارے تک تمام ملک روندڈالا۔ اس حصّہ ملک میں پہنچنے تک موسم بارش آغاز ہوگیا تھا اس لئے خود بدولت نے یہ ارادہ فرمایا کہ برسات بیدر میں گزاریں لیکن جانوجی نے یہ معروضہ کیا کہ اگر اورنگ آباد میں اقامت فرمائی جائے تو مناسب ہوگا کہ وہ مرکزی مقام ہے جہاں سے بیدر بھی قریب ہے پونہ بھی اور برار بھی۔ چونکہ اس توجیہ میں ایک معقولیت تھی اور اعلٰحضرت کو اس کی خفیہ سازباز کا علم بھی نہیں تھا اس لئے اس کے معروضہ کو منظور فرمایا اور عنان اورنگ آباد کی جانب منعطف فرمائی۔ رگھناتھ راؤ بندگانعالی کے لشکر کے پیچھے پیچھے آگے حتیٰ کہ نظام علیخاں دریائے گوداوری کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے کارخانہ جات اور ایک حصّہ فوج کے ہمراہ راکس بھون کے گھاٹ سے دریا کو عبور کیا اور بقیہ حصّہ فوج راجہ پرتاب ونت کی نگرانی میں دریا کے ادھر ہی کے کنارے پر رکا رہا عین اس موقع پر جانوجی بھونسلہ اپنی فوج کی تنخواہ نہ پانے کے عذر پر راجہ پرتاب ونت سے علٰحدہ ہوگیا اس تفرقہ سے خبردار ہوکر رگھناتھ راؤ نے ۲۸ محرم ۱۱۷۷ھ (۸ اگست ۱۷۶۳ء) کو راجہ بہادر (پرتاب ونت) پر

اچانک حملہ کر دیا۔ جانبین کی فوجیں آپس میں گتھ گئیں معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا نظام علیخاں کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو اُنھوں نے دریا کے دوسرے کنارے ہی سے توپوں کے ذریعہ راجہ بہادر کی امداد کی کوشش کی لیکن فاصلہ بہت بڑا تھا اس لئے اس کا کوئی اثر مترتب نہو سکا اور جب دیکھا کہ مدد کی کوئی صورت نہیں ہے تو خود بدولت اورنگ آباد کی سمت روانہ ہو گئے اثنائے جنگ میں راجہ بہادر کی فوج کے ایک حصّہ نے رگھناتھ راؤ کے ہاتھی کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ اس کو قید کر لیا جاتا لیکن اس موقع پر خود وہ اور تکا رام ہری جوانمردی سے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مادھو راؤ نے اپنی فوج کے ساتھ بڑے زور کا حملہ کیا اور اپنے چچا کو چھڑا لیا اس نوبت پر مراد خان نے (جس کو راجہ پرتاب ونت سے دلی عناد تھا) اپنے ایک قراول آرڈرلی کو حکم دیا کہ راجہ بہادر کے گولی مارے اس واسطے کہ اس منصوبہ کو جو اس نے رگھناتھ راؤ سے مصالحت قایم کر کے باندھا تھا راجہ بہادر کے طرز عمل سے نقصان پہنچا تھا اس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ اپنے حلیف رگھناتھ راؤ کے مقابلہ میں راجہ پرتاب ونت کو کامیابی ہو۔ مراد خاں کے آرڈرلی نے حکم کی تعمیل کی اور اس کی گولی برابر نشانے پر بیٹھی۔ پرتاب ونت کی روح پرواز کر گئی ہولکر کے پٹھان سپاہیوں نے اُن کا سر جسم پر سے اُتار کر نیزے[1] پر چڑھا دیا جس کو دیکھ کر راجہ بہادر کی فوج کے قدم اکھڑ گئے مآثر آصفی راجہ بہادر کے سر کو جسم سے علٰحدہ کرنے کا ذکر نہیں کرتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ بمجرد گولی لگنے کے راجہ بہادر تختہ عماری پر گر پڑے جس سے فوج کے قدم اکھڑ گئے۔[2]

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۴۴۲۔ [2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴۔

موسیٰ خاں رکن الدولہ کا میدانِ جنگ سے فرار ہونا۔

مرہٹہ مراسلتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کی طرف کے دس ہزار آدمی مارے گئے بعض دریا میں کود کر ڈوب مرے بعض قید اور اکثر فرار ہو گئے۔ اسی موخر الذکر گروہ میں موسیٰ خاں (رکن الدولہ) بھی تھے جنھوں نے اس بھگدڑ میں بیک جامہ و دستار پونہ کی راہ لی یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ میدان جنگ سے نکل کر پونہ کیوں گئے۔ اس واسطے کہ یہ جنگ نظام علی خاں اور پیشوا کے مابین ہوئی تھی وہ اگر مرہٹہ فوج کے خوف سے فرار ہوئے تھے تو یہ قرین قیاس نہیں ہو سکتا کہ جس کے خوف سے بھاگیں اسی کے حدود حکومت بلکہ اسی کی راجدھانی میں پناہ لیں۔ درآنحالیکہ میدان جنگ کے مضافات ہی میں اپنے مالک کے علاقہ کے بہت سارے مواضع اور قلعے ایسے موجود تھے جہاں وہ بآسانی پناہ گزیں ہو سکتے تھے اس موقع پر اپنے آقائے ولی نعمت کے دشمن کے شہر میں پناہ لینے سے اس سوءِ ظن کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے کہ نظام علیخاں سے منحرف ہو کر ان کے مخالفین سے مل لینے کی خاطر انھوں نے پونہ کی راہ لی تا اس طریقہ سے کوئی مفید صورت پیدا ہو آئندہ کے واقعات سے اس قیاس کی تائید بھی ہوتی ہے جن میں نظام علیخاں نے مرہٹوں کے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لی ہے اور اسی بے موقع دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قوت میں انحطاط پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ان کو سات دریا پار کی اجنبی قوم سے مدد لینی پڑی۔ اکثر مورخین نے ان کے اس عمل کو نظر انداز کر دیا ہے لیکن لچھمی نارائن شفیق ابن لالہ منسا رام خافی نے اپنی تصنیف مآثر آصفی میں اس پر کافی روشنی ڈالی ہے ہم اس کتاب کی اصل عبارت کو ہدیۂ قارئین کرتے ہیں جس سے اس جنگ اور اس کی بھگدڑ کے

علاوہ ہونے والے دیوان موسیٰ خان (احتشام جنگ رکن الدولہ) کے پونا جانے کی حالت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے :-

"مراد خاں[1] کہ با راجہ بہادر عناد دلی داشت رنگ جنگ دگرگوں دیدہ یقین دانست کہ اگر راجہ بہادر ازیں محاربہ زندہ ماند محل ہستی او بہ تیشۂ ناکامی قطع خواہد کرد در عین دار و گیر قراول خود را اشارہ کرد کہ بلا تحاشا بضرب تیر تفنگ کار راجہ بہادر تمام شد و بمجرد رسیدن تیر تفنگ سر راجہ بہادر بر تختہ عماری رسید لشکریاں را از ملاحظہ ایں حال قدم ثبات از جا رفت و فتح مبدل بشکست شد فوج ہراس خوردہ تاب نارۂ توپ و تیغ نیاوردہ بے اختیار خود را در گنگ انداختہ غریق بحر فنا شدند و گروہے از تیغ و تیر شربت مرگ چشیدند غرض عالمے تلف شد و اکثر ہا بہ اسیری آمدند و بعضی ہا مال و متاع بدست غارتیاں دادہ آوارہ دشت ادبار شدہ جان خود بسلامت بردند میر موسیٰ خان رکن الدولہ با یک جامہ و دستار از دست تاراج گراں پیادہ پا خود را نزد حیدر یار خاں شیر جنگ رسانید و ایں شیر جنگ پیش ازیں بدیوانی دکن سرفراز شدہ و مہر صلابت جنگ مجدد آ کندہ کنانیدہ بہ اتفاق رائے رایاں و سنبھو لعل

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۴

وحمید اللہ خان دیوان سرکار و لچھمن راؤ کھنڈا کلہ مختار جمع امور شد و
بود و بعد آمدن بندگانعالی از ایلگندل کنارہ از حضور نمودہ در پونہ بسر
می بُرد آمدن میر موسیٰ خاں با دو گوش و بینی غنیمت پنداشتہ بتواضع
تمام پیش آمدہ بہ اتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت۔"

اس موقع پر لچھمی نارائن شفیق نے جان بچا کر جانے والوں میں صرف اُن اصحاب کا ذکر کیا ہے جنھوں نے اپنا مال و دولت غارتگروں کو دے دلا کر اپنی جان بچائی اور اسی تذکرے کے بعد وہ موسیٰ خاں رکن الدولہ کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ انھوں نے بیک جامہ و دستار تاراج گردن کے ہاتھ سے نکل کر اپنے آپ کو شیر جنگ کے پاس پہنچایا۔ اس سے صراحتاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور اس کے بعد انھوں نے اپنا تمام اثاثہ بطور مخاصی بہا دیکر رہائی پائی اور اگر شرائط رہائی کے تحت ہی وہ پونہ پہنچے یا پہنچائے گئے ہوں تو بعید از قیاس بھی نہیں۔ گردھاری لال احقر نے تقریباً اُسی زمانے میں اپنی تاریخ "ظفرہ" لکھی ہے اور اس جنگ کے واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس پر ایک قطعہ بھی نظم کیا ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس میں اس نے موسیٰ خاں کے اس واقعہ سے قطعاً گریز کر دی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس واقعہ کو وہ ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا یا اس لئے کہ اس نے اپنی تاریخ ان کے عہد دیوانی میں لکھی ہے ان کے اثر کے تحت اس پر پردہ ڈالنے پر مجبور تھا۔ ورنہ ایسا اہم واقعہ جس کی بنا پر ایک دارو خہ ہر کارگان کو یک بیک اہم خدمت دیوانی ملی ہو اسی عہد کے ایک مورخ کو (جو تقریباً اس واقعہ جنگ میں شریک بھی تھا) معلوم نہ ہونا قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

بہرحال اس جنگ کی اطلاع کے بعد ہی نظام علیخاں اورنگ آباد روانہ ہوئے جہاں وہ غرۂ صفر ۱۱۷۷ھ (۱۱ اگست ۱۷۶۳ء) کو پہنچے۔ بقول گرانٹ ڈف یہ جنگ دو روز تک ہوتی رہی اس کے بعد رگھناتھ راؤ بھی دریا کو عبور کرکے نظام علیخاں کے پیچھے ہی اورنگ آباد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کرلیا وہاں کے صوبہ دار درگاہ قلی خاں سالار جنگ نے شہر کا انتظام معقول رکھا تھا۔ حملہ میں اس کو کامیابی ہونے نہ پائی اور وہ پسپا کردیا گیا اور صلح ہوگئی۔ جس میں رگھناتھ راؤ نے نظام علیخاں کی اس ہمدردی اور امداد کے نظر کرتے جو انھوں نے اس کے بھتیجے مادھوراؤ کے مقابلہ کے وقت اس کے ساتھ کی تھی اپنے عہدہ داروں میں مشورۃً یہ تحریک کی کہ اس علاقہ میں سے جو پیرگاؤں کے صلح نامہ کی رُو سے نظام علیخاں کو دیا جانا چاہئے تھا۔ بتیس لاکھ کا ملک جانوجی کو دیا جائے اور باقی نظام علیخاں کو۔ لیکن اس کے عہدہ داروں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور اُس کو اس امر پر راضی کرلیا کہ بعوض انیس لاکھ کے صرف دس لاکھ محاصل کا علاقہ بند گانعالی کو دیا جائے چنانچہ صلح نامہ میں یہی طے پایا۔ اسی صلح نامہ کی رو سے یہ بھی طے پایا کہ گوپال راؤ پٹ وردھن کو حسب سابق قلعہ مرج تفویض کردیا جائے اس کی تکمیل کے بعد بند گانعالی اور رگھناتھ راؤ کی باہمی ملاقات ہوی دوران گفتگو میں انھوں نے جنگ راکس بھون کی ناکامی کا الزام راجہ پرتاب ونت کی سوءِ عملی پر رکھا اسی ملاقات میں رگھناتھ راؤ نے یہ اعتراف کیا کہ پیرگاؤں کی مہم میں جو کچھ مدد نظام علیخاں کی جانب سے اس کو دی گئی تھی وہ قابل امتنان تھی اور صلح نامہ کے بموجب کاغذات گزاشت پیش کیے اور جب جانوجی بھونسلہ کو اس کے کاغذات گزاشت دئے جانے لگے تو مہادیو راؤ نے جانوجی کو اس کی دغابازی پر

بڑی لعنت ملامت کی اور اس پر یہ الزام لگایا کہ ایسے نامعقول طریقے سے اُس نے ایک ایسی سلطنت کی تباہی کا ارادہ کیا تھا جس کے ایک رئیس نے اس کے باپ کو سرفراز کیا اور ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچایا۔

خدمت دیوانی برکن الدولہ کی سرفرازی اور اس کا سبب

راجہ پرتاب ونت دیوان کے جنگ میں کام آجانے سے خدمت دیوانی تقرر طلب تھی مگر فی الحال کوئی موزوں شخص بندگانعالی کو نظر نہیں آتا تھا اور مناسب نہیں تصور کرتے تھے کہ یہ خدمت عرصہ تک تقرر طلب رہے اس لئے انھوں نے متوفی دیوان کے کمسن پوتے جمنا راجہ کو اس پر نامزد فرمایا جو صاحب تاریخ ظفرہ[1] کے بیان کے بموجب دو مہینے اس خدمت پر مامور رہے شیر جنگ نظام علیخاں کی آزردگی کی وجہ سے پونہ میں مقیم ہو گئے تھے جب موسیٰ خاں میدان جنگ سے نکل کر پونہ میں ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے تجویز یہ نکالی کہ موسیٰ خاں کو نظام علیخاں سے اپنی صفائی کا ذریعہ بنائیں اس غرض کے لئے انھوں نے مراد خان کو اپنا ہم خیال بنایا اور چونکہ وہ اور رگھناتھ راؤ پہلے ہی سے راجہ پرتاب ونت کے مخالف تھے اس لئے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ راجہ پرتاب ونت کا پوتا نظام علیخاں کا دیوان بنے کیونکہ اس صورت میں اس امر کا امکان تھا کہ جمنا راجہ اپنے دادا کا بدلہ لینے کی خاطر رگھناتھ راؤ اور مراد خاں کے خلاف کارروائی شروع کر دے اس لئے شیر جنگ اور مراد خان نے موسیٰ خان کو دیوان بنانے کی کوشش کی اور متذکرۂ صدر صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ خدمت دیوانی پر

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۵۰۔

رکن الدولہ احتسام جنگ صدر موسیٰ خاں

موسیٰ خاں مامور کئے جائیں اور اُدھر شیر جنگ نے موسیٰ خاں کو دیوان بنانے کی کوشش کرکے خود ان کے ساتھ یہ قرارداد کی کہ دیوان ہوجائیں تو وہ نظام علیخاں کی اُس غلط فہمی یا سُوءظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت ان کو پیدا ہوگئی تھی اور پھر انھیں حضوری میں طلب کرکے باریاب کرادیں چنانچہ اس شرط صلح اور باہمی مفاہمت کو صاحب مآثر آصفی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

"... (شیر جنگ) آمدن میر موسیٰ خان بادوگوش وبینی غنیمت

پنداشتہ بتواضع تمام پیش آمدہ باتفاق محمد مراد خاں بنائے صلح گزاشت واز شروط صلح ایں ہم قرارداد کہ بجائے راجہ پرتاب ونت از انتقالش میر موسیٰ خاں مدار کار شود واز میر موسیٰ خاں کہ ناآزمودہ کار و سیّد صاف طینت و منقرب الحضرت بندگانعالی بود عہود و مواثیق مضبوط کرد کہ ہرگاہ ازیں جا مخلصی یافتہ بحضور رود و بر مدار المہامی مامور شود عفو تقصیرات شیر جنگ کنانیدہ از جانب مرہٹہ طلب داشتہ دخیل امور جزو کل سازد میر موسیٰ خاں از آں حالت کہ زندگانی خود دشوار می دانست منصب جلیل القدر مدار المہامی زیادہ از حوصلۂ خود تصور کردہ با شیر جنگ عہد کرد کہ ما بجائے پسر شمائیم و زندگی ما محض بتوجہ شما می شود چہ جائے کہ برایں مرتبۂ بلند سرفراز می فرمایند ما را بجز نام و فرماں بری دیگر نخواہد بود۔"[1]

[1] مآثر آصفی حصۂ دوم ورق ۶۴۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جس وقت موسیٰ خاں شیر جنگ کے پاس بے سروسامانی کے عالم میں پہنچے ہیں ان کی زندگی دشوار تھی چہ جائے کہ ان کو عہدۂ مدار المہامی کا خیال ہو اسی بناء پر انھوں نے اس خدمت کو اپنے حوصلہ سے زیادہ تصور کر کے شیر جنگ سے یہ اقرار کیا کہ "میں آپ کے فرزند کے مانند ہوں میری زندگی محض آپ کی توجہ سے ہو رہی ہے اگر اس بلند مرتبہ پر مجھے سرفراز فرمائیں تو اس صورت میں آپ کی اطاعت و فرماں برداری کے سوائے مجھ سے اور کیا ہو سکتا ہے" یعنے انھوں نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ خدمت دیوانی سے گویا خود شیر جنگ ان کو سرفراز کر رہے ہیں اور تا زندگی انھوں نے کبھی اس احسان کو فراموش بھی نہیں کیا اور آخر تک اپنا بزرگ سمجھتے رہے۔ بہر حال اس مفاہمت کے بعد بندگانعالی نے حسب قرارداد موسیٰ خاں احتشام جنگ کو خطاب رکن الدولہ اور سریع جنگ اور کنٹھ مروارید مرحمت فرما کر خدمت دیوانی سے سرفراز فرمایا اس خدمت پر مامور ہو کر رکن الدولہ نے یہ اظہار امتنان و تعمیل اقرار سب سے پہلے یہ کوشش کی کہ نظام علیخاں کے دل سے اس سوظنی کو رفع کریں جو شیر جنگ کی نسبت پیدا ہو گئی تھی۔ آخر اس میں ان کو کامیابی ہوی چنانچہ انھوں نے شیر جنگ کو پونہ سے طلب کیا اور اپنے توسط سے باریاب کیا اور چونکہ شیر جنگ صلابت جنگ کے عہد میں دیوان دکن رہ چکے تھے اور اس وجہ سے ریاست کے جزو کل امور سے واقف اور لشکر کے عہدہ داروں اور سپاہیوں سے شناسائی رکھتے تھے وہ خود امور ریاست و کاروبار سلطنت میں حصہ لینے لگے رکن الدولہ بظاہر مدار المہام تھے لیکن جمیع مہمات ریاست کی اجرا انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا صاحب حدیقۃ العالم اسی واقعہ کو حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

در عہد[1] نواب آصف جاہ ثانی در اوائل مدار المہامی رکن الدولہ امور
ریاست بصوابدید آں امیر روشن تدبیر (شیر جنگ) تمشیت می یافت
بعد از آں کہ بنا بر کبر سن اگرچہ دست از آں کشید اما زمام وصول
ریاست در قبضہ اختیار آں والا اقتدار بود

نظام علیخاں کا ہبۂ ادھونی کی جاگیر

رگھناتھ راؤ سے صلح ہونے کے بعد نظام علیخاں غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ م ۹ ستمبر ۱۷۶۳ء کو اورنگ آباد سے نکلے اور ارادہ یہ کیا کہ سیر و شکار کرتے اور بیدر ہوتے ہوئے حیدر آباد پہنچیں اور وہاں کے انتظامات سے فارغ ہو کر ادھونی کی جانب متوجہ ہوں کہ بسالت جنگ تقریباً اس زمانہ سے جب سے کہ صلابت جنگ مچھلی بندر سے واپس ہوئے تھے ریاست کے لئے خیالات خام پکا رہے تھے اور اس دوران میں جب نظام علیخاں زمام ریاست کو ہاتھ میں لینے اور اس کے بعد مرہٹوں کے مقابلے میں لگے ہوئے تھے اُن کے اس خیال میں ترقی ہوتی رہی ان کے طرز عمل پر معلومات حاصل کرنے کے بعد (جو اوراق ما بعد میں مذکور ہے) ان کے ساتھ نظام علیخاں کے سلوک کا صحیح اندازہ کیا جا سکیگا۔

---

[1] تحفۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۹۔

بسالت جنگ کی جدوجہد

حصول اقتدار ریاست کیلئے بسالت جنگ کی مساعی

حیدر جنگ کے قتل کے بعد نظام علیخاں برار، صلابت جنگ حیدرآباد اور موسیٰ بوسی پانڈیچری روانہ ہوگئے اور جب سرکاران شمالی میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے مابین جنگ ہونے لگی تو صلابت جنگ فرانسیسیوں کو مدد دینے کی خاطر حیدرآباد سے مچھلی بندر روانہ ہوئے لیکن وہ بعد از وقت موقع پر پہنچے اور انگریزوں کی کامیابی سے مطلع ہوکر ان سے مصالحت کی کوشش کرنے لگے اس دوران میں ان کو اطلاع ملی کہ نظام علیخاں برار سے حیدرآباد آرہے ہیں یہ سنتے ہی انھوں نے اپنی فوج کے ساتھ حیدرآباد کی راہ لی بسالت جنگ (جو ابتک بہ حیثیت وکیل صلابت جنگ کے ساتھ تھے) اُن سے علٰحدہ ہوکر اپنی جاگیر (ادھونی) کو چلے گئے اور ایک دستہ فرانسیسی فوج کا حیدر جنگ مقتول کے بھائی ذوالفقار جنگ کے تحت نوکر رکھ لیا اور اپنے علاقہ سے نجیب اللہ قلعدار نیلور اور اُن بڑے بڑے پالیگاروں کو جو دریائے پنار کے کنارے رہتے تھے شاہی پیشکش کی ادائی کی نسبت تاکیدی خطوط لکھے اور یہ ظاہر کیا کہ منجانب شہنشاہ وہ اس غرض کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

فرانسیسیوں کے تعلقات بسالت جنگ کے ساتھ

اسی عرصہ میں موسیٰ بوسی کو یہ توقع پیدا ہوگئی تھی کہ وہ صلابت جنگ سے مکرر اتحاد قایم کرلیگا اور یہ منصوبہ باندھ رہا تھا کہ صلابت جنگ سے

عرض معروض کر کے کرناٹک کی قیادت بسالت جنگ کے نام پر منظور کرادے تاکہ وہ (بسالت جنگ) وقتاً فوقتاً انگریزوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کی مدد کرتے رہیں اور یہ تہیہ کیا کہ وہ ایک دستہ فوج کے ساتھ بسالت جنگ کے پاس جا کر یہ معاہدہ طے کرے کہ کرناٹک کی قیادت ملنے پر وہ اس کی مدد کرتے رہیں۔ اسی دوران میں اُس کو ونڈواسی (وانڈیواش) کی فتح کی اطلاع ملی جس کی وجہ سے وہ مقبوضات جدیدہ کے نئے انتظامات کی خاطر اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے سے ایک عرصہ تک باز رہا۔ اس دوران میں بسالت جنگ نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی چنانچہ انھوں نے پولور پہنچ کر یہ اعلان کر دیا کہ اب نیلور پر حملہ کر دیں گے۔ لیکن جب وہ پنار کے قریب پہنچے تو انہوں نے جنوب کی سمت جانے کے عوض مغربی رُخ اختیار کیا اور ۱۰۔ ستمبر (م ۱۷۔ محرم) کو سانگام کے میدان میں اُترے جو نیلور سے سُولہ میل پر ایک ندی کے کنارے واقع ہے یہاں پہنچکر انھوں نے نجیب اللہ اور تین اور زمینداروں کو طلب کیا کہ وہ بذات خود حاضر ہو کر نذر و پیشکش داخل کریں۔ لیکن ان سب نے بہ لطائف الحیل ٹال دیا۔ آخر وہ اپنی تمام فوج کے ساتھ دریا عبور کر کے یکم اکتوبر (م ۸۔ صفر) کو سیدا پور م میں قیام پذیر ہوئے اور موسیٰ بوسی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ بوسی ۱۸۔ اکتوبر (م ۲۵۔ صفر) کو آرکاٹ سے نکل چکا تھا کہ ونڈواسی کی فرانسیسی فوج تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بغاوت پر آمادہ ہو گئی اُس کا کچھ اثر خود اس کی رکاب کی فوج میں بھی پیدا ہونے لگا تو اس نے فوج کے تمام سپاہیوں کو اُنکی اپنی تنخواہوں کا ایک ایک حصہ دیکر سمجھا دیا۔ اُس کے بعد اُس نے اپنے راستہ کا رُخ بدلا۔ انگریز ونڈواسی کی

شکست کھاکر کنجیورم پر آٹھیرے جہاں سے گورنمنٹ مدراس نے کیپٹن مور کے تحت نوسو سپاہیوں کی فوج بسالت جنگ کی طرف روانہ کی۔ وہ اس زمانہ میں سیدا پور ہی میں مقیم تھے یہ فوج اس غرض سے بھیجی گئی تھی کہ بسالت جنگ کو بُوسی کی فوج سے ملنے نہ دے۔ بنگریا چم اور وامرلہ وینکٹ پٹھ کے پالیگار ابتک انگریزوں کے طرف دار تھے لیکن جب وہ انگریزی فوج کی امداد سے مایوس ہوگئے تو سمپت راؤ[1] کے توسل سے بسالت جنگ کے پاس چلے گئے محفوظ خاں[2] اور سمپت راؤ نے اپنے ایک وکیل کے ذریعہ بسالت جنگ کے ساتھ مفاہمت کرلی۔ سمپت راؤ نے یہ خیال کیا کہ اگر بسالت جنگ نواب کرناٹک ہوجائیں تو وہ اس کو اپنا دیوان بنالیں گے اور جب وہ اپنے کاروبار کے تحت اپنے مرکز (ادھونی) کو لوٹ جائینگے تو کرناٹک میں محفوظ خاں کو اپنا نائب مقرر کردیں گے اور (محفوظ خاں، سمپت راؤ اور بسالت جنگ میں) یہ مشورہ ہونے لگا کہ فرانسیسیوں سے کیا معاہدہ طے کیا جائے۔ اس نوبت پر آرمی کا بیان ہے کہ صلابت جنگ[3] کے دربار کا ایک امیر جو نظام علی خاں کا ایک معتبر طرفدار تھا۔ بسالت جنگ کے پاس پہنچا تا اُن کو انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں کی مدد حاصل

---

[1] یہ پہلے اورالدین خاں، نواب کرناٹک کا دیوان تھا اس کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے محمد علی کے پاس بھی رہا مگر انھوں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو وہ مدراس کے محاصرے کے کچھ ہی عرصہ قبل اپنی تمام دولت لیکر کالستری میں جا رہا اور موجودہ نواب کرناٹک سے برسرِ عناد ہوکر محفوظ خاں سے مل کر مٹنے والی اس ملک فساد چار کھا تھا۔

[2] یہ اورالدین خاں، نواب کرناٹک کے دوسرے بیٹے اور محمد علیخاں کے بڑے علاتی بھائی تھے اور محمد علیخاں سے بڑے ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ریاست کرناٹک کا احق قرار دیتے تھے اور حصولِ ریاست کے لئے ہمیشہ اپنے بھائی کے مقابلہ میں ساعی رہے تھے۔ [3] آرمی جلد ۲ صفحہ ۵۳۱۔

کرنے سے باز رکھے اور اس کے صلے میں ان کو مزید جاگیر و عطیہ کی توقع دلائی گئی افسوس ہے کہ اُن امیر کا نام و نشان نہ آرمی کو معلوم ہو سکا نہ ہم معلوم کر سکتے ہیں۔ بسالت جنگ آخر سمپت راؤ کے مشورے پر مائل ہوے اور اگر انگریزی فوج کالستری میں نہ پہنچی ہوتی تو وہ (بسالت جنگ) کرناٹک کے علاقہ میں داخل ہو گئے ہوتے انگریزوں کے کالستری میں آجانے کے علاوہ وہ اس وجہ سے بھی پست ہمت ہو گئے کہ موسیٰ بوسی اپنی معینہ تاریخ کے بعد بھی سیدا پورم نہ آیا۔ جہاں اُن سے ملنے کی قرارداد ہوئی تھی۔ جب اُن (بسالت جنگ) کو مندواسی کی فرانسیسی سپاہیوں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ پنار کو عبور کر کے شمال مغربی سمت میں کڈپہ چلے گئے اُن کی فرانسیسی فوج ان کے ساتھ رہی اور فرانسیسی عہدہ داروں کو یہ یقین دلاتے رہے کہ بوسی اُن سے کڈپہ میں آملیگا بوسی کو یہ اطلاع ۲۴ اکتوبر ۱۷۵۷ء (۲ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ) کو ملی اور وہ فوج کی صرف تین کمپنیوں کے ساتھ اُسی دن نکلا اور ۱۰ نومبر ۱۷۵۹ء (۱۹ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ) کو بسالت جنگ کے کیمپ میں پہنچا جو کڈپہ سے چھ میل پر ایک میدان میں قایم ہوا تھا بسالت جنگ کے رکاب کی فرانسیسی فوج کو تنخواہ کے علاوہ سامان رسد کی بھی سخت تکلیف تھی اور ان کی ضروریات کی پا بجائی میں عہدہ داروں نے اپنی ایک ایک چیز فروخت کر دی تھی انھیں تکالیف کی وجہ سے یہ فوج بھی باغی ہونے پر آمادہ تھی۔ بوسی سے مل کر بسالت جنگ نے اپنے یہ شرائط پیش کئے :-

بسالت جنگ کے شرائط اتحاد فرانسیسیوں کے ساتھ

(۱) فرانسیسی اُن (بسالت جنگ) کو آرکاٹ کا خود مختار مالک تصور کریں۔

(۲) فرانسیسی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کو اُن کے تفویض کردیں۔

(۳) اُن ممالک کی آمدنی کا صرف ایک ثلث حصہ بسالت جنگ ان کے حق میں چھوڑ دیں گے۔

(۴) اس کے بعد جو حصۂ ملک فتح ہو وہ بلا شرکت غیرے خود اُن کی ملک ہوگا

(۵) ریاست کے کاروبار دیوان چلائیگا جس کو وہ خود مامور کریں گے۔

(۶) فرانسیسی اس امر پر حلف اُٹھالیں کہ اگر نظام علیخاں کرناٹک میں داخل ہو تو بسالت جنگ کی مدد کریں گے اور اگر فرانسیسی انگریزوں سے صلح کرلیں یا اُن کو فتح کرلیں تو نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کا ایک حصہ وہ اُن (بسالت جنگ) کو دیں

(۷) صلح ہو جانے کے بعد کرناٹک اور اس کے محالات پر بسالت جنگ قابض رہیں گے اور فرانسیسی کسی حصہ آمدنی کے مستوجب نہیں ہونگے۔

(۸) بسالت جنگ کو اختیار رہوگا کہ وہ جب چاہیں دکن میں داخل ہوں۔

(۹) جب کبھی وہ اپنے مرکزی مقام سے نکلیں تو فرانسیسیوں کو چاہئے کہ وہاں کی حفاظت تین سو یوروپین اور دو ہزار دیسی سپاہیوں اور توپ خانہ اور آلات حرب و ضرب کے ساتھ کریں اور اس کے اخراجات کرناٹک کی آمدنی سے بسالت جنگ ادا کرینگے

(۱۰) ایک عرصہ سے بسالت جنگ کی فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوی تھی اور ناصر جنگ کی شہادت کے بعد سے وہ کرناٹک میں خدمات بجالانے سے پہلوتہی کرتی تھی اس لئے موسیٰ بوسی کو چاہئے کہ چار لاکھ روپیہ قرض دے تاکہ اس رقم سے فوج کی تنخواہ ادا کرکے

اس کو پیش قدمی پر رضامند و آمادہ کیا جا سکے۔

(۱۱) موسیٰ بُوسی کو اگر اس معاہدے پر عمل کرنا منظور نہ ہو تو بسالت جنگ کے آرکاٹ پہنچنے کے بعد اس کی فوج پُرامن طریقہ سے ان کے علاقہ سے باہر ہو جائے۔

ان شرائط کا مسودہ سمپت راؤ نے مرتب کیا تھا ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم کا کوئی رکن جس کا مطمح نظر حلب منفعت اور ملک گیری ہو ان شرائط کو کس طرح منظور کر سکتا تھا بُوسی نے ان کو پسند نہ کیا اور دوسرے شرائط پیش کئے جن کو بسالت جنگ نے منظور کیا اور اُس کی صلاح سے ایک فرمان جاری کیا۔ جس کی رُو سے صوبۂ آرکاٹ فرانسیسیوں کو دیدیا گیا اور یہ احکام نافذ کر دئے گئے کہ اس علاقہ کے تمام زمیندار پالیگار فرانسیسی گورنمنٹ کو مقررہ نذرانہ و پیشکش ادا کیا کریں۔ اس تصفیہ کے بعد بُوسی نے بسالت جنگ ہی کی رقم سے ضروریات فوج کی تکمیل کر لی اور چھٹے دن ۱۶ نومبر (م ۲۵ ربیع الاول) کو واپس ہوا اور ۱۰ دسمبر ۱۷۵۹ء (م ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ) کو آرکاٹ پہنچا۔

بسالت جنگ کا وکیل مطلق کی حیثیت سے معاملات ریاست میں دخیل ہونا

اس واقعہ کے مہینہ دو مہینہ کے اندر اندرا و دگیر کی جنگ ہوی جس کے بعد نظام علیخاں راجمندری گئے تو بسالت جنگ صلابت جنگ کے پاس پہنچے اور ان کے وکیل مطلق کی حیثیت سے کاروبار ریاست میں دخیل ہو گئے صاحب سوانح دکن کا بیان ہے کہ اس دفعہ[1] ان کے انتظام سے خرچ بڑھ گیا اور آمدنی گھٹ گئی۔ جس کی وجہ سے فوج قابو سے باہر ہو گئی اور ہر ایک امیر اپنے قدح کی خیر

---

[1] سوانح دکن صفحہ (۱۷)۔

منانے لگا ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ اس وہلہ میں بسالت جنگ نے کاروبار ریاست زیادہ عرصہ تک انجام نہیں دئے سال چھ مہینے میں کسی ریاست کے مداخل و مخارج کی کمی یا اضافہ کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس نوبت پر آمدنی کی کمی کا الزام ان پر عائد نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ جنگ اودگیر میں جو صلح ہوی تھی اس کی رُو سے تقریباً ساٹھ لاکھ محاصل کا نقصان ہوگیا تھا اور یہ انصاف سے بعید ہے کہ اس کمی کا الزام بسالت جنگ کے ذمہ عائد کیا جائے بہرحال اس دوران میں بسالت جنگ کو یہ سوجھی کہ اپنی جاگیر کے اطراف کے علاقے[1] کو ریاست کی فوج کے ذریعہ اپنے زیر اثر لالیں چنانچہ وہ صلابت جنگ کو لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوے ابھی بلاری تک ہی پہنچے تھے کہ بندگانعالی کو بسالت جنگ کے طرز عمل کی خبر ملی اور وہ بہ منازل طولانی بھائی کے پیچھے روانہ ہوے جب ان کی آمد کی خبر ملی تو بسالت جنگ صلابت جنگ کو چھوڑکر ادھونی چلے گئے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے تھے ریاست کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ یا تو اپنے جلب منفعت کی غرض سے کر رہے تھے یا نظام علیخاں کے منصوبوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جب اُن کو ان کے آنے کی خبر ملی تو وہ اسی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ اپنی جاگیر کو چلے گئے رستم خاں فوجدار کرنول ان کی طرفداری پر آمادہ ہوگئے اور یہ دونوں متحد ہوکر بڑے منصوبے باندھنے لگے۔ اس دوران میں نظام علیخاں مرہٹوں کے معاملات میں گھتے رہے جسکی وجہ سے ان کو موقع نہیں ملا کہ بسالت جنگ کی

---

[1] یہ علاقہ یا تو مرہٹوں کی دست برد سے یا حیدر علیخاں کی مداخلت کے باعث انکی دست رس سے باہر ہو رہا تھا۔

تہدید و تنبیہ کرتے یہاں تک کہ راکس بھون کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے جنوبی معاملات میں دلچسپی لینے کا تہیہ کیا۔

صلابت جنگ کا انتقال اور اس کے متعلق مورخین کا بیان

جب نظام علیخاں حیدرآباد کے ارادے سے اورنگ آباد سے نکلے تو ان کو اطلاع ملی کہ ۸ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ (۶ ستمبر ۱۷۶۲ء) کو بیدر میں صلابت جنگ کا انتقال ہوگیا ان کی وجہ مرگ کے متعلق گرانٹ ڈف[1] کہتا ہے کہ نظام علیخاں نے ان کو ہلاک کروادیا۔ صاحب مآثر آصفی[2] کا بیان بھی یہی ہے صاحب حدیقۃ العالم[3] کہتا ہے کہ ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ اور صاحب اندازہ واقعات دکن کا بیان ہے کہ صلابت جنگ نے قید خانہ سے نکل جانے کی چند بار ناکام کوششیں کیں جس پر وہ ہلاک کئے گئے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ صلابت جنگ کی یکایک موت کی اطلاع پر مورخین نے اپنا اپنا قیاس لگایا ہے لیکن کسی مورخ نے اپنا ذریعہ معلومات نہیں بتایا ہے جس سے حقیقت واقعہ پر کوئی تنقیدی نظر ڈالی جاسکتی تاہم ہمارے خیال میں ایسا کوئی قیاس قائم کرنے سے پیشتر یہ امر غور طلب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہلاک کرنے کے لئے یہ محل یا موقع تھا بھی یا نہیں۔ ہم ایسی کوئی کافی وجہ نہیں پاتے جس پر سے یہ قیاس کیا جاسکے کہ نظام علیخاں اپنے بھائی کی موت کا باعث ہوئے جب انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کردیا اور وہ ہر طرح سلطنت پر قابض ہو چکے تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُن کی جان کے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ ۵۲۶۔

[2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۷۔

[3] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۴۔

درپے ہوتے اس کا امکان اسی وقت تھا جب کہ انھوں نے صلابت جنگ کو نظر بند کیا تھا نہ کہ اس کے تیرہ مہینے بعد اگر یہ تصور کیا جائے کہ رگھناتھ راؤ کے غلبہ پانے کی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ بجائے نظام علیخاں کے صلابت جنگ کو پھر تخت پر بٹھادے گا جیسا کہ حدیقۃ العالم میں بتایا گیا ہے تو یہ اس وجہ سے باور نہیں کیا جاسکتا کہ جنگ کے ساتھ ہی رگھناتھ راؤ نظام علیخاں کے تعاقب میں اورنگ آباد پہنچ گیا جہاں اس سے صلح ہوگئی اگر وہ صلابت جنگ ہی کی طرف داری پر مائل ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ دریائے گوداوری کے اُسی کنارے سے جہاں جنگ ہوئی تھی وہ بیدر کی طرف روانہ ہوجاتا اور صلابت جنگ کو قلعہ سے نکالکر تخت نشین کردیتا۔

رسالت جنگ کو صلابت جنگ کے رحلت کی اطلاع پر بدگمانی

صلابت جنگ خواہ اپنی مرگ طبعی سے مرے ہوں خواہ کسی نے ان کو قتل کیا ہو مگر ان کی موت کی اچانک اطلاع جب رسالت جنگ کو پہنچی تو ان کو نظام علیخاں سے اور سُوءظنی پیدا ہوگئی اور اُن کو ان کے حاشیہ برداروں نے یقین دلادیا کہ نظام علیخاں ہی نے ان کو ہلاک کرادیا ہے اب اگر رسالت جنگ اُن کے ہاتھ لگ جائیں تو اُن کی بھی خیر نہیں اس کے بعد وہ نظام علیخاں کے اور زیادہ مخالف اور نوجدار کرنول کے ساتھ متحد ہوکر آمادۂ پیکار ہوگئے۔

نظام علیخاں کو اپنے بھائی (صلابت جنگ) کے انتقال کی اطلاع ملی تو انہوں نے بہت کچھ اظہار ملال کیا اور حسب دستور تین دن تک ڈیوڑھی کی نوبت نوازی موقوف کرادی اور تین دن تک خود بدولت برآمد نہیں ہوئے فاتحہ زیارت کے بعد دربار منعقد ہوا

اور حیدرآباد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔

شورا پور کے زمیندار نے عرصہ سے پیشکش ادا نہیں کی تھی اس لئے دوران سفر ہی میں بندگان عالی نے ظفر الدولہ کو اس کے وصول کرنے کے لئے مامور کیا اور آپ حیدرآباد رونق افروز ہوئے یہاں پہنچکر اعلیحضرت نے مراد خاں اور اس کے خلیرے بھائی ہمت خاں کو قلعۂ گولکنڈہ میں قید کر دیا کہ انھوں نے رنگناتھ راؤ سے سازباز کرلی تھی اور راکس بھون کی جنگ میں افواج بندگانعالی کی شکست کا باعث دراصل یہی مراد خان نامراد تھا۔

بسالت جنگ بر نظام علیخاں کی روانگی

اس کے بعد نظام علیخاں حیدرآباد سے ادھونی روانہ ہوئے جب اُن کا لشکر دریائے تنگبھدرا کے قریب پہنچ گیا اور بسالت جنگ نے اپنے آپ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو کرنول کے قلعہ میں متحصن ہوگئے۔ نظام علیخاں نے رسل و رسائل اور قاصد و ایلچی کے ذریعے فہمایش کی اور اُن کی گذشتہ فروگزاشتوں کی معافی اور ان کی جاگیر ادھونی اُن پر حسب سابق بحال رکھنے کا وعدہ کیا جس کے بعد بسالت جنگ بہ نسبت خان فوجدار کرنول کے ہمراہ ۱۵ صفر ۱۱۷۸ھ (م ۱۴ اگست ۱۷۶۴ء) کو بندگانعالی کی خدمت میں حاضر اور قدمبوسی سے مشرف ہوئے اور حسب قرارداد ان کی جاگیر اُن پر بحال کر دی گئی۔

نظام علیخاں کرناٹک میں

چندر بدن اور مہیار کا قصہ عشق اور اُن دونوں کی قبر کی زیارت

اودھوفی کی مہم سے فراغت پاکر خود بدولت ترپتی روانہ ہوئے موقع پر صاحبِ توزک آصفیہ نے ذکر کیا ہے کہ موضع کدری کوٹہ میں ایک قبر پائی گئی جس کے دو تعویذ تھے بندگانعالی نے اس کو ملاحظہ کرکے دریافت فرمایا کہ اس کی کیا وجہ ہے اور یہ قبر کس کی ہے معلوم ہوا کہ اس میں مہیار[1] نامی عاشق اور اس کی معشوقہ چندر بدن دفن ہیں۔ بندگانعالی کا قیام اس موضع میں تین روز رہا شکر کے اکثر لوگ اس قبر کی زیارت کرتے رہے چوتھے روز وہاں سے کوچ ہوا اور سواری کوہستان

---

[1] مورخ موصوف کا بیان ہے کہ اُن دونوں کے معاشقہ کا واقعہ ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں گزرا ہے لیکن اس تاریخ کے نسائخ گلشن ابراہیم علی صاحب مرسوی کہتے ہیں کہ انھوں نے بعض نسخوں میں اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد میں لکھا پایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کا ذکر فرشتہ نے ایسی مشہور تاریخ میں نہیں کیا ہے جو ابراہیم عادل شاہ ہی کے زمانہ کا مورخ ہے البتہ اس کا ذکر تاریخ عادل شاہیہ کے مصنف نے کیا ہے جو اس واقعہ کو محمد عادل شاہ کے عہد سے متعلق کرتا ہے قیاس یہ ہوتا ہے کہ شاہ بجلی مصنف تورک آصفیہ نے اس واقعہ کو بہ تکمل شنوی معلّا لکھا ہے کیونکہ اپنی تاریخ میں جہاں انھوں نے یہ واقعہ لکھا ہے وہیں اپنے چند اشعار بھی لکھے ہیں جن سے اس قصہ کا ذرا سا خاکہ ذہن میں آجاتا ہے ممکن ہے کہ ان کا ماخذ چندر بدن و مہیار کی وہ اُردو مثنوی ہو جس کو مرزا محمد مقیم مقیمی نے ۱۰۲۶ھ اور ۱۰۳۸ھ کے مابین لکھا ہے۔

ترپتی میں داخل ہوی اطراف کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اور پالیگاروں نے خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اپنے پیشکش داخل کئے۔

نظام علیخاں کے آنے کی اطلاع پر نواب کرناٹک کا مدراس جلا جانا

نواب کرناٹک کو جب بند گانعالی کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آرکاٹ چھوڑ مدراس چلے گئے اس چڑھائی کی وجہ یہ تھی کہ کرناٹک کا علاقہ صوبہ دکن میں شامل تھا جس پر نظام علیخاں منجانب شہنشاہ مغلیہ صوبہ دار مقرر ہوے تھے اور نواب کرناٹک صوبہ دار دکن کے زیر اثر و اقتدار ہوتا تھا لیکن موجودہ نواب ان کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور سالانہ واجب الادا رقم عطا نہیں کر رہے تھے نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کی غرض یہی تھی کہ ان کو راہ راست پر لائیں لیکن جب محمد علیخاں نواب کرناٹک کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوی تو اُن سے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور وہ سیدھے انگریزی کمپنی کی حمایت میں چلے گئے جس پر بند گانعالی نے یہ مناسب خیال کیا کہ اپنے پاس سے کسی دیرینہ کارامیر کو بہ حیثیت سفیر مدراس بھیجیں تاکہ وہ خود نواب کرناٹک کو حکمت عملی سے راہ راست پر لگا لائے اور اس غرض کے لئے منیر الملک منیر الدولہ حیدر یار خاں شیر جنگ کا انتخاب فرمایا امتثال امر میں وہ مدراس گئے اور نشیب و فراز سے نواب کرناٹک کو آگاہ کر کے ہموار کر لیا لیکن اُن پر نظام علیخاں کا رعب ایسا مستولی ہو گیا تھا کہ وہ بذات خود بند گانعالی کے حضور میں نہ آسکے البتہ اپنا ذگی پیشکش اور اپنی نذریں شیر جنگ ہی کے ذریعے داخل کر دیں اور آئندہ اطاعت کا اقرار کر لیا۔

نظام علیخاں کا کرناٹک پر حملہ کرنا اور اس کے متعلق انگریزی مورخین کا بیان

اس موقع پر نظام علیخاں کے کرناٹک میں آنے کے متعلق ایچی سن نے

بیان کیا ہے کہ انھوں[1] نے ۱۷۶۵ء (م ۱۱۷۶ھ) میں کرناٹک پر حملہ کیا لیکن وہ پسپا کردئے گئے خدا جانے اس پسپائی کا داخلہ اس کو کہاں سے ملا۔ برگس نے بھی اپنی کتاب دی نظام میں لکھا ہے کہ کرنل کیمبل[2] نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت کرنے پر مجبور کردیا۔ اس کا یہ بیان بھی ہماری نظر میں قابل تحقیق ہے اس واسطے کہ ۱۷۶۴ء[3] کے اختتام سے جون ۱۷۶۶ء تک مدراس گورنمنٹ سے مختلف رسالے اور پلاٹن مرکزی اور جنوبی کرناٹک کے پالیگاروں کے مقابلے کے لئے مامور ہوئے تھے اور ترچناپلی کے شمالی علاقہ کے پالیگاروں کے مقابلے میں کرنل چارلس کیمبل کے تحت ایک مختصر سی فوج بھیجی گئی تھی جو کہیں نظام علیخاں کی فوج سے مقابل نہیں ہوئی اور خود کرنل مذکور کی رپورٹ کے شائع شدہ حصہ میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا تو پھر ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کرنل کیمبل نے نظام علیخاں کو اپنے ملک کی طرف مراجعت پر مجبور کردیا۔ یہ ممکن ہے کہ کیمبل نے بندگانعالی کے طرفدار پالیگاروں پر حملہ کرکے ان کو پسپا کیا ہو اور ہالیان کمپنی نے اس کی اس کارگزاری کو نظام علیخاں کے مقابلے میں تصور کیا ہو لیکن ہم کو اس کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا اور تاوقتیکہ ایسا کوئی مواد یا رپورٹس یا اور حالات شائع نہ ہوں جن سے اس کا ثبوت ملے۔ ہم یہی یقین رکھتے ہیں کہ نظام علیخاں اور انگریزی فوج کا اس عرصہ میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

---

[1] مڈی ٹیریلین ۱۹۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۲۔ [2] دی نظام جلد اول صفحہ ۶۹۔ [3] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ (۱۹۶)۔

کرناٹک سے نظام علیخاں کی واپسی

کرناٹک سے واپسی کا راستہ

بہرحال جب شیر جنگ محمد علیخاں نواب کرناٹک کے پاس سے تحفہ تحائف اور نذر و پیشکش لیکر حاضر ہوئے تو بندگانعالی نے راجمندری کی طرف کوچ کے احکام صادر فرمائے کہ وہاں کے معاملات کو اپنے قابو میں لانا ضروری تھا اس واسطے کہ اودگیر کی جنگ کے بعد نظام علیخاں اودھر کے انتظام کی غرض سے نکلے تھے مگر چونکہ راستہ ہی میں انکو صلابت جنگ کے انحراف کی اطلاع ملی تھی اس لئے کسی انتظام کے بغیر وہ حیدرآباد لوٹ گئے تھے اور یہاں کے انتظامات کو کسی اور وقت پر اٹھا رکھا تھا جس کا موقع اُن کو اب ملا۔ اس سفر میں ایسے راستہ سے گزر ہوا جس میں کوہستانی سلسلہ کی وجہ سے اور پانی نہ ملنے کے باعث فوج کو بڑی مصیبتوں کا سامنا ہوا اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ صاحب تزک آصفیہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس علاقہ والوں نے یہ خیال کیا کہ اگر آباد حصہ اراضی سے گزر ہوگا تو اراضی پامال اور زمینداروں کو نقصان پہنچے گا اور بندگانعالی بہت جلد راجمندری پہنچکر وہاں کے صوبہ دار قطب الدولہ حسن علیخاں کو قابو میں لانا چاہتے تھے اس لئے زمینداروں نے عرض کیا کہ یہی غیر آباد کوہستانی راستہ قریب تر ہے لیکن یہ توجیہ کچھ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ راجمندری کے انتظام کی ایسی کوئی جلدی نہیں تھی جہاں دو رجاسال کا توقف ہوا وہاں اور ایک دو مہینہ کی تاخیر ہوسکتی تھی اور کرنول اور اس کا جنوبی حصہ اس خطہ

سے زیادہ آباد تھا جہاں کے گزرنے میں اس قسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوا تھا تو پامالی اراضی کی نسبت یہاں کے زمینداروں کا معروضہ کہاں تک قابل پذیرائی ہو سکتا تھا۔ لیکن ہم کو اس قیاس کی بھی کوئی گنجائش نہیں معلوم ہوتی کہ کسی بیرونی یا حالف فوت کے تصادم کے اندیشے سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا اس واسطے کہ کرناٹک کے علاقہ کے اکثر و بیشتر زمیندار و پالیگار اُن کے مطیع ہو چکے تھے اور نواب کرناٹک بھی اُن سے متحد ہو گئے تھے بہرحال صورت حالات کے نظر کرتے ممکن ہے کہ نظام علیخاں نے اسی کڈھب راستہ کو ترجیح دی ہو۔ بند گانعالی دریائے کرشنا پار ہوے نور احمد ندری کے صوبہ دار نے قدمبوسی کا شرف حاصل کیا وہ قبل ازیں خدمت سے معطل کر دئے گئے تھے لیکن جب بند گانعالی بجوارڑہ پہنچے تو وہ بحال کر دئے گئے۔

نظام علیخاں کا حیدرآباد واپس آکر انتظام ریاست میں منہمک ہونا

یہاں سے بند گانعالی حیدرآباد روانہ ہوے جہاں پہنچکر اعلیحضرت نے برار اور اورنگ آباد کی صوبہ داری کا انتظام فرمایا چنانچہ اورنگ آباد کی صوبہ داری سے درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو علیحدہ کر کے ان کی جگہ غلام سید خاں معین الدولہ کو اور غلام سید خاں کی جگہ برار کی صوبہ داری پر اسمٰعیل خاں پنی کو مامور کیا۔ اس انتظام سے شیر جنگ اور ان کے طرفداروں کا اثر کم ہو گیا اور غلام سید خاں (ارسطو جاہ) اور ان کے جانب داروں کو ترقی ہوی اور شیر جنگ نے دیوانی کے معاملات میں دلچسپی یعنی کم کر دی ممکن ہے کہ اُن کے نزدیک اس انتظام کے بانی مبانی دیوان وقت موسیٰ خاں رکن الدولہ ہی ثابت

ہوئے ہوں۔

محکم سنگھ پیشکار کا طرز عمل اور اس کا اثر رکن الدولہ پر۔

موسیٰ خان رکن الدولہ نے دیوان ہونے کے بعد محکم سنگھ کو اپنا پیشکار بنایا تھا ان کی طبیعت بہت جز رس واقع ہوئی تھی جس کا اثر رکن الدولہ پر بھی آہستہ آہستہ ہوتا رہا۔ لیکن جب تک وہ شیر جنگ کے مشوروں پر کاربند رہے ان سے ایسی کوئی فروگذاشت ہونے نہیں پائی جو عام بدلی کا سبب ہوتی جب دربار کے رنگ کو شیر جنگ نے بدلتا ہوا پایا تو وہ آہستہ آہستہ معاملات دیوانی سے اپنا تعلق کم کرتے گئے اور رکن الدولہ اپنے پیشکار کے مشورے پر کام کرنے لگے مہم جنوبی کی زیر باری کے باعث فراہمی زر کی ضرورت محسوس ہونے لگی جس کے لئے محکم سنگھ نے یہ تدبیر پیش کی کہ تمام جاگیرداروں اور انعام داروں پر ان کے جاگیرات اور انعامات کا ایک سالہ محاصل بطور مصادرہ عاید کر دیا جائے اس پر رکن الدولہ نے ذرا بھی دور اندیشی سے کام نہ لیا اور صرف یہ معلوم کر کے کہ اس طریقہ سے آمدنی معقول ہو جائیگی اس تجویز پر صاد کر دی اور احکام حسبہ جاری ہو گئے اور رقمیں اسی بنا پر بجبر تعدی وصول کی گئیں جس کی وجہ سے تمام جاگیردار و انعامدار موسیٰ خاں رکن الدولہ سے ناراض ہو گئے اور اس کے بعد سے واقعات ایسے پیش آتے گئے جس سے ان کے خلاف عام ناراضی بڑھتی گئی حتیٰ کہ خود محلات مبارک میں بھی ان کی نسبت شکایت پیدا ہو گئی جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

راجہ ناگپور پر حملہ

سنہ ۱۷۵۱ء میں نبد گانعالی جانوجی بھونسلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے نکلے اس حملہ کی وجہ کسی فارسی مورخ نے نہیں لکھی ہے گرانٹ ڈف البتہ یہ کہتا ہے کہ رگھناتھ راؤ[1] نے حال ہی میں حیدر علیخاں سے جو صلح کی تھی اس سے مادھوراؤ پیشوا ناراض تھا اور اپنی ماں کی تعلیم پر اپنے چچا رگھناتھ راؤ سے علٰحدہ بھی ہونا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ اس کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں رگھناتھ راؤ اس سے علٰحدہ ہو کر جانوجی بھونسلہ یا نظام علیخاں سے متفق نہ ہو جائے اسی لئے اس نے مناسب یہ خیال کیا کہ پہلے جانوجی بھونسلہ اور نظام علیخاں میں سے کسی ایک کے ساتھ اتفاق کر کے دوسرے کو اپنے زیر اثر کر لے چونکہ اس زمانے میں حیدر علیخاں کے مقابلہ میں نظام علیخاں کو مادھوراؤ پیشوا سے مدد حاصل کرنے کی توقع تھی اس لئے پیشوا نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے نظام علیخاں کو جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں اپنا شریک بنالے ان دونوں میں کوئی خفیہ سمجھوتہ ہو گیا اور اُدھر سے پیشوا اور اِدھر سے نظام علیخاں اپنی اپنی فوج لیکر جانوجی کے علاقہ کی طرف بڑھے اور دونوں فوجیں برار میں داخل ہوئیں۔

جانوجی کا صلح کے لئے درخواست کرنا

جانوجی بھونسلہ تاب مقاومت نہ لاکر صلح کی درخواست

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد اول صفحہ (۵۴۷)۔

کرنے پر مجبور ہوا اور راکس بھون کی جنگ میں نظام علیخاں کا ساتھ چھوڑنے کے صلہ میں جو علاقہ[1] اس کو ملا تھا اس کا سربمہر حصہ ۴ رفروری ۱۷۶۶ء (م ۲۳ رشعبان ۱۱۷۹ھ) کو متحدین کے حق میں واگذاشت کیا جس میں سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ محاصل کا علاقہ پیشوا نے قیام اتحاد و استحکام دوستی کی غرض سے ۱۶ رفروری ۱۷۶۶ء (م ۶ ررمضان ۱۱۷۹ھ) کو نظام علیخاں کے سپرد کر دیا۔ صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ رگھناتھ راؤ[2] اس موقع پر عہد و پیمان کا معاملہ مادھو راؤ پیشوا پر چھوڑ کر آپ ہندوستان روانہ ہو گیا اس سے رگھناتھ راؤ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب میں حیدر علیخاں کے ساتھ جو صلح اس نے کی تھی اس کے شرائط سے مادھو راؤ کو اتفاق نہیں تھا اس لئے رگھناتھ راؤ نے شاید یہ سوچا کہ اس موقع پر خود اس کو (مادھو راؤ) اس بات کا موقع دیا جائے کہ شرائط وہ خود طے کرے تاکہ صلح کی ذمہ داریوں کا اس کو تجربہ ہو اور اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو رگھناتھ راؤ کو بھی اس کی حرف گیری کا موقع مل جائے۔

صلح کے بعد پیشوا کی ملاقات بندگانعالی سے اور ضیافت کے بعد واپسی

صلح کے بعد نظام علیخاں دریائے کاٹھی پور نا پر اقامت گزیں ہوئے یہاں مادھو راؤ رکن الدولہ کے توسل سے حاضر خدمت ہوا۔ مجرئی کے وقت پیشواؤں کا دستور تھا کہ دو تا ہو کر تسلیم بجا لاتے تھے اس عادت کے خلاف مادھو راؤ نے سیدھے کھڑے ہو کر سلام کیا جو بندگانعالی کو ناگوار ہوا اس لئے آپ نے اس کا سلام نہ لیا لیکن جانبین کے امراء نے اس کو رفع دفع کر کے صفائی کرا دی

---

[1] اس کا محاصل حسب کاغذات دفتر پونہ پینتیس لاکھ بچاس ہزار روپیہ سوا بہتر روپیہ دس آنے ایکیائی ہوتا ہے [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۵۷

دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے نظام علیخاں نے مادھوراؤ کو خلعت وجواہر عطا فرمائے وہیں دریا کے کنارے ایک مہتم بالشان جشن ترتیب دیا گیا رقص و سرود کی محفلیں جمائی گئیں تمام امراء عظام کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے ڈیرے کا رخ دریا کی طرف رکھیں اور ڈیرے کے سامنے اور آس پاس روشنی کریں اس جشن میں مادھوراؤ کی ضیافت کی گئی خود بدولت اس کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے کنارے چراغوں کا ملاحظہ کرتے اور رقص و سرود سنتے گئے اس جشن و ضیافت کے بعد پیشوا کو رخصت فرما کر بندگانعالی جانب شورا پور نہضت فرما ہوئے۔

صاحب تاریخ ظفر کہتا ہے کہ بندگانعالی[1] یہاں سے حیدرآباد روانہ ہوئے اور صاحب تورک آصفیہ اور حدیقۃ العالم دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ بندگانعالی کاٹھی پورنا سے شورا پور روانہ ہوئے اور وہاں سے پیشکش حاصل کرکے گلبرگہ تشریف لے گئے صاحب ظفر چونکہ اسی عہد کا مورخ ہے اس لئے اس کے بیان کو غلط بھی تصور نہیں کیا جا سکتا یہ البتہ ممکن ہے کہ بندگانعالی کاٹھی پورنا سے حیدرآباد آئے ہوں اور حیدرآباد سے شورا پور اور پھر شورا پور سے گلبرگہ میں اقامت کی ہو۔ اعلیحضرت نے درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز کی زیارت اور سجادۂ درگاہ سے ملاقات فرمائی۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں محکم سنگھ پیشکار کا قتل۔

گلبرگہ کے قیام کے دوران میں رکن الدولہ کے پیشکار محکم سنگھ کا قتل واقع ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ یہ شخص اپنی جبرسی کی وجہ سے

---

[1] تاریخ ظفر صفحہ ۱۰۱۔

طبقہ امرا میں پہلے ہی بدنام ہو چکا تھا رفتہ رفتہ طبقہ عوام میں بھی اس کی سخت گیری اور بدزبانی کے باعث ناراضی پیدا ہو گئی تھی چنانچہ گلبرگہ کے سجادے صاحب کے مریدین میں سے ایک شخص کا ہاتھ بے قصور اس نے کٹوا دیا اسی وجہ سے اس کے خلاف دبے ہوئے جذبات بھڑک اُٹھے اور شیر جنگ کے ایک افغان ملازم عزیز خاں نامی نے ایک روز موقع پاکر اس کو قتل کر دیا صاحب حدیقۃ العالم کہتا ہے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے ایماء سے ہوا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"در آں[1] او آں محکم سنگھ پیشکار مدار المہام کہ از دست تعدیش عالمے بفغان آمدہ وعلاوہ بریں دست شخصے از مریدان سلسلۂ حضرت خواجہ بندہ نواز بے تقصیر بریدہ بود بر دست عزیز خاں افغان کشتہ گردید وقاتلش بدرگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز پناہ بردہ محفوظ ماند گویند ایں امر بہ اشارۂ رکن الدولہ بوقوع آمد "

صاحب حدیقۃ العالم کے ذریعہ معلومات کی جب تک تحقیق نہو ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ محکم سنگھ کا قتل رکن الدولہ کے اشارہ پر ہوا عزیز خاں قاتل چونکہ شیر جنگ کا ملازم تھا اس لئے ان کی طرف البتہ اس سوءظن کی گنجایش نکلتی ہے جیسا کہ صاحب مآثر آصفی نے بیان کیا ہے کہ مقتول کے ورثاء نے اس قتل کے متعلق شیر جنگ پر بدگمانی کی اس کی عبارت یہ ہے۔

"وچوں آں کس[2] (عزیز خاں) نوکر شیر جنگ بود ورثاء محکم سنگھ

---

[1] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ ۲۸۵ ۔ [2] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۶۸ ۔

راباعث بدگمانی جانب شیر جنگ شد۔"

لیکن محض اس وجہ سے کہ ان کے ملازم نے قتل کیا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ شیر جنگ ہی نے درپردہ اس قتل میں حصہ لیا۔ بہرحال نظام علیخاں کی یہ دوراندیشی تھی کہ مقتول کی جگہ اس کے بھائی مرارداس کو خطاب راجہ جگدیو کے ساتھ مامور کرکے اس کے پسماندوں کے جوش انتقام کو ٹھنڈا کردیا۔ یہاں سے بندگانعالی بلدہ حیدرآباد واپس آئے۔

ریاست میں انگریزوں کی مداخلت

اس زمانہ میں نظام علیخاں کی توجہ حیدر علیخاں کی طرف منعطف کرائی گئی جو اپنے آس پاس کے علاقوں پر متصرف ہوکر روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اس وجہ سے ان کے اطراف کی ہمسایہ ریاستوں کو اُن سے مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ لیکن حیدر علیخاں بذات خود فرماں روایان آصفیہ یا کسی رکن خاندان سے منحرف نہیں ہوئے انھوں نے نظام علیخاں کے بھائی بسالت جنگ سے کوئی اختلاف نہیں کیا حالانکہ دونوں کے حدود ایک دوسرے سے ملحق تھے اور حیدر علیخاں کو بہت کچھ موقع تھا کہ ان کے خلاف منشا اُن کے علاقے میں مداخلت کرکے جھگڑا قایم کر دیتے۔ بخلاف اس کے وہ بسالت جنگ کی مدد کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ جب اُنھوں نے قلعہ کوبل کنڈہ کا محاصرہ کیا تو حیدر علیخاں[1] نے اس کے فتح کرنے میں ان کی مدد کی۔ جس کے صلے میں بسالت جنگ نے ان کو خانی بہادری[2] کا خطاب اور ہسکوٹہ اور سرا کی صوبہ داری عطا کی۔ اس موقع پر حیدر علیخاں کی چالبازی کو ثابت کرنے کے لئے جیمس مل نے یہ بتایا ہے کہ اُنھوں (حیدر علیخاں) نے بسالت جنگ سے ایسے علاقے کی صوبہ داری کی درخواست کی جو فی الحقیقت اِن کے قبضہ[3] میں نہیں تھا۔

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۰۱ - [2] و [3] ہسٹری آف دی مرٹش انڈیا جیمس مل طبع دوم جلد سوئم صفحہ ۴۱۵ -

حیدر علیخاں کی ہمسایہ ریاستوں میں ایک طرف مرہٹے دوسری طرف سرکار نظام تیسری طرف نواب کرناٹک تھے اور نواب کرناٹک کے پردے میں دراصل انگریز کرناٹک پر حکمراں تھے جن کی نظر میں حیدر علیخاں کی روز افزوں طاقت کھٹک رہی تھی اور انہیں خطرہ تھا تو انھیں حیدر علیخاں سے تھا اور حیدر علیخاں کا مطمح نظر بھی یہی تھا کہ اس اجنبی قوم کو علاقۂ دکن سے نکال باہر کر دیں لیکن نواب کرناٹک کی سادہ مزاجی کی وجہ سے اس قوم کے قدم علاقۂ کرناٹک میں مستحکم طور پر جم گئے تھے ایک حد تک انہیں کے ذریعے اس قوم نے نظام علیخاں کے پاس بھی اچھا رسوخ پیدا کر لیا اور اپنی حکمت عملی سے اس نے شہنشاہ دہلی کے فرامین حاصل کئے جن میں سے ایک عطائے سرکاران شمالی کی نسبت تھا اور دوسرا صوبہ دکن سے کرناٹک کی علیحدگی سے متعلق۔ ان فرامین کا اثر یہ ہوا کہ نظام علیخاں فی الحقیقت اپنے مقبوضات کے منجملہ تقریباً ایک ثلث حصہ سے محروم ہو گئے اور استمساک فرمان کے باعث انگریزوں کو نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مقابلے میں بزعم خود ایک حیثیت پیدا ہو گئی اور خود نواب کرناٹک کو بذریعۂ فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے علیحدہ کر کے زیر بار احسان کر لیا گیا اور اس کے بعد بعنوان انتظام ملک کرناٹک پر اپنا قبضہ قایم کر کے نواب کو صرف ایک خوار و خجیفہ بنا دیا گیا۔

سرکاران شمالی پر انگریزوں کا تصرف اور نظام علیخاں کے ساتھ سب سے پہلا معاہدہ

جب انگریزی کمپنی کو سرکاران شمالی کی نسبت شاہی فرمان مل گیا تو اس پر عمل دخل حاصل کرنے کے لئے بریگیڈیر جنرل کیلاڈ کو اوائل ۱۷۶۶ء (اواخر ۱۱۷۹ھ) میں روانہ کیا گیا جو وہاں پہنچکر یکے بعد دیگرے تمام

مقامات پر قابض ہوگیا اس مداخلت سے آگاہ ہوکر نظام علیخاں نے حیدرآباد میں بڑی فوج فراہم کی اور اس کا بدلہ لینے کی خاطر کرناٹک پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اس زمانے میں حکومت مدراس کی مالی حالت اچھی نہ تھی وہ اس وقت نظام علیخاں سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ اس لئے کمپنی نے کیلاڈ کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ صلح کرنے کی غرض سے فوراً حیدرآباد چلا جائے چنانچہ وہ حیدرآباد آیا اور ۱۲ نومبر ۱۷۶۶ء (مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ) کو ایک عہدنامہ طے کیا جس کی رُو سے راجمندری، ایلور، مصطفیٰ نگر پر قبضہ پانے کے معاوضہ میں سالانہ پانچ لاکھ روپیہ خراج اور سیکاکول اور مرتضیٰ نگر پر قبضہ پانے کے بعد ہر ایک کے لئے دو دو لاکھ سالانہ نظام کو ادا کرنے پر انگریزی کمپنی رضامند ہوی۔ اور کمپنی نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ نظام علیخاں کی سلطنت کے صحیح اور واجبی معاملات کے تصفیہ کے لئے ایک دستہ فوج مہیا رکھیگی اور جس سال انگریزی کمپنی کے فوجی خدمات کی ضرورت ہوگی اس سال کے خراج کی رقم میں سے اس فوج کے اخراجات منہا ہوجائیں گے اور جس سال فوجی خدمات نہیں لی جائینگی اس سال کا خراج یا پیشکش تین اقساط میں ادا ہوگا۔ اس صلح نامہ کے ضمن میں یہ بھی طے پایا کہ نواب کرناٹک کا بربناء فرمان شاہی صوبہ دار دکن کے اثر سے خارج کیا جانا نظام علیخاں بھی تسلیم کرلیں چنانچہ پانچ لاکھ روپے کے نذرانہ کے معاوضہ میں بندگانعالی نے اس امر کو تسلیم کرلیا۔

۱۷۶۶ء کے معاہدہ کے اثرات و نتائج

اس صلح نامہ کی رو سے نقصان تقریباً بندگانعالی کا ہوا لیکن باوجود اس کے جیمس مل کہتا ہے کہ اس کا نہایت ناعاقبت اندیش فقرہ وہ تھا جس کی رو سے

کمپنی پر فوجی امداد لازم تھی کیونکہ نظام کی تائید میں انگریزی کمپنی کو دکن کی دوسری قوتوں سے متصادم ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ہماری دانست میں صرف یہی نہیں بلکہ اس صلح نامہ کی ہر ایک دفعہ نہایت دور اندیشی کے ساتھ مرتب کی گئی تھی اور تقریباً اُس کا ہر ایک فقرہ فی الحقیقت انگریزی کمپنی کی منفعت پر مبنی تھا۔ کمپنی سرکاران شمالی پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جس کی مخالفت نظام علیخاں کر رہے تھے اس صلح نامہ کی رو سے کسی جنگ وجدل کے بغیر آخر کمپنی نے ان پر قبضہ کر ہی لیا اور اس کے معاوضہ میں ایک رقم کی ادائی اپنے اوپر مشروط کر لی لیکن اس شرط کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے یہ قرارداد کی کہ نظام علیخاں کو فوجی مدد دیجائیگی اور اس فوج کی تنخواہ اِس مشروط رقم میں مجرا کر لی جائیگی اور فوجی امداد کی ابتداء ایک ایسی جنگ (میسور) سے کی گئی جو اس زمانہ میں نہ بھی ہوتی تو نظام علیخاں کے حق میں زیادہ مضر ثابت نہ ہوتی۔

جنگ میسور

۱۱۸۰ھ کی جنگ میسور کی ابتدا اور اس میں نظام علیخاں کی سرکشی کا سبب

اجمال مذکورہ کی تفصیل یہ ہے کہ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی پر سرکاران شمالی کی بابت پیشکش کی ادائی لازم آگئی اس سے سبکدوشی انگریزی کمپنی کو اسی صورت میں حاصل ہو سکتی تھی جب کہ بندگانعالی اس سے فوجی خدمات حاصل کرتے اور چونکہ اس زمانے میں کمپنی کو حیدر علیخاں کی روز افزوں قوت سے اندیشہ تھا اور وہ آئے دن کرناٹک اور انگریزی کمپنی کے علاقے پر حملے کرتے رہتے تھے اس واسطے کمپنی کو یہ لازم تھا کہ اس کا کوئی معقول بندوبست کرتی اور ساتھ ساتھ اس امر کا انتظام بھی ضروری تھا کہ دکن کے اُن رئیسوں کو فراہم کرلے جن کے ساتھ متفق ہو کر حیدر علیخاں اپنی قوت میں اضافہ کر سکتے تھے ان امور کے نظر کرتے کمپنی نے بندگانعالی کو حیدر علیخاں کے خلاف کھڑا کر دیا اور اُن کے مقابلہ میں نظام کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اسی جنگ کے متعلق بعض امور کی قرارداد کے لئے کمپنی نے کرنل عمحف کو حیدرآباد روانہ کیا جسنے نظام علیخاں کے دربار میں ۱۹ شعبان ۱۱۸۰ھ، ۲ جنوری ۱۷۶۷ء کو بتوسل رکن الدولہ باریابی حاصل کی اور یہ طے پایا کہ انگریزی فوج کا ایک دستہ دریائے کرشنا پہنچ جائے اور وہاں سے بندگانعالی کی فوج کے ہمراہ حیدر علیخاں کے مقبوضہ شہر بنگلور پر حملہ کی غرض سے روانہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں بندگانعالی کے منشاء کے خلاف

رکن الدولہ نے بڑا زور لگایا ہے اس واسطے کہ شاہ تجلی علی کہتے ہیں کہ بندگانعالی اس قوم کے اس مقصد سے کہ حیدر علیخاں کے استیصال اور اس کے ملک کی خرابی میں درصل اہل فرنگ کے مقبوضات کی آبادی اور اُن کا استیلا مضمر ہے واقف رہکر بھی محض رکن الدولہ کے پاس خاطر سے انگریزوں کے سوال کو رَد نہ کیا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

"بندگان[1] حضرت اگرچہ در تحصیل مقصد آں قوم دانا بود ہمانا
در استیصال حیدر نایک استیلائے اہل فرنگ مندمج بتخریب
ملک او آبادی معمورہ ہائے ایں قوم مندرج است معہذا بپاس خاطر
رکن الدولہ منظور داشتہ دستِ رد بسینۂ ملتمس او نگذاشتہ پنجۂ
مسئلت آنہا بحنائے حسن قبول رنگین فرمودند۔"

اسکی تائید واقعات مابعد سے ہوتی ہے لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا بیان اس سے مختلف ہے،

نظام علی خاں کا اتحاد حیدر علی خاں سے

اگر صاحب توزک آصفیہ کا اعتبار کیا جائے تو نظام علی خاں کے دریائے کرشنا پار ہونے پر حیدر علیخاں[2] نے محی الدین صاحب ابن کریم صاحب مشائخ کے ذریعہ ریشہ دوانی شروع کی اور رکن الدولہ کو ہموار کرلیا۔ انھوں نے انگریزوں سے علیحدہ ہونے پر آمادہ ہوکر بندگانعالی سے معروضہ کیا جس کے سنتے ہی مزاج مبارک جادۂ اعتدال سے باہر ہوگیا اور فرمایا کہ انگریزوں کے ساتھ متفق ہونے کی نسبت میرا منشا پہلے ہی نہیں تھا ہم کو لازم نہیں تھا کہ نصاریٰ کی استدعا پر حیدر علیخاں سے جو ہمیشہ

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۴۔ [2] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

ان غاصبان سلطنت کے تباہ و برباد کرنے میں مشغول ہیں جنگ کرتے اصولاً تو ہم کو چاہئے
یہ تھا کہ ان دونوں میں سے کسی کی بھی مدد نہ کرتے یہاں تک کہ آپس میں لڑتے لڑتے کوئی ایک
غالب ہو جاتا جس کے بعد حکمت عملی سے اس غالب پر قابو پانا ہمارے لئے آسان ہوتا۔
اب یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک فریق سے شرکت کی قرارداد کر کے اس کے ساتھ
منافقت کریں رکن الدولہ بندگانعالی کی اس گفتگو سے خجل ہوئے لیکن مکرر معروضہ کیا کہ
اس میں شک نہیں کہ اس شرکت کے اقدام کرنے میں مجھ سے صریحی غلطی ہوی ہے لیکن
سلطنت کی بھلائی اس میں ہے کہ حیدر علیخاں کو اپنا شریک گردان کر اہل فرنگ کے دفع
کرنے پر آمادہ ہو جائیں اپنے معروضہ کے علاوہ انھوں نے مادھو راؤ پیشوا سے بھی اثر
ڈالا تو بندگانعالی طوعاً و کرہاً راضی ہوئے اس مضمون کو اگر توزک آصفیہ ہی کے الفاظ میں
دیکھا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا اسی لئے ہم اس کی اصل عبارت یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

"چوں[1] ایں سوانح بگوش او خلید در ورطۂ تحیر دست و پا زدہ بتوسط
محی الدین صاحب خلف کریم صاحب مشایخ کہ در آں آوان بامور
ملکی و مالی دخل پیدا کردہ بود بہ تخشع و تضرع خاطر مدار الہام را فقیہ
اختصاص حسن عقیدت خود بمواثیق پیماں راسخ نمودہ التماس بندگی
بہ انقیاد اطاعت معروض رائے ملازمان عالی گردانید مشتمل
برایں کہ وابستگی غنچہ جمعیت فدوی عبودیت شعار بہ آبیاری نسایم

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۷۵۔

حمایت ایں بہار گلستان عز و اقبال و گوہر زندگی عرق آلود
انفعال از آبروبخشی آں دریائے جاہ و جلال است اگر گل قدر
و منزلت من شمیم عنبر بیز طبلہ نگہت کشاید ہم از آں گلشن ہمیشہ بہار است
و اگر در دولت و اقتدار من برنگ تابندگی جلوۂ رخشندگی گیرد ہم از آں
دریائے اقتدار بر عایت قوم نصاریٰ برانہدام اساس خانۂ
ما کہ ہمیشہ در قلع و قمع بنیان گردن کشان کلاہ پوشان توجہ
مصروف است کمر بستہ اند بہیچ وجہ شایان خداوندی نیست
ایں قوم نصاریٰ ست کہ بہوائے یک بام در انخذ دست اقلیم
دست خود کوتاہ نساز د ہر آئینہ از آشتی و اندیشۂ ایں کوتاہ
فطرتان بلند مقصد غافل نباید بود ایں مستیقانِ بادۂ نخوت را
بہ آب شمشیر آتشبار سیراب گردانیدن دلیل حسنات است و ایں
کافرانِ عیسوی را بہ لگد کوب تازی غازیاں با خاک یکساں
کردن مستلزم چندیں واجبات۔ بیت

باید نواخت پشت خسراں را چو خوب دست۔

بیروں نہند چوں قدم از کجروی زراہ

منکہ فدوی دولت خواہ ایں خاندان عالیشانم بہ چیتے کہ شایستہ
حزب اہل فرنگ باشد بر کاب سعادت انتساب حاضر میشوم ہر قدر کہ

مال وزر دریں سفر درکار باشد خزانۂ فراہم آوردۂ فدوی مال کار
است اندیشۂ دیگر پیرامون خاطر اقدس نیاوردہ باعانت من
کمر استقامت بستہ بہ پشت گرمی ایں راسخ پیماں قدم گزارند در
اندک سرخنگ غیر از پشت روئے احدے را ازیں قوم نخواہند
دید بحول اوتعالیٰ شانہٗ جمیع بنادر وملک مقبوضہ آنہا بہ طپانچہ
تادیب باز گرفتہ داخل خالصہ سرکار می سازد ہم دریں اثناء راؤ
نیتر بہ استدعاء بہادر در باب مدافعہ اہل فرنگ مکرر مستدعی شد
رکن الدولہ بہادر بنابر ناچاری تن بہ رضا دادہ جمیع مراتب بکمال
الحاح بعرض اقدس رسانید بمجرد اصغائے ایں سخنان نامزوں
خاطر سنجیدہ متحمل نگردید ہر یک معروضہ اوشاں را جواب بہ اسلوب
صواب بمعرض بیان آوردند کہ سابق استرضائے من دریں مشورت
نبود چہ لازم کہ بہ استدعائے نصاریٰ باحیدر علیخاں کہ ہموارہ بہ ہم
وردم بنائے خاصبان بے دین مشغول است منازعت در پیش
آریم وبہ اغوائے ایں رخنہ گراں قصر مملکت از فلاخن غرندہ بجمعیت
بہادر کہ پیوستہ بدفع آں پست طینتان بلند خیال مانوس است
سنگ تفرقہ اندازیم بلکہ در اعانت ہیچیک ازیں گرگ رُو باہ
سیرتان پلنگ خو تا ممکن است مجتنب بودن طریق اولیٰ بود تا

در اندک اظہار مخالفت یکے بدیگرے غالب میشود من بعد
باقی ماندۂ خستہ حال را بہ قلادۂ تدبیر بدست آوردن سہل تر
مطلب داشت حالا کہ در موافقت بساط مرافقت ممہد گردانیدہ اند
باز منافقت در نوردیدن ز رنگ آشفتگی بچہرۂ حال و مآل است
بہیچ صورت این معنی مناسب ننماید کس را بر اسرار خود دانا کردن
و باز از و بقدم استقلال پیش آمدن موجب تخلل قوایم امور رتق
و فتق و سبب گسیختگی سر رشتۂ نظم و نسق است۔ رکن الدولہ بکمال
خجالت دہان عرض مکرر کشودہ التماس نمود کہ واقعی قصور صریح
از من صدور یافتہ کہ بریں عزیمت اقدام نمودم و بدیں امر ہمداستان
شدم الحال صلاح دولت ابد مدت دریں است کہ حیدر علیخان
را ہمراہ گرفتہ بدفع اہل فرنگ قیام فرمودن و فتوحات غیبی و تقدمہ
معسکر فیروزی او را پیش رو داشتن اعانت لایزہی است
بندگان عالی طوعاً و کرہاً راضی شدہ راہ فرسای مقصد گردیدند"

نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے باہمی اتحاد کے قیام کے بعد انگریزی فوج کی روانگی

حیدر علیخاں کے ساتھ اتحاد قایم کرنے کو بمبالغۂ تمام مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب کرنل اسمتھ کو ان کے مقبوضہ جات پر (بنگلور کے راستہ میں تھے) قبضہ کرنے سے منع کئے جانے لگا تو اس نے معلوم کر لیا کہ نظام علیخاں اور حیدر علیخاں کے مابین کوئی

سازش ہوگئی ہے جس کے بعد وہ اپنی فوج کو لے کر انگریزی حدود کی طرف نکل گیا میر حسین علی کرمانی لکھتے ہیں۔ کہ نواب[1] کرناٹک نے انگریزی سفیر کے ذریعہ نظام علیخاں کو ملک بالاگھاٹ کی تسخیر پر آمادہ کیا جس پر نظام علیخاں اپنی فوج کو لیکر چین پٹن کے میدان میں جا ٹھیرے اور حیدر علیخاں کو طلب کیا تاکہ ان کا منشاء معلوم کریں انھوں نے اپنی حضوری کو کسی اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے صاحبزادے ٹیپو سلطان کو آراستہ لشکر اور ہوشیار سرداروں کے ہمراہ روانہ کیا اور نذر کے لئے پانچ زنجیر ہاتھی اور دس راس گھوڑے بھیجے۔ جب ٹیپو سلطان کی سواری بندگانعالی کے خیمہ کے قریب پہنچی اور نقارے اور طنبورے بجنے لگے تو خود بدولت نے خیمہ بالاخانہ پر سے سواری کو ملاحظہ کر کے اظہار پسندیدگی فرمایا اور ٹیپو سلطان سے ملاقات کر کے ان کو نصیب الدولہ کے خطاب سے سرفراز کیا اور محمد علیخاں صوبہ دار آرکاٹ و انگریزی کمپنی کو تنبیہ کرنے کے مسئلہ میں مشورہ کیا اور وقت رخصت دوشالے مرحمت فرمائے۔ اس کے بعد نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی کے وکیل کو صاف جواب دیکر اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا۔ انھیں واقعات کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کا یہ بیان ہے کہ :-

"جب[2] مرہٹے[3] حیدر (حیدر علیخان) سے صلح کر کے واپس ہو گئے تو اس خبر سے نظام (نظام علیخاں) کا کیمپ متاثر ہو گیا اور خود

---

[1] فتاح حیدری صفحہ (۱۲۸)

[2] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۱۳۱)

[3] اس موقع پر پیشوا بھی اپنے علاقہ سے مسور چوتھ کی غرض سے آیا تھا لیکن حیدر علی خان نے اس کو کچھ رقم دیکر اور کچھ رقم کا وعدہ کر کے اپنا سالیا جس کے بعد وہ انگریزوں کے متاثر کے خلاف ریاست میسور سے واپس ہو گیا۔

نظام بھی پریشان ہو گئے حیدر کو ان کی عادت و خصلت سے
واقفیت تھی اس نے بسانگر (بیجانگر) کی طرف سے اپنی فوج کو طلب
کر کے اور اپنی دوسری فوج کو جزیرہ سے باہر نکالکر چین پٹن کے
راستہ پر قایم کر دیا اس طرزِ عمل نے بزدل اور کمزور بادشاہ پر
اپنا پورا اثر کیا اور وہ اپنے بھائی بسالت جنگ و محفوظ خاں اور حیدر
کے ہواخواہوں کی تجاویز سننے پر آمادہ ہو گئے اگر دیوان (رکن الدولہ)
اپنے مالک کو ہمت دلانا غیر ممکن پاکر حیدر کے ساتھ مصالحت کی
نسبت مشورہ نہ دیتے اور نہایت آسانی سے اُس (حیدر) کے ساتھ
ساخت باخت کرنے کا آپ خود ذمہ نہ لیتے تو نظام اپنے دیوان کے
مخالف ہو جاتے انگریزی افواج کو علٰحدہ کرنے کے لئے انھوں (دیوان)
نے ایک حیلہ نکالا اور انگریزی سپہ سالار (جنرل اسمتھ) سے کہا کہ
موجودہ صورتِ حالات کے تحت رسد و دیگر ضروریات صرف آرکاٹ
ہی سے حاصل کی جا سکتی ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ حیدر کے
علاقہ کے اس طرف کے بعض مقامات پر انگریز قبضہ حاصل کر لیں تاکہ
مدراس اور دیگر مقامات متعلقہ انگریز و محمد علی (نواب کرناٹک) سے
یہاں تک آنے جانے کے لئے محفوظ راستہ مل جائے حیدر کے
ساتھ قیام تعلقات کو معلوم کرنے میں انگریز جنرل اندھا نہیں تھا

وہ موقع غنیمت جان کر غنیم کے دست رس سے نکلا اور اپنے
حدود میں پہنچ گیا۔"

اس بیان سے یہی پایا جاتا ہے کہ رکن الدولہ حیدر علیخاں سے اتحاد قایم کرنے پر مطلق آمادہ نہیں تھے اور محض بندگانعالی کی مرضی کے تحت انھوں نے اس پر رضامندی ظاہر کی ممکن ہے کہ اس جنگ میں شکست اٹھانے کی وجہ دراصل یہی عدم رضامندی ہو تاکہ اس سے متاثر ہو کر نظام علیخاں پھر انگریزی کمپنی اور نواب کرناٹک (جن کے ساتھ رکن الدولہ کو ئی رشتہ تھا) کے ساتھ اتحاد کرنے پر راضی ہو جائیں اس موقع پر رکن الدولہ نے انگریزی فوج کو علٰحدہ کرنے میں (ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان کے مطابق) جس توجیہ سے کام لیا ہے اگر انہیں کی جدت و حکمت عملی کا نتیجہ ہے تو وہ ان کی ڈوپلیسٹی پر خاص روشنی ڈالتی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ سوچے ہوئے تھے کہ انگریزوں سے بگاڑ مناسب نہیں ہے ورنہ یہ ممکن تھا کہ اپنی اور حیدر علیخاں کی متفقہ فوج سے کام لیکر اس انگریزی مختصر سی فوج کو اسیر کر لیتے۔

حیدر علیخاں کے متعلق رکن الدولہ کے حقیقی جذبات کا اظہار اور ان دونوں کے مراسم ظاہری

ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف انگریزی فوج کی علٰحدگی کے ذکر کے بعد یہ لکھتا ہے:۔

"ادھر[1] مدراس گورنمنٹ میں جنرل اسمتھ کے خطوط پہنچے اور ادھر رکن الدولہ نے محمد علی کو خطوط لکھے جن میں

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۲۔

انھوں نے یہ یقین دلایا کہ نظام حیدر کے مقابلہ میں اس وقت
تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ وہ بنگلور کا پورا ملک او
کرناٹک یعنے وادی کویمبٹور، سیلان، کشنا گیری وغیرہ نہ دیدے
اور اس کے ساتھ ہی انھوں نے نظام کی فوج کا مبالغہ آمیز بیان
کیا اور حیدر کی فوج کا تحقیر کے ساتھ ذکر کیا۔ محمد علی خاں کی تحریک پر
مدراس کونسل نے جنرل اسمتھ کے مشورے پر کوئی لحاظ نہ کیا بلکہ
اس کو یہی حکم دیا کہ حیدر کے مقبوضہ مقامات پر حملہ کرے اور ہر ایک
امر میں نظام کے ساتھ متفق رہے اور ان کے ساتھ وعدہ کرتے ہوئے کہ
سامان رسد و آلات حرب و ضرب اور رقم اور بوقت ضرورت
فوج بھی ان کے لئے مہیا کر دیجائیگی اسی عرصہ میں اس بے اصول
دیوان نے محمد علی کو یہ لکھا کہ اس (رکن الدولہ) نے محفوظ خاں کو
حیدر کے پاس بھیجا تاکہ اُس سے سرینگ پٹن میں ملنے کی کوئی
قرارداد ہو اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ ہر اس امر پر رضامند ہے جو اس کیلئے
مناسب ہو اور جس کا ذکر خود محفوظ خاں کریں گے۔ رکن الدولہ کا
خط پہنچنے پر نظام الدولہ کو اطمینان دلانے کی خاطر حیدر نے اپنی
فوج کو سابقہ کیمپ پر واپس کر دیا اور دیوان کو لکھا کہ وہاں کے
آنے پر ایسا ہی ان کا خیر مقدم کریگا جیسا کہ اپنے ہم رتبہ آدمی کے لئے

کرسکتا ہے اور اُس نے کیمپ کے بیوپاریوں اور دوسرے لوگوں کو
حکم دیا کہ سامان یا یحتاج نظام کے کیمپ میں لیجائیں جب حیدر کا
یہ خط صوبہ (نظام علیخاں) نے پڑھا تو ہتھیار کے بند کرنے کا حکم
دیدیا اور ادھر حیدر نے بھی یہی حکم اپنے پاس جاری کردیا دیوان
(رکن الدولہ) حیدر کے کیمپ میں گئے حیدر نے ان کا خیر مقدم کیا
اور مختصر سی گفتگو کے بعد دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے
اور رکن الدولہ حیدر کی سواری کے جلو اور اس کے تزک واحتشام
کو ملاحظہ کرکے اپنے کیمپ کو واپس آئے۔ دوسرے روز دیوان بڑے
تجمل کے ساتھ حیدر کے دربار میں گئے۔ حیدر نے آنے جانے سے
وقت بچانے کی خاطر اپنے مورچوں کی دو قطاروں کے درمیان
ہی قیام کیا دونوں طرف سے صلح نامہ کی تکمیل کی خواہش تھی
جو چند روز میں طے ہوا۔"

حیدر علیخاں، محفوظ خاں اور نظام علیخاں کے مابین تکمیل تہ نامہ اور اس کی شرائط

اسی مورخ کے بیان کے مطابق اس صلح نامہ رو سے
حسب ذیل امور طے پائے۔

(۱) حیدر علی خان کا لڑکا ٹیپو سلطان، محفوظ خان کی لڑکی سے عقد کرے
(۲) محفوظ خاں اُن تمام حقوق کو جو ریاست کرناٹک کے متعلق اس کو حاصل
ہو سکتے ہوں اپنے ہونے والے داماد ٹیپو سلطان پر منتقل کردے۔

(۳) آرکاٹ کی نوابی کے تحت وہاں کے قلعہ جات میں فوج نگہداشت کے رکھنے کا اختیار حیدر علیخاں کو رہے گا۔ جس کی کمان اُن کے سالے مخدوم صاحب کو دیجائے گی اور محفوظ خاں اور ٹیپو سلطان کی طرف سے ملک کرناٹک پر مخدوم صاحب ہی حکمراں رہیں گے۔

(۴) اس علاقہ کے محاصل سے ٹیپو سلطان فائدہ اٹھائیں گے جو مخدوم صاحب بعد وضع رقم نگہداشت فوج و انتظام ملک پیش کریں گے۔

(۵) حیدر علی خاں اور نظام علی خاں اپنی اپنی فوج کو محمد علی خاں (نواب کرناٹک) کی تسخیر کے لئے متحد کریں گے۔

(۶) اس عرصہ تک جب کہ یہ دونوں فوجیں میدان عمل میں گام زن رہیں حیدر علیخاں، نظام علیخاں کو ہر مہینہ چھ لاکھ روپیے دیتے رہیں گے۔

ان فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے بموجب حقیقی فائدہ حیدر علی خاں اور ٹیپو سلطان ہی کو حاصل ہو سکتا تھا اور اس وقتیہ اتفاق کا موقت فائدہ نظام علیخاں کو صرف یہی تھا کہ جنگ ختم ہونے تک ان کو چھ لاکھ روپئے ملتے اور بس۔ اس میں اس کے متعلق کوئی امر طے نہیں ہوا کہ کرناٹک کی ریاست آیا حسب سابق صوبہ دکن کے تحت رہیگی یا حالیہ احکام شاہی کے مطابق راست شاہی اثر میں۔ بہرحال انہیں فقرات کے بموجب سیدھے سادھے محفوظ خاں نے تہ نامہ مرتب کرالیا جس کے بعد رکن الدولہ تحفے تحائف سے لدلدا کر وہاں سے نکلے۔

ٹیپو سلطان کا بدگا لعالی کی خدمت میں حاضر ہونا اور اس کے متعلق حیدر علیخاں کے شکوک شبہات

اس کے بعد یہ قرار پایا کہ ٹیپو سلطان خود بندگا نعالی کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہسٹری آف حیدر شاہ کا مصنف کہتا ہے کہ اس موقع پر حیدر علی خاں اپنے فرزند کو رخصت کرتے ہوئے بہت پریشان ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے دغا[1] کا اندیشہ ہے اس واسطے کہ جب نظام علیخاں اپنے بھائی (صلابت جنگ) کو ہلاک کرنے سے نہیں رُکے تو میرے لڑکے کو وہ کب چھوڑ سکتے ہیں یا یہ نہیں تو کم از کم اُس کو روک رکھیں گے اور مجھے اپنے لڑکے کی خرابی کی تخویف سے بڑی رقم دینے پر یا اپنے ساتھ خاص رعایتیں کرنے پر مجبور کر دیں گے، ٹیپو سلطان کا اس وقت دربار بندگا نعالی میں حاضر ہونا احکام سرفرازی کے حصول اور اس کی نذر پیش کرنے کے لئے ضروری تھا جس پر حیدر علیخاں کی یہ بدگمانی اول تو یہ بتاتی ہے کہ وہ بہت پرحزم و دوراندیش تھے اور پھر یہ کہ ان کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی اس لئے اُن کو جدا کرتے ہوئے شک و شبہ کر رہے تھے ان شبہات میں صلابت جنگ کے ہلاک کرنے کا الزام تو اس مضافات میں بسالت جنگ کے ذریعہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کی نظر لینا حیدر علی خاں جیسے دوراندیش و محتاط شخص کے لئے ناواجبی نہیں ہو سکتا تھا بہرحال اُن (حیدر علی خان) کے خاص معتمدین (رضا صاحب اور فیض اللہ صاحب) کے اس یقین دلانے پر کہ ٹیپو سلطان پر ذرا سی بھی آفت آنے کا شائبہ پائیں تو یہ اپنی جان سے تک دریغ نہیں کریں گے حیدر علی خاں نے اپنے لڑکے کو رخصت کیا ٹیپو سلطان کی روانگی

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۱۳۴۔

ذکر توزک آصفیہ نے جن الفاظ میں کیا ہے ہم نے قبل ازیں کر دیا ہے ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے ہم صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نظام علیخاں کے کیمپ (چین پٹن) کے پاس بہت جلد پہنچ گئے دوسرے روز اپنی قیام گاہ سے نکل کر بسالت جنگ سے ملاقات کی اس ملاقات میں رکن الدولہ اور دیگر امراء دربار اُن کے ہمراہ تھے اور اس کے دوسرے روز بڑے توزک و احتشام کے ساتھ نظام علی خاں کے دربار میں باریابی ہوی حضور ان (ٹیپو سلطان) کے ساتھ بڑی توقیر سے پیش آئے اور بالمشافہ تہ نامے کے دفعات کی تکمیل کی۔

حیدر علی خاں کا خط گورنر مدراس کے نام | جب حیدر علی خان کو یہ یقین ہو گیا کہ اُن کا بیٹا آرکاٹ کا نواب بنا دیا گیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے وکیل مناگی پنڈت کے ذریعہ (جو مدراس میں رہتا تھا) گورنر مدراس کے نام ایک یادداشت لکھ بھیجی۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ نظام علیخاں اور حیدر علی خاں کو اچھی طرح یہ علم ہو گیا ہے کہ محمد علی خاں مسلسل سازشوں سے اور کرناٹک کے علاقہ کو غصب کر کے ہندوستان بھر میں شورش پیدا کرنے کا باعث ہوے ہیں اس لئے اُن دونوں نے اِن سے جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا ہے تاکہ مضبوبہ ملک ان سے حاصل کر کے حقدار کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ انھوں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ انگریزوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ ان کو کوئی مدد نہ دیں اور ان کو چاہئے کہ اپنی فوج کو جو انھوں نے آرکاٹ کے حدود میں یا اُن (محمد علی خاں) کے کسی اور مضبوبہ ملک یا اس کے کسی حصّہ میں رکھی ہو واپس طلب کر لیں اور یہ بھی انھوں نے لکھا کہ وہ اُن رقوم کو

انھیں ادا کردیں گے جو کسی قانون و قاعدے کے تحت ان کو ان مقبوضات کی بابت (بحیثیت کفالت) واجب الادا ہوں۔ جن میں وہ رقم شامل نہ ہوسکیگی جو نواب ویلور اور وندواسی اور دیگر حقداروں کے علیحدہ کرنے میں انگریزوں نے صرف کی تھی اور انھوں نے یہ بھی لکھا کہ ایسے علیحدہ شدہ اشخاص کے اُس نقصان کی تلافی کردیجائیگی جو اس طرح علیحدہ کئے جانے سے ان کو بھگتنا پڑے۔ اس مراسلت کا جو کچھ جواب مدراس گورنمنٹ سے دیا گیا۔ اس سے قطع نظر کرکے ہم پھر میدان جنگ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا مفاہمت کے بعد کوچ کی تیاریاں ہوئیں نظام علیخاں نے ہسکوٹہ کی طرف سے بنگلور کا رخ اختیار کیا اور حیدر علیخاں راست بنگلور روانہ ہوئے دونوں افواج جب بنگلور پہنچ گئیں تو حملہ کے متعلق مشورے ہوئے۔ اس میں بسالت جنگ اور رکن الدولہ کے علاوہ دیگر عہدہ دار بھی شریک تھے آخر یہ طے پایا کہ

(۱) کوچ کے وقت دونوں فوجیں علیحدہ علیحدہ اور ایک دوسرے سے اتنے فاصلے پر رہیں کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرسکے۔

(۲) پہاڑوں سے گزر جانے تک حیدر علیخاں کی فوج مقدمۃ الجیش رہے۔

(۳) جب دونوں فوجیں حدود ارکاٹ میں داخل ہوجائیں تو یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ آیا متحدہ طور پر حملہ کرنا مناسب ہوگا یا متفرق طور پر اس کے بعد یہ دونوں لشکر بنگلور سے نکلے۔

حیدر علیخاں کا رسالہ کشنا گیری کے پہاڑوں میں سے ہوکر ۲ اگست ۱۷۶۶ء (م ۲۹ ربیع الاول ۱۱۸۱ھ) کو حدود کرناٹک میں داخل ہوا اور کرنل سمتھ کے رسد کے جانوروں کو کاکن گیری

کی طرف ہانک دیا۔ اُسی روز شام میں حیدر علی خاں کاویری پٹن کے قلعہ کے آگے نمودار ہوئے یہاں کی انگریزی فوج چوتھی بٹالین کی تین کمپنیوں پر مشتمل تھی جس نے دو مقابلوں کی تو مدافعت کی لیکن اس کے بعد اس کے افسر کپتان میاکین نے ۲۷ اگست (مطابق یکم ربیع الثانی) کو حیدر علیخاں کی اطاعت قبول کرلی۔

جنگاما اور ترنامالی پر دستیوں کے معاملے

۳۰۔ اگست (مطابق ۴ ربیع الثانی) کو کرنل اسمتھ ترنامالی روانہ ہوا۔ تاکہ رسد کی فراہمی کی سبیل کرکے لفٹنٹ کرنل اُوڈ سے مل جائے جو اس عرصہ میں اپنی فوج کے ساتھ ترچناپلی سے نکل چکا تھا متحدین کرنل اسمتھ کی مزاحمت کرنے لگے آخر ۲ ستمبر ۱۷۶۷ء (م ۷ ربیع الثانی ۱۱۸۱ھ) کو چنگاما کے قریب شدید مقابلہ ہوا جس میں متحدین نے بڑے نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی لیکن فتح پاکر بھی کرنل اسمتھ وہاں ٹھیر نہیں سکا اور ترنامالی چلا گیا کیونکہ وہاں اس کو رسد کی طرف سے بڑی تکلیف تھی جب وہاں بھی اس کو رسد نہ مل سکی تو وہ اور آگے بڑھ گیا اور ۸ ستمبر (م ۱۳ ربیع الثانی) کو کرنل اوڈ سے جا ملا۔ اور اس تازہ دم فوج کے ساتھ ۱۴ ستمبر (م ۱۹ ربیع الثانی) کو پھر ترنامالی واپس آیا جس کے مضافات میں ۲۹ ستمبر (م ۵ جمادی الاول) کو لڑائی ہوئی۔ اس موقع پر نظام علیخاں کی افواج کو شکست ہوئی اس لڑائی کی تفصیل کرنل اسمتھ نے اپنی رپورٹ میں لکھی ہے جس کا ضروری اقتباس حسب ذیل ہے

"۳۰ اگست (م ۴ ربیع الثانی) کو فوج سنگار پیٹھ اور وہاں سے
۳۱ اگست (م ۵ ربیع الثانی) کو پالی پیٹ روانہ ہوئی اس کوچ میں

لہ کرنل اسمتھ رپورٹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۷۶۷ء از کیمپ کالاناواگ۔

ہم غنیم کے رسالے کو اپنے بازو پر اور عقب میں تھوڑے فاصلے پر
دیکھتے رہے لیکن وہ ہمارے کوچ میں حارج ہوا۔ شب میں البتہ
انھوں نے ہمارے طلایہ پر حملہ کیا اور کیمپ میں چند بان پھینکے
صبح میں فوج چنگاما کی طرف روانہ ہوئی۔ اس وقت بھی غنیم کا رسالہ
ساتھ ساتھ رہا۔ رات میں وہ حملہ کی بہت کوشش کرتا رہا اس لئے
ہم کو صبح تک خبردار رہنا پڑا۔ اس نے چنگاما کا پیٹھ جلا ڈالا ہم کو
صبح میں یہ اطلاع ملی کہ شب میں غنیم کی فوج اور توپ خانہ بہت
اضافہ ہو گیا ہے اسی لئے ہم کو اپنا کیمپ چھوڑنے سے پیشتر بڑی
احتیاط کرنی پڑی آخر ہم نے دوپہر میں یہ احتیاط تمام کیمپ برخاست
کیا لیکن ڈیرون کو ویسا ہی نصب شدہ چھوڑ دیا اور سامان کو
ہمہ وجوہ تیار رکھ چھوڑا تاکہ اس کو دیکھ کر غنیم اس خیال میں رہے
کہ ابھی کوچ کی تیاری ہو رہی ہے جب ہماری فوج کوچ کر کے
آگے نکل چکی تو ہم نے دیکھا کہ غنیم کی فوج کی بڑی تعداد ہمارے
بازو پر حرکت کر رہی ہے۔ ہمارا بھیرو بنگاہ بائیں جانب روانہ ہوا
اور ہم سہ پہر تک کوچ کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تین بجے
ایک چھوٹی سی ندی (کلپاک) کو عبور کیا جس کے دوسرے کنارے
پر اور ہمارے داہنے جانب غنیم قائم تھا یہ ایک بڑا میدان تھا۔

جس میں جھاڑی اُگی ہوی تھی اس کے پرے کچھ فاصلے پر تین پہاڑیاں
تھیں جن کے دامن میں حیدر نے اپنا رسالہ قایم کر رکھا تھا جس کے
پیچھے اس کی پیادہ فوج تھی اور جھاڑی میں رکن الدولہ اپنی فوج اور
توپ خانہ کے ساتھ مقیم تھے وہ خود (رکن الدولہ) اور ان کے بھائی
تہور جنگ اپنی فوج پر کمان کر رہے تھے ایک بڑا رسالہ ان افواج
کی کمک پر علٰحدہ قایم تھا ہماری فوج نے اپنا داہنا رُخ اختیار کیا اور
چونکہ حیدر کو اس کے پہاڑی مقام سے علٰحدہ کرنے میں کامیابی کا
مجھے خیال نہیں تھا اس لئے میں نے اپنی فوج کو راستہ سے علٰحدہ
کر کے کپتان ولیم کوک اور کپتان کاسبی کے بٹالین کو حکم دیا کہ غنیم پر
حملہ کریں اور ان دونوں کی کمک کپتان ولیم کولی کرے حملہ بکامیابی
ہوا اور غنیم کا رسالہ ڈھلواں پہاڑی پر ہٹا دیا گیا اور ہماری فوج نے
اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ حیدر علی نے بہت جلد اپنی اس غلطی کو محسوس
کر لیا کہ اُس نے اس پہاڑی پر اپنی انفنٹری کا کیوں قبضہ نہ رکھا
اگر ایسا کرتا تو وہ اتنی آسانی سے اس مقام کو نہ چھوڑتا حیدر نے
اپنے منتخب سپاہیوں سے ہمارے اس نئے مقبوضہ مقام پر حملہ کیا
لیکن اس کی ہر ایک کوشش ہمارے سپاہیوں کی استقامت
کی وجہ سے ناکام ثابت ہوی وہ پسپا کر دیا گیا اس کا سالا مارا گیا

اور خود اس کی ٹانگ میں بھی کوئی ضرب آئی۔

جس وقت کہ اِدھر صورت حال یہ تھی اُدھر جھاڑی کی طرف ہماری جانب سے مُسلسل گولندازی ہوتی رہی غنیم اگرچہ جھاڑی کی وجہ سے اچھے مقام میں تھا تاہم اس سے بہتر ہمارا مقام تھا۔ دوران گولندازی میں دو ہاتھی نظر آئے جن کی نسبت گمان یہ کیا جاتا ہے کہ وہ رکن الدولہ اور ان کے بھائی تہور جنگ کے تھے جو ایک توپ کے دو تین گولوں کے چھوٹنے پر ایسے غائب ہوئے کہ پھر نظر نہ آئے اس کے بعد یہ قرار پایا کہ غنیم کو اس جھاڑی سے جہاں وہ چھپے ہوئے آتشباری کر رہا تھا ہٹا دیا جائے چنانچہ ہمارے بان انداز آگے بڑھے ان کے ساتھ ہی کپتان بیلی کے تحت بارہ کمپنیاں ہوگئیں۔ جنھوں نے غنیم کو جھاڑی سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ ندی کے پار ہو گئے جہاں انھوں نے اپنی دو توپیں میخیں ٹھونک کر چھوڑ دیں۔ یہ وقت شام کے چھ بجے کا تھا اس لئے ہم نے مزید تعاقب موقوف کر دیا اور تین کوس آگے تک کوچ کر کے صبح کے چار بجے ہم ایک تراکم میں اُترے اور صرف ایک گھنٹہ وہاں ٹھیر کر ہم نے پھر کوچ کیا۔ غنیم کا رسالہ ہمارے آس پاس پھرتا رہا۔ لیکن صورت حالات کے اعتبار سے وہ ہم سے دُور ہی دور رہتا تھا۔ حیدر کی فوج کے ایک حصہ نے ہماری رسد پر حملہ کر دیا اور ہمارے

مزدوروں کی غلطی اور بے تمیزی سے بہت سارا سامان رسد تباہ و برباد ہوگیا۔

آخر مسلسل ۲۰ گھنٹہ کے کوچ کے بعد ہماری فوج ۳ ستمبر ۱۸۰۰ء (۸ ربیع الثانی) کو شام کے تین اور چار بجے کے مابین ترنا ملی پہنچی اس دوران میں ہمارے سپاہیوں کو اور ہمارے جانوروں کو کوئی غذا اور دانہ چارہ نہ ملا۔

کولی، کاسبی اور کوک کے بان اندازوں نے قابل تعریف کام کیا اور دوسری پلٹنوں نے بھی اپنے اپنے مقررہ مقامات میں اچھے فرائض بجا لائے"۔

رکن الدولہ کی تحریک پر حیدر علیخاں کی فوج کا تجزیہ اور ایک حصہ فوج سے ملاپ

جس وقت متحدین کی فوجیں علاقہ کرناٹک میں پہنچی ہیں اس وقت ان کی اور ان کے حریف کی تعداد (کرنل اسمتھ لفٹننٹ کرنل اوڈ سے ملنے کے قبل) حسب تفصیل ذیل تھی۔

فوج متعلقہ متحدین:-[1]

نظام علیخاں	تیس ہزار سوار	دس ہزار پیدل	ساٹھ توپ
حیدر علیخاں	بارہ ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھارہ ہزار پیدل	انچاس توپ
جملہ	بیالیس ہزار آٹھ سو ساٹھ سوار	اٹھائیس ہزار پیدل	ایک سو توپ

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۳۸ فٹ نوٹ۔

فوج متعلقہ انگریزی کمپنی

انگریزی	۳۰ سوار	آٹھ سو پیدل	سولہ توپ
دیسی	۰	پانچ ہزار پیدل	۰
نواب محمد علیخاں	ایک ہزار سوار	۰	۰
جملہ	ایک ہزار تیس سوار	پانچ ہزار آٹھ سو پیدل	سولہ توپ

اس سے ظاہر ہے کہ متحدین کی فوج انگریزی فوج سے تعداد میں بہت بڑھی ہوی تھی اگر یہ فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو جاتی تو بھی متحدین ہی کی تعداد بڑھی ہوی ہوتی۔ لیکن جب متحدین کلپاک کی ندی پر پہنچے اور اپنی فوج کا غلبہ دیکھا تو حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے دو حصے کر دئے جس کے متعلق حسین علی کرمانی کا بیان ہے کہ رکن الدولہ[1] کے مشورے کی بنا پر حیدر علیخاں نے اپنی فوج کے ایک معقول حصہ کو میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداروں کے ساتھ اپنے فرزند

---

[1] مورخ مذکور کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"پس ناظم موصوف (نظام علیخاں) بمشاورت رکن الدولہ بنواب بہادر (حیدر علیخاں) پیغام فرستاد کہ سپاہ خود را کہ ماہرایں ملک اند برائے تاخت و تاراج صوبۂ آرکاٹ و اطراف جیاپٹ وغیرہ و گرداوری مواشی و آوہ قدر رخصت سازد ماہول و ہراس در دلہائے انگریز و محمد علیخاں راہ یابد اگرچہ نواب بہادر نظر بصرورت وقت کہ کار رحنگ بایل دماں افتادہ است خود را از جدا کردن سپاہ مناسب ندیدہ بود اما ناظم موصوف بہ اعتبار لشکر خود و ایں معنی استبداد و اصرار بکار بردہ ناچار گرم جوشی و ہمت نمائی فریقیہ برآں آورد تا نواب بہادر جمیع مردم مارو سوار و پیادہ با توپ ہائے جلوے متعین صاحبزادہ والا قدر نمودہ میر علی رضا خاں و مخدوم صاحب و محمد علی کمندان و غازی خاں وغیرہ سرداران معتبر را ہمراہش دادہ رخصت در آں سمت فرمود۔"

(نشان حیدری صفحہ ۱۳)

ٹیپو سلطاں کی سرکردگی میں مدراس روانہ کر دیا تاکہ وہ وہاں حملہ آور ہوں یہاں میدان جنگ میں اپنے پاس صرف پانچ چھ سو سوار اور دو ہزار مردم بار اور چار نیم پیادہ و توپخانہ باقی رکھا۔ اس فوج کو مدراس کی طرف روانہ کرنے کے بعد ہی کرنل اسمتھ کی فوج لفٹنٹ کرنل اوڈ کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ جس سے انگریزی قوت میں خاصہ اضافہ ہو گیا اس موقع پر حیدر علیخاں کی طاقت کے اس طرح تقسیم کئے جانے سے یہ پایا جاتا ہے کہ ان کے خلاف انگریزوں کی تائید میں خفیہ طور پر سازش ہو رہی تھی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ عین وقت ضرورت حیدر علیخاں اپنی فوج کے ایک بڑے حصہ سے دور ہو گئے۔ صاحب نشان حیدری نے یہ بتایا ہے کہ اس کے بانی مبانی رکن الدولہ تھے جنھوں نے نظام علیخاں سے تحریک کر کے ان کو اس امر پر مائل کیا کہ حیدر علیخاں کو اپنی فوج اس طرح دو حصوں میں تقسیم کرنے پر مجبور کریں اور اپنی فوج کی قوت و کارگزاری کا انہیں اعتبار دلائیں تاوقتیکہ اس کے خلاف ثابت نہو اُس کا تخطیہ نہیں کیا جا سکتا جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد کی جنگ میں سب سے پہلے نظام علیخاں ہی کی فوج پسپا ہوئی تو حسین علی کرمانی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور میدان جنگ کا جو ذکر اس نے کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ مقابلہ میں انگریزی فوج کے دست راست پر نظام علیخاں کی فوج تھی ان کی طرف سے انگریزوں پر کسی نشانے کے بغیر گولندازی ہونے لگی جس کا اُن پر کوئی اثر نہ ہو سکا اور اُن کے سوار انگریزوں کی فوج کے اطراف مور و ملخ کی طرح جمع ہونے لگے یہ بے ترتیبی دیکھ کر انگریزوں نے انہیں کی طرف حملہ کر دیا اور چند ہی شلکوں میں نظام علیخاں کی

فوج پر غالب آگئے اور نظام علیخاں جنگ سے کنارہ کش ہوکر رکن الدولہ کی بے تدبیریوں اور اپنے دیگر امرا و سرداروں پر لاحول پڑھتے ہوئے پسپا ہو گئے مورخ کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"۔ [1] (انگریز) بہ بازی اعدا فریبی از یک طرف سبقت کردہ راست بر سواری ناظم موصوف یورش آوردو چند گلولہ قطار بند صف شکن پراندہ بہ اندک سعی مردانہ غالب گشتند و تمامی مواد لشکر و بنگاہ و توپ خانہ و اردو بازار اعلام و خیام لشکرش گرفتہ کامیاب شدند درآں وقت ناظم موصوف بہ شکستہ حال خجلانہ از جنگ کنارہ کشیدہ بر بے تدبیری ہائے رکن الدولہ و دیگر امرا و خواتین خود لاحول خواندہ پسپا گردید۔"

بہرحال نظام علیخاں اپنے دیوان کی سوء تدبیری سے شکست پاکر سنگارپیٹھہ کی طرف روانہ ہوئے اور حیدر علیخاں نے جب رنگ دگرگوں دیکھا تو پہلے اپنے توپخانہ کو اُدھر روانہ کر دیا اور آپ خود باقاعدہ مراجعت کرتے ہوئے سنگارپیٹھہ کے قریب پہنچکر بندگانعالی سے تقریباً دو کوس پر اقامت گزیں ہوئے اور انگریز بہ حیثیت فاتح مقام جنگ ہی پر ٹھیرے رہے۔ حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر فوراً ایک سانڈنی سوار کو ٹیپو سلطان کی طرف روانہ کر دیا اور بہ تاکید تمام کہلا بھیجا کہ اپنی فوج کے ساتھ حتی الامکان جلد واپس آجائیں اور نظام علیخاں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بندگانعالی کے سپاہیان لشکر کا اعتبار اور امرائے ریاست کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۱۔

کارآگہی بخوبی ظاہر ہوگئی کہ اہم وقت پر اعلیٰحضرت کے ہمراہ رکاب نہ کوئی امیر تھا اور نہ کم از کم ہزار سپاہی تھے ظاہر ہے کہ ایسی فوج سے ان انگریزوں پر فتح پانی ممکن نہیں ہے مناسب یہ ہوگا کہ آنحضرت کاویری پٹن میں اقامت فرمائیں اور یہ خیر خواہ صمیم جس طرح کہ عقل ہمانی کرے انگریزوں سے مقابلہ کرتا ہے اسی بنا پر بندگانعالی سنگار پیٹھہ سے نکل کر وہاں پہنچے حیدر علیخاں ٹیپو سلطان کے واپس آنے تک سنگار پیٹھہ اور بارامحال کے اطراف اطراف ہی پھرتے رہے۔

ٹیپو سلطان مدراس سے واپس آنے کے بعد نظام علیخاں کا حیدر علیخاں کی ضیافت کرنا

جب ٹیپو سلطان اپنی افواج اور سامان رسد کے ساتھ اپنے باپ سے آملے تو نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کی ضیافت کی اور اپنے امراء کے ذریعہ ان کو بجدّ و کد بلوا بھیجا۔ اگرچہ حیدر علیخاں دل سے اس پر رضامند نہیں تھے تاہم ان کے پاسِ خاطر سے اپنے لشکر کے ساتھ جاکر ملاقات کی اس ضیافت کے متعلق ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے جو لکھا ہے یہ ہے:۔

"مدراس[1] پر حملہ کرنے کے بعد جب ٹیپو واپس آیا تو نظام الدولہ نے حیدر کی اور اس کے ساتھ اس کے بڑے بڑے عہدہ داروں کی اعلیٰ پیمانہ پر ضیافت کی اور اس کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اس کو ایک سونے کے تخت پر بٹھایا جس کے تکیے کلابتوں سے بنے ہوئے تھے اور جسے انھوں نے رخصت کے

---

[1] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ (۲۰۴)۔

وقت اس کے ساتھ کر دیا۔ اور اس دعوت کے چند روز بعد حیدر نے
بھی نظام کو دعوت دی لیکن سونے کے تخت پر بٹھانے کے عوض
اس نے ایک ایسا تخت تیار کرایا جس پر گوٹہ اہون اور اشرفیاں
جڑ دی گئی تھیں اور اس پر نہایت نفیس قالین بچھائے گئے
اور عمدہ مخمل کے تکیے رکھے گئے تھے یہ سب رخصت کے وقت
نظام کے نذر کر دیا گیا۔"

معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس مورخ کو یہ سمجھنے میں غلطی ہوی ہے کہ نظام علیخاں نے حیدر علیخاں کو سونے کے تخت پر بٹھایا اس واسطے کہ حیدر علیخاں، نظام علیخاں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان کے ایک امیر کا جیسا تصور کرتے تھے اور نظام علیخاں کو اس کا بڑا خیال تھا اور یہ اعزاز صرف انہیں حاصل تھے جو پادشاہت کے رتبے پر سرفراز ہوں اور نظام علیخاں کے عہد کے مشہور مورخ شاہ تجلی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ بندگانعالی نے ان کو سونے کے تخت پر بٹھایا ممکن ہے کہ ان کو زربفت و کارچوبی کسی مسند پر بٹھایا گیا ہو اس موقع پر جو تحفے کہ بندگانعالی نے حیدر علیخاں کو دئے ہیں ان میں نہ اس سونے کے تخت کا کوئی پتہ ملتا ہے اور نہ کسی زربفت کی مسند کا۔ صاحب توزک آصفیہ کہتا ہے کہ[1] ۶ جمادی الثانی کو رکن الدولہ کے توسط سے حیدر علیخاں حضور میں باریاب ہوے اور اُن کو اعلیحضرت نے جیغۂ الماس معہ کلغی پر سیاہ اور پیچ مرصع معہ سلک مروارید دگدگی مرصع اور ایک شمشیر

---

[1] توزک آصفیہ صفحہ ۱۸۳۔

معہ قبضۂ یشب مرصع و ایک قبضۂ خنجر معہ دستہ یشب مرصع اور پانداں مرحمت کر کے رخصت کیا اور اس کے دو روز بعد خود بدولت حیدر علیخاں کے پاس مدعو ہوئے انھوں نے اپنے لڑکے اور دوسرے اقربا کے ساتھ جلوخانہ تک آکر بندگانعالی کا استقبال کیا اور آداب بجا لاکر اکاون ہزار روپے اور ایک ہزار سونے کی پوتلی نذر کی اور زر نقد کے چبوترہ پر بٹھایا اور جواہر کے خوان اور پوشاک اور دو زنجیر ہاتھی نذر کئے شاہ تجلی کا بیان ہے کہ حیدر علیخاں کی نذر کے منجملہ ایک مالائے مروارید اور ایک انگشتری الماس بڑی قیمتی تھی ان کے علاوہ تین توپچے انگریزوں کی طرف سے غنیمت میں ان کو حاصل ہوئی تھیں پیش کیں۔

رکن الدولہ کا ایسی فوج لیکر حیدر علیخاں کے ساتھ نرنبک جنگ ہونا اور شکست پانا۔

اس ملاقات میں یہ طے پایا کہ بندگانعالی حزم و احتیاط سے اپنے لشکر و اسباب کے ساتھ ہسکوٹہ میں تشریف رکھیں اور وہ (حیدر علیخاں) خود غنیم سے مقابلہ کریں گے اور اس پر قابو پاکر کرناٹک، پایان گھاٹ کا انتظام بوجوہ احسن کریں گے۔ جس پر نظام علی خاں نے رضامندی ظاہر کی اور ہسکوٹہ کو روانہ ہوئے البتہ اپنے دیوان رکن الدولہ، منور خاں کرنولی، اسمٰعیل خاں ایلچپوری، اور راؤ رنبھا کو بیس ہزار سوار کے ساتھ حیدر علی خاں کے پاس چھوڑ دیا جنھوں نے اپنی اور رکن الدولہ کی فوج کے ساتھ پتل پلی کے گھاٹ کو عبور کر کے انگریزی مقبوضہ قلعہ (بنور گڈھ) کا محاصرہ کیا۔ جب انگریز سرداران مذکور کو اس محاصرہ کی اطلاع ملی تو وہ کرناٹک گڈھ کیلاس گڈھ، دھوبی گڈھ پلی گڈھ پر سے ہوتے ہوئے یلغار وہاں پہنچ گئے۔ حیدر علی خان نے

اس فوج کے آنے کی خبر پاکر محاصرہ برخاست کردیا اور وڈیچیری اور بابن پلی کے میدان میں جا ٹھیرے تازہ دم انگریزی فوج انبور گڈھ پہنچ گئی اور وہاں سے ایک روز کے بعد مقابلہ کے لئے نکلی۔ حیدر علیخاں نے اس مقابلہ میں ٹیپو سلطان کو میمنہ پر قایم کیا اور میسرہ رکن الدولہ کے سپرد کیا۔ آپ خود اپنے توپخانہ اور رسالداروں کے ساتھ محمد علی سردار کو لیکر قلب میں ٹھیرے انگریزی سردار نے صرف ایک پلٹن اور سوبجروں کی دو کمپنیاں اور دو توپیں رکن الدولہ کی طرف روانہ کیں اور دو پلٹن اور ایک رسالہ فرنگیوں کا چار توپوں کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر بھیجا اور کرنل سمتھ اور لفٹنٹ کرنل اوڈ دونوں قلب پر متوجہ ہوے آتش زدو خورد مشتعل ہوی رکن الدولہ کی فوج انگریزی پلٹن کی صرف چند شلکوں میں پسپا ہوکر جو بھاگی تو پھر وانم باڑی تک کہیں[1] نہ رکی۔ ٹیپو سلطان قبل اس کے کہ انگریز قلب پر فتح پائیں اپنے سواروں کو انگیز کرکے انگریزی لشکر کے چند اول پر جا گرے اور ان کو منہزم کرکے ان کے مال و اسباب کو حاصل کرلیا اور چند انگریز سپاہیوں کو بھی گرفتار کرلیا۔ اس سے مطلع ہوکر انگریز سردار اپنے عقب کی حفاظت کے لئے پلٹے۔ حیدر علیخاں اس موقع سے فائدہ اٹھاکر برق آسا اس پلٹن پر جا گرے جو رکن الدولہ کے تعاقب میں گئی ہوی تھی اور اس پر حملہ کرکے سامان غنیمت حاصل کیا اور وانم باڑی واپس آئے۔ یہیں ٹیپو سلطان بھی اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گئے۔ سرداران انگریزی اسی جگہ ٹھیرے رہے جہاں وہ تھے۔

---

[1] اس واقعے کو صاحب نشان حیدری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "لشکر رکن الدولہ از مقابلۂ یک پلٹن و حد گلولۂ صف شکن استقامت مردی از دست دادہ تا وانم باڑی دم نزدند" (نشان حیدری صفحہ ۱۳۴)۔

حیدر علیخاں اور رکن الدولہ میں اقتراق

حیدر علیخاں نے یہاں پہنچکر رکن الدولہ کو طلب کیا اور اُن سے رنجش آمیز لہجہ میں کہا کہ "تمھاری ہمراہی فوج ہزیمت اثر ہے تم کو چاہئے کہ تم اپنے بہادران شہری کے ہمراہ حضور (بندگانعالی) میں چلے جائیں کہ ان کی وجہ سے میں کبھی فیروزمند نہیں ہوسکتا کہیں ایسا نہ ہو کہ مجالست و موانست کی وجہ سے ان کی سرد مزاجی میرے سپاہیوں سرایت کرکے ان کی غیرت مردانگی کو بھی برباد کردے" اس پر انھوں (رکن الدولہ) نے بڑی دلیری کی باتیں کیں اور موافقت ترک نہ کی اس لئے یہ طے پایا کہ وہ (رکن الدولہ) اوران کی فوج حیدر علی خاں کی فوج سے ہمیشہ دو میل پر رہا کرے اور حیدر علی خاں کے لشکر میں ان کے لشکر کا کوئی آدمی آیا نہ کرے اور وقت ضرورت معتبر سرداروں کے ذریعہ پیغام رسانی ہوا کرے۔ اس واقعہ کو نشان حیدری میں جس خوبی سے بیان کیا گیا ہے اسی کے الفاظ میں سننا زیادہ مناسب ہوگا جو یہ ہیں :-

"و نواب[1] (حیدر علیخاں) رکن الدولہ را یاد فرمودہ سخنان رنجش آمیز شنوانید چہ گفت کہ ہمراہیان شما بے ریب ہزیمت اثر اند باید کہ شما مع افواج بہادران شہری بحضور بروید کہ از سعی آنہا گاہے روئے فیروزی نخواہم دید و مبادا کہ اثر بودت تا ختن ایشاں را بہ نسبت ہمسایگی و ہم جلیسی در رگ و پے جلادت کیشان ما تاثیر کردہ حرارت غیرت مردانگی را برباد دہد چوں او (رکن الدولہ)

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۴۔

مجدد سخنان دلیری بر زبان راندہ از موافقت پہلو تہی نساخت
چناں قرار یافت کہ او از لشکر نصرت مآثر مدام بقا صلۂ نیم فرسنگ
مقام سازد واحدے از لشکرش بہ لشکر ظفر پیکر نیاید و وقت
ضرورت بزبانی ہر کارہ ہائے معتبر ابلاغ نماید۔"

جب انگریز سردار چار روز کے بعد اپنی فوج کے ساتھ وانم باڑی آئے حیدر علی خاں اپنی قیام گاہ سے نکل کر پہلے روز ترپاتور کے میدان میں مقیم ہوے اور دوسرے روز وہاں سے نکل کر کاویری پٹن کے شالیزار کے پرے قیام کیا اور اپنے لشکر کے اطراف چار مورچے قایم کر کے اُن پر توپیں رکھدیں۔ رکن الدولہ حیدر علی خاں کی فوج کے احاطہ سے باہر رہے انگریزی کرنل وانم باڑی کے انتظام کے لئے ایک سردار کو چھوڑ کر ترپاتور ہوتے ہوے۔ حیدر علی خاں کے لشکر کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں سکونت پذیر ہوا۔ حیدر علی خاں کے طلایہ دار دو طرف سے انگریزی فوج پر حملہ کرتے تھے اور ایک طرف رکن الدولہ کے سوار راستہ پر جمے ہوے تھے ایک رات انگریزی سردار شبخون کے لئے آمادہ ہو کر اس راستہ سے روانہ ہوے جدھر کہ رکن الدولہ کے سوار طلایہ پر تھے اور وہ اس شبخون سے خبردار بھی ہوے لیکن انھوں نے حیدر علی خاں کو اس کی اطلاع نہیں کی اور نہ خود آپ اس انگریزی فوج کے سدّ راہ ہوے بلکہ وہاں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یا تو شروع مہم ہی سے رکن الدولہ حیدر علیخاں سے اتحاد کے پیرایہ میں مخالفت کرتے آرہے تھے یا یہ کہ حالیہ رنجش آمیز گفتگو کے بعد انھوں نے اپنے نزدیک یہ قرار دے لیا کہ حیدر علیخاں سے

اُن کی اُس بُری بھلی گفتگو کا بدلہ اس طرح لیں کہ ظاہر میں ان سے اتحاد قایم رکھکر ان کے مخالفین سے درپردہ مل لیں یا یہ کہ ان کے مخالفین کے طرز عمل سے ان کو واقف نہ کرکے بدلہ لیں۔ بہرحال انگریزی سردار راستہ قطع کرکے حیدر علیخاں کی فرودگاہ کے قریب پہنچا اور راہنماؤں کی عدم واقفیت کی وجہ سے راستہ کے دلدل اور دھنسٹوں کے کیچڑ میں پھنسکر رات تمام بھور کردی۔ صبح کو حیدر علیخاں کے بُرجوں کے چوکیداروں نے خبردار ہوکر توپوں کی شلک سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کے پیچھے سے حیدر علیخاں کے طلایہ دار فوج نے اُن پر پہنچکر تیر و تفنگ سے بازار جدال و قتال گرم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُسی شب رکن الدولہ نے انگریزوں سے اتفاق کرلیا۔ صاحب نشان حیدری صاف الفاظ میں یہ بیان کرتا ہے کہ وہ (رکن الدولہ) بظاہر حیدر علیخاں کی مدد کے لئے آمادہ تھے لیکن دراصل ان کے لشکر کے تاخت و تاراج کے لئے قابو طلب تھے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں :-

"اگرچہ[1] از یک طرف بہانۂ کومک مستعد شدہ بُود امّا بنا بر تاخت و تاراج لشکر نواب قابو جو بود ۔"

حیدر علیخاں نے رکن الدولہ کی نسبت سُن تو لیا تھا کہ اپنے خلاف ہیں اب اِن کے طرز عمل اور شب خون کی عدم اطلاع دہی سے ان کو یقین ہوگیا کہ یہ اُن سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔ جس کے بعد انھوں نے اپنے رسالدار پائندہ خاں کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوج لیکر آگے بڑھے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۱۳۶۔

اور رکن الدولہ کی طرف چند توپ سر کرتے تاکہ وہ (رکن الدولہ) اُن (حیدر علیخاں) سے علیٰحدہ اور دور ہو جائیں۔

انگریزوں کے ساتھ قیام اتحاد کی سعی ناکام

اُدھر انگریزی سردار اُن دھمڑیوں سے بے نیل مرام واپس ہوا اور ادھر رکن الدولہ نے اپنے ڈیرے ڈنڈے اٹھائے اور بند گانعالی کے پاس آئے معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بند گانعالی کے آگے شکایتوں کا انبار لگا دیا جس کے بعد ممکن نہ تھا کہ اعلیٰحضرت حیدر علیخاں کا اتحاد ترک کرنے پر راضی نہ ہوتے اور اس وقت کے حالات کے نظر کرتے حیدر علیخاں کے اتحاد کو ترک کرنے کے بہ الفاظ دیگر یہ معنی تھے کہ انگریزوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔ جب نظام علیخاں ہسکوٹہ سے گھاٹ گرنپات پہنچے تو وہاں سے اُن کے وکلاء انگریزی لشکر میں گئے اور رکن الدولہ محمد علیخاں سراج الدولہ (نواب کرناٹک) کے پاس گئے جو اُن دنوں مدراس ہی میں فروکش تھے۔ شاہ تجلی نے اس اتحاد کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس[1] کی تحریک محمد علیخاں نے نصیب یار خاں وقار الدولہ کے ذریعے رکن الدولہ کے پاس کی جس پر انھوں نے بہ تمہید شایستہ اعلیٰحضرت میں معروضہ کیا جو درجۂ پذیرائی کو پہنچا۔ لیکن ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف کے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس صلح کے اسباب پیدا کرنے کے رکن الدولہ ہی باعث ہوئے ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

"(نظام علیخاں) حیدر سے علیٰحدہ ہو کر کڑپہ روانہ ہوئے اور جونہیں کہ وہ وہاں پہنچے ان کے دیوان اور لائق دیوان رکن الدولہ نے

---

[1] تزک آصفیہ صفحہ ۱۸۴۔

اپنے سالے محمد علی خاں کو یہ معلوم کرنے کے لئے خط لکھا کہ آخر اس نے
نظام کو حیدر کا ساتھ چھوڑنے پر مایل کر ہی لیا اور اس نے بھی لکھا کہ
اگر نواب محمد علیخاں اور انگریز خواہش کریں تو ایک ایسے صلح نامہ کے
طے کرنے کے کامل اختیارات کے ساتھ جسکی کہ اُن کو خواہش ہو
وہ خود مدراس آئیگا۔"

غالباً اسی غرض کے تحت ۱۶ رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ (م ۲۶ جنوری ۱۷۶۸ء) کو
مسٹر فنٹر جیرالڈ حضور بند گانعالی میں باریاب ہوئے جن کے متعلق شاہ تجلی کا بیان ہے
کہ وہ[1] محمد علیخاں سراج الدولہ کے فرستادہ تھے۔ اُن کی نذر قبول فرما کر درخواست ملاحظہ کی
اور ایک مرصع جیغہ مرحمت کر کے رخصت کیا۔ ہم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ فنٹر جیرالڈ کو
محمد علیخاں نے بھیجا۔ حالیہ جنگ میں تین فنٹر جیرالڈ کام کر رہے تھے جنمیں سے ایک کپتان
جیمس فنٹر جیرالڈ تھا دوسرا کپتان رابرٹ ویلیئر فنٹر جیرالڈ اور تیسرا میجر تامس فنٹر جیرالڈ۔
اسی میجر تامس فنٹر جیرالڈ کی انگریزی فوج سے حیدر علیخاں کا مقابلہ ہوا ہے یہ میجر اس
فوج کی حمایت پر مامور ہوا تھا جو ٹرناملی سے رسد لا رہی تھی اس رسد والی فوج پر حیدر علیخاں
نے حملہ کیا جس میں اُس کو اُسی فنٹر جیرالڈ کے مقابلہ میں تقریباً اواخر دسمبر ۱۷۶۷ء
(م اواخر شعبان ۱۱۸۱ھ) میں ناکامی ہوی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسی کامیابی کے بعد افسران
اعلی کی ہدایت پر میجر فنٹر جیرالڈ بند گانعالی کے پاس پہنچے۔ ان کے ذریعہ جو کچھ ریشہ دوانی
ہوی ہے اس کو تو انگریزی مورخین نے پردۂ خفا میں رکھا ہے اور ظاہر یہ کیا ہے کہ

---

[1] تورک آصفیہ ۱۸۵۔

لفٹننٹ[1] کرنل ہارٹ کے تحت کچھ فوج کھمم بھیجی گئی۔ جو ماہ ڈسمبر میں وہاں پہنچی اور بنگال آرمی کے کرنل جوسف پیچ اس سابقہ فوج کو اپنی فوج کے ساتھ شریک کرکے حسب ایما، کونسل ۲۰ر جنوری ۱۷۶۸ء (م ۷ر رمضان ۱۱۸۱ھ) کو ورنگل روانہ ہوئے یہ زمانہ وہی ہے جبکہ میجر فٹزجیرالڈ نظام علیخاں کے پاس بھیجے گئے اور اس فوجی نقل و حرکت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزوں نے اس سفیر کے ذریعہ بندگانعالی کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ انگریز ادھر سرکار شمالی پر قبضہ کرکے کھمم اور وہاں سے ورنگل کی طرف بڑھ چکے ہیں اور اب بہت جلد وہ حیدرآباد پر قبضہ کرلیں گے اب بھی اگر وہ (نظام علیخاں) انگریزوں کے ساتھ متفق ہوجائیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی اس پیش قدمی سے باز آجائیں اس تخویف سے اور ساتھ ساتھ رکن الدولہ کی فہمایش سے نظام علیخاں نے بعوض اس کے کہ انگریزوں کے خلاف کسی جارحانہ عمل پر تیار ہوتے اُن سے صلح کرنے کی قرارداد کرلی۔

رکن الدولہ کی روانگی مدراس کو اور وہاں ان کی آؤبھگت

فٹزجیرالڈ کی باریابی کے دو ہی روز بعد بندگانعالی نے رکن الدولہ کو مدراس روانہ کردیا۔ جو ۹ر فبروری ۱۷۶۸ء (م ۲۰ر رمضان ۱۱۸۱ھ) کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر راجہ رامچندر اور راجہ بیر بہادر ان کے ہمراہ تھے ان کے وہاں پہنچنے پر جو کچھ ان کی آؤبھگت ہوی ہے اس کو ہسٹری آف حیدر شاہ کے مصنف نے کسی قدر تفصیل سے لکھا ہے جو یہ ہے۔

"..... رکن[2] الدولہ اور نظام کے ایک معتمد مرہٹہ سردار راجہ رامچندر بڑے تزک و احتشام سے مدراس گئے جہاں وہ بڑے اعزاز

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد اول صفحہ ۲۵۴۔ [2] ہسٹری آف حیدر شاہ صفحہ ۲۲۸۔

کے ساتھ داخل ہوئے ان کو توپوں کی سلامی دیگئی جن سڑکوں
پر سے وہ گزرے اُن پر انگریزی فوجیں قطار باندھے ہوئے تھیں
ان کو ہر روز ایک نیا نظارہ دکھایا جاتا تھا۔ انھیں جہازوں کا
بندرگاہ دکھایا گیا اور ہر وہ شئے ان کے ملاحظہ میں لائی گئی جو
ان کی محتاج توجہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن جس چیز سے ان کو بہت
خوشی اور اطمینان ہوا وہ وہ قیمتی تحائف تھے جو اس موقع پر ان کو
دیئے گئے ان تحائف میں نظام کا حصہ بالکل کم تھا اور جو کچھ تحائف
اُن کے لئے پیش بھی کئے گئے وہ بالکل ناقابل لحاظ تھے اس کمی کو
آئندہ کے بڑے بھاری وعدوں کے ساتھ رفع کیا گیا اور برخلاف
اس کے ان شاندار وزیروں نے ایک صلح نامہ پر تکمیلی دستخط کردئے۔"

تکمیل صلح نامہ اور اس کے شرائط | ۱۲۔ فروری ۱۷۶۸ء (م ۲۳ رمضان ۱۱۸۱ھ) کو رکن الدولہ نے
صلح نامہ کی تکمیل کردی اس میں سے حسب تفصیل ذیل عہد و پیماں ہوئے۔

۱۔ مصطفیٰ نگر (عرف کنڈاپلی) و مرتضیٰ نگر (عرف گنٹور) و راجمندری و
سیکاکول و کوندویر بشرائط مصرحہ ذیل نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی
(کوندویر)
کو دے دیا۔

۲۔ مرتضیٰ نگر کو چونکہ نظام علیخاں نے اپنے بھائی بسالت جنگ کی جاگیر
میں دے دیا ہے اس لئے وہ اس پر تاحیات یا اس وقت تک

قابض و متصرف رہیں گے جب تک کہ وہ انگریزی کمپنی اور محمد علیخاں والاجاہ کے خلاف نہوں یا حیدر علیخاں سے متفق نہو جائیں۔

۳۔ قلعہ کنڈاپلی (عرف مصطفیٰ نگر) معہ جاگیر انگریزی کمپنی کے قبضہ میں رہیگا اور قلعہ میں انگریزی فوج رہیگی۔

۴۔ سرکار سیکاکول کے زمیندار نارائن دیو نے اچھا پور میں فساد برپا کرکے ادائی مالگزاری سے انکار کر دیا ہے اور کمپنی کی اطاعت سے منحرف ہوگیا ہے اس لئے نظام علیخاں اس امر پر رضامند ہیں کہ اس صلحنامہ کی تکمیل کے بعد احکام و تاکیدات نہ صرف نارائن دیو بلکہ سرکار ایلور و مصطفیٰ نگر و راجمندری اور سیکاکول کے جملہ زمینداروں کے نام لکھینگے کہ وہ آئندہ سے انگریزی کمپنی کو اپنے پادشاہ کے مثل تصور کریں اور اپنا ذمہ محاصل مال وسائر وغیرہ اس کو ادا کرتے ہیں آصف جاہ مذکور اس امر پر رضامند ہیں کہ وہ آئندہ نواب والاجاہ یا انگریزی کمپنی کے ملازمین یا زمیندار وغیرہ کو کوئی فساد برپا کرنے میں مدد نہ دینگے اور نہ ان کو پناہ دیں گے۔

۵۔ ا جالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اپنی فوج کو سرکار رونگل میں اپنی فوج بھیجنے پر مجبور ہوئی تھی۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد کمپنی اپنی اس فوج کو کھم کے قلعہ کو واپس کریگی اور جو تنخواہیں نظام اپنی فوج کے ساتھ

دریائے کرشنا پار ہو جائیں کمپنی کی فوج قلعۂ کھم کو ان کے نائب کے سپرد کر کے اپنے علاقہ میں چلی جائیگی۔

ب۔ کمپنی اقرار کرتی ہے کہ یکم جنوری ۱۷۶۸ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۱۸۱ھ سے چھ سال تک سالانہ دو لاکھ روپے آرکاٹی دو اقساط میں ادا کرتی رہیگی اور سرکار کو ندویر پر قبضہ ملنے کے بعد مزید ایک لاکھ ہر قسط میں اضافہ دیگی۔ اگر ان چھ سالوں میں کمپنی سرکاران مذکور پر امن و امان کے ساتھ قابض و متصرف رہے اور نظام اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کریں تو کمپنی یکم جنوری ۱۷۷۴ء سے دو سالوی اقساط میں پانچ لاکھ روپے ادا کریگی اور اگر کوندویر پر قبضہ ہو جائے تو سالانہ سات لاکھ روپے دیگی لیکن نظام خود یا ان کی تحریک پر مرہٹے یا اور کوئی ان سرکاروں یا کرناٹک پر حملہ کریں تو صلح ہونے تک یا اس وقت تک جب تک کہ سرکاران مذکور کمپنی کو واپس نہ مل جائیں اقساط مذکور کی ادائی معلق رہیگی۔

۶۔ سابقہ طے نامہ میں یہ شرط تھی کہ بشرطیکہ صورت حالات اجازت دیں نظام اور انگریزی کمپنی ایک دوسرے کی مدد کرینگے لیکن اس سے ہر دو فریق معاہدہ کو مشکلات کا سامنا ہوگا اور اس وجہ سے امکان ہے کہ کوئی غلط فہمی واقع ہو جائے اس لئے اب یہ قرار

پایا کہ انگریزی کمپنی اور نظام اور نواب والاجاہ کے مابین ہمیشہ
کیلئے اتحاد قایم رہے ایک کا دشمن باقی دو کا دشمن اور ایک کا
دوست باقی دو کا دوست متصوّر ہو اگر کوئی مشکلات واقع ہوں
یا متحدین کے ممالک پر کوئی غنیم حملہ آور ہو تو متحدین میں سے
کوئی اس کو (حملہ آور) مدد نہ دے۔ انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ
اپنے اتحاد کے ثبوت میں البتہ اپنی طرف سے سپاہیوں کے دو بٹالین
اور چھ توپیں یوروپین سولجروں کے تحت نظام کی ضرورت پر
فراہم رکھیں گے بشرطیکہ صورت حالات اس فوج کو دکن میں کوچ
کیلئے اجازت دے اور بشرطیکہ نظام ان کے اخراجات ادا کریں
۷۔ا۔ شاہ عالم نے نواب والاجاہ اور ان کے فرزند کلاں معین الملک
عمدۃ الامراء کو نسلاً بعد نسلٍ کرناٹک پایاں گھاٹ کی حکومت سے
سرفراز کیا نظام نے بھی ان کو اپنے تحت سے علٰحدہ کر کے جملہ مطالبات
کے متعلق اپنی طرف سے فارغ خطی دی جس کے عوض نواب والاجاہ
نے پانچ لاکھ روپئے نظام کو دئے اور نظام نے نواب مذکور اور
ان کے فرزند اور ان کے ورثاء کو اور اس علاقہ کی سند التمغا کو تسلیم کیا
ب۔ نظام، انگریزی کمپنی (یعنے صدر نشین وارکان مدراس کونسل)
اور نواب والاجاہ کے سوائے کسی اور شخص سے علاقہ کرناٹک اور

سرکاران شمالی میں خط وکتابت نکرینگے ۔اور نہ کمپنی ونواب والاجاہ نظام اوران کے دیوان اور ضامنین (جن کے دستخط اس صلح نامہ پر ہوی) کے سوائے کسی اور سے علاقہ دکن میں خط وکتابت کریں گے۔

۸۔ نواب آصف جاہ نے اپنے اتحاد کی رُو سے والاجاہ اوران کے فرزندکلاں معین الملک کو حسب ذیل اسناد مرحمت فرمائے۔

ا۔ کرناٹک کی سند التمغا۔

ب۔ایمن کندلہ (بشمول گھن پورہ) کی سند التمغا۔

ج۔ گمٹ کیسر کی سند التمغا۔

د۔ کولار کے قلعہ داری کی سند التمغا۔

ھ۔ ضلع سُونے دوُپ کی سند التمغا۔

و۔ ایک فارغ خطی جس کی رو سے وہ دکن کے اثر سے علٰحدہ کردئے گئے۔

۹۔ حیدر نایک (حیدر علیخاں) نے سلطنت میسُور غصب کرکے اطراف میں اودھم مچادی ہے اور حالیہ جنگ میں انگریزی کمپنی اور نواب والاجاہ کے علاقہ کو تباہ کردیا ہے اس لئے ہمسایہ ملک کی حفاظت وفائدے کے لئے لازم ہے کہ نایک مذکور کو سزا دیجائے اور اس کی قوت کو توڑدیا جائے اس غرض کے لئے آصف جاہ اس کو

علی الاعلان باغی اور غاصب قرار دیتے ہیں اور اُن تمام خطابات
واسناد سے اس کو محروم گردانتے ہیں جو اب سے پیشتر خواہ انھوں نے
یا کسی اور صوبہ دار دکن نے اُس کو دئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ
حیدر نایک نے آصف جاہ کے ساتھ دغا کی ہے اور اپنا معاہدہ
توڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو آئندہ مہربانیوں اور عنایات کا نااہل
ثابت کیا ہے۔

۱۰۔ا۔ انگریزی کمپنی امن وامان کے ساتھ ساحل کورومنڈل اور ملبار
پر تجارت کر سکتی ہے۔

ب انگریزی کمپنی بمعیّت نواب والاجاہ کرناٹک اور دوسرے
مقبوضات پر قابض رہ سکتی ہے۔

ج یہ ضروری ہے کہ علاقہ کرناٹک بالاگھاٹ (جو صوبہ داری بیجاپور
سے متعلق تھا اور اب حیدر نایک کے تصرف میں ہے) اُن کے
تحت تصرّف رہے جو عدل وانصاف اور احکام شاہی کی اطاعت کریں
آصف جاہ اقرار کرتے ہیں کہ کرناٹک بالاگھاٹ مذکور کی دیوانی
پر (جو صوبہ داری بیجاپور سے متعلق تھی) انگریزی کمپنی متصرف رہے
اور وہ اس کے متعلق شاہ عالم کے پاس سے فرمان حاصل کرلے
لیکن نظام کو بہ حیثیت صوبہ دار دکن جو حقوق کہ اس کے متعلق حاصل

ہیں وہ اس سے مفقود نہوں گے اور کمپنی نے اقرار کیا کہ اس کی
دیوانی پر قبضہ پانے کے بعد سے سات لاکھ روپئے آرکاٹی سالانہ
دو مساوی اقساط میں ادا کریگی بشرطیکہ نظام حیدر نایک کو تدارک
کرنے میں کمپنی اور نواب والاجاہ کی مدد کریں اور اس سے نہ خود کوئی
مراسلت کریں اور نہ اپنا کوئی وکیل اس کے پاس روانہ کریں۔
۱۱۔ انگریزی کمپنی کا یہ مقصود نہیں ہے کہ مرہٹے اپنے چوتھ سے محروم
رہیں جو انگریزی کمپنی کرناٹک بالاگھاٹ پر بہ حیثیت دیوان قابض ہونے
کے بعد سے برابر ادا کرتی رہیگی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ شرائط صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نواب کرناٹک اور انگریزوں کے ہوا خواہ و ملازم ابراہیم بیگ دھونسہ کو سرکار عالی میں کسی معقول خدمت پر مامور کرلیا جائے لیکن اس کو صورت تحریر میں نہیں لایا گیا البتہ بر بناء سفارش ان کے تقرر کا وعدہ کرلیا گیا اور اسی بناء پر یہ ۲۵ شوال کو وقار الدولہ کے توسط سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور سرپیچ مرصع سے سرفرازی پائی۔

مدراس سے رکن الدولہ کی واپسی اور تحائف کا گورنر مدراس و نظام علیخاں کے مابین تبادلہ

رکن الدولہ ۲ شوال ۱۱۸۱ھ (مطابق ۲۱ فروری ۱۷۶۸ء) کو گورنر مدراس اور محمد علیخاں سراج الدولہ کے تحائف کے ساتھ مسرس اولی اور برسی کو لیکر حاضر خدمت ہوئے گورنر کے مرسلہ تحفے یہ تھے۔ (۱) مرصع کار صندوق ایک (۲) عطردان ایک (۳) اعلیٰ جواہر (۴) بانات (۵) مشجر

(۶) طپنچہ ایک (۷) بندوق ایک (۸) آئینہ کلاں بیں معہ تصاویر (۹) قلمدان ایک (۱۰) پوشاک خاصہ (۱۱) ہاتھی ایک زنجیر۔ ان کے علاوہ بیگمات کے لئے بھی تحفے بھیجے گئے تھے بندگانعالی نے انگریزی سفراء میں سے مسٹر اولی کو جیغہ و سرپیچ مرصع اور مسٹر بریسی کو صرف جیغہ مرحمت فرمایا اور گورنر کو حسب تفصیل ذیل تحائف[1] روانہ فرمائے۔

(۱) ایک ہاتھی موسوم بہ گجراج (۲) ایک جیغہ الماس با آویزہ مروارید قیمتی سیر ۳۰۰۰ (۳) ایک سرپیچ کرن بوقت معہ ۳ عدد الماس قیمتی الک ۱ (۴) ادریسی بالڑی و آویزہ مروارید قیمتی سیر ۱۰۰۰ (۵) گیارہ پارچہ کی دو خلعتیں۔

گورنر مدراس کے علاوہ مدراس گورنمنٹ کے سات ممبران کونسل میں سے ہر ایک کو ایک ایک سرپیچ اور چار چار پارچہ کی ایک ایک خلعت علٰحدہ علٰحدہ مرحمت فرمائی ان کے ساتھ بندگانعالی نے محمد علیخاں سراج الدولہ کو بھی خلعت و جواہر روانہ فرمائے ان خلعتوں اور تحفوں کو لیکر سفراء انگریزی ۷ شوال ۱۰۸۱ھ م ۲۶ فروری ۱۷۶۸ء کو مدراس روانہ ہوئے ان کی واپسی کے بعد امراء و زمینداروں کو اپنے اپنے مستقر پر رخصت کرکے خود بدولت بھی جانب حیدرآباد کوچ فرما کر ۶ ذیحجہ ۱۰۸۱ھ (م ۲۴ اپریل ۱۷۶۸ء) روز یکشنبہ کو تالاب میر جملہ کے دروازے سے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہوئے۔

---

[1] یہ تفصیل ہم کو دفتر دوانی و مال وغیرہ کی ایک فرد سے معلوم ہوئی ہے جس سے اسناد کی اعادت جناب ناظم صاحب دفاتر مدکور نے ایسی عنایت سے دی ہے اس فرد میں علاوہ گورنر کے ہر ایک ممبر کونسل کیلئے بھیجے ہوئے تحائف کی تفصیل بھی موجود ہے

راجہ ناگپور پر مکرّر حملہ

راجہ ناگپور پر مکرر حملہ اور اسکی وجہ

بند گانعالی کے بلدہ واپس ہونے کے بعد ان کو مادھوراؤ اور رگھناتھ راؤ کی مہم میں شریک ہونا پڑا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ رگھناتھ راؤ شمال میں جاٹ کی مہم سے اور مادھوراؤ جنوب میں حیدر علیخاں کی مہم سے فراغت پاکر اپنے اپنے مستقر پر واپس ہوئے تو رگھناراؤ نے یہ ادعا کی کہ اس کو حکومت مہاراشٹر سے نصف پر حکمراں کیا جائے اور بقیہ نصف پر پیشوا مادھوراؤ قابض رہے جب مادھوراؤ نے اس سے انحراف کیا تو رگھناتھ راؤ نے اپنی فوج میں پندرہ ہزار آدمیوں کا اضافہ کیا اور داماجی گیکواڑ اور ہولکر کے دیوان گنگادھر ایشونت کے خدمات حاصل کئے اور جانوجی بھونسلہ نے بھی امداد کا وعدہ کیا لیکن اس کے صورت عمل میں آنے سے پہلے ہی مادھوراؤ نے بھاری فوج سے ۱۷۶۸ء (م ۲۴۔ محرم ۱۱۸۲ھ) کو دھوداپ کے میدان میں رگھناتھ راؤ پر ایک دم حملہ کردیا جس میں وہ (رگھناتھ راؤ) گرفتار ہوگیا۔ اس کو پونہ کے شنوار محل میں نظر بند کردیا گیا اس قید میں اس کو صرف اپنی بیوی اور متبنّیٰ امرت راؤ سے ملنے کی اجازت تھی اور محل سے نکلنے اور دیگر ملاقاتیوں سے بلا اجازت ملنے کی ممانعت اور اس کی نگرانی نانا پھڑنویس کے تفویض کی گئی اس طرح رگھناتھ راؤ پر قابو پا چکنے کے بعد جانوجی بھونسلہ کو بھی مطیع کرلینا مادھوراؤ کو لازم تھا

رگھناتھ راؤ کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر نظام علیخاں کی طرف سے مکن الدولہ ۹ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ (م ۲۳ اگست ۱۷۶۸ء) کو مادھو راؤ کے پاس روانہ ہوئے۔ حسب بیان شاہ تجلی اس وقت ان کے ہمراہ معقول فوج تھی اور انھوں نے جانوجی بھونسلہ کے مقابلہ میں مادھو راؤ کی رفاقت بھی کی چنانچہ کنکیڈ کے بیان کے موافق دونوں کی متفقہ فوجیں باسم اور کاربنجر کو جانے والی سڑک سے علاقہ برار میں داخل ہوئیں۔ جانوجی بھونسلہ ادھر سے اور ہرا ورا ادھر سے ادھر ممالک محروسہ سرکار عالی میں اودھم مچاتا رہا کئی گاؤں جلا دئے۔

صلح نامہ کاکوڑ کی تکمیل اور اسیس ریاست آصفیہ کے معاد سے مطلع ظہور

جب جانوجی بھونسلہ سنہ ۱۱۸۲ھ اس کثیر فوج کے باقاعدہ مقابلہ میں کامیابی کی توقع نہ پائی اور آوارہ گردی سے تھک گیا تو صلح کی خواہش کی جس پر ایک صلح نامہ ۲۳ مارچ ۱۷۶۹ء (م ۱۰ ذیقعدہ ۱۱۸۲ھ) کو بمقام کنکاپور تکمیل پایا جس میں حسب ذیل امور طے ہوئے۔

۱۔ جانوجی بھونسلہ اس تمام علاقہ سے دست بردار ہو جائے جو اس کو راکس بھون کی جنگ کی وجہ سے بدست آیا تھا۔

۲۔ اس کی فوجی قوت سپاہیوں کی ایک مخصوص تعداد تک محدود رہے جس میں بلا اجازت پیشوا اس کو اضافہ کا اختیار نہ ہوگا۔

۳۔ وہ نہ نظام علیخاں سے کوئی مراسلت کرے اور نہ مغلیہ شہنشاہ سے اور نہ انگریزوں سے اور نہ نواب اودھ سے۔

لہ نورک آصفیہ صفحہ ۱۸۸ و ۱۹۳۔

لہ ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل جلد دوم صفحہ ۹۴۔

۴۔ بطور ہرجانہ پانچ لاکھ روپیہ پیشوا کو پانچ قسطوں میں ادا کرے۔

اس صلح نامہ میں ایسے شرائط طے پائے جو صرف مادھوراؤ کے حق میں مفید تھے اس موقع پر رکن الدولہ گویا مادھوراؤ ہی کے نمائندہ تھے کہ انھوں نے اپنے مفید یا اپنی ریاست سے تعلق کوئی شرط نہ اس صلح کے وقت پیش کی اور نہ اس سے قبل تجدید اتحاد کے وقت مادھوراؤ سے کوئی معاہدہ کیا۔ اس صلح نامہ کی تکمیل کے وقت ان کو کم از کم اپنی ریاست کی اس پالیسی کا خیال رکھنا چاہیئے تھا جو مرہٹوں کے معاملات میں ابتک تھی یعنی یہ کہ وہ ہمیشہ ایک فریق کے مقابلہ میں دوسرے کی مدد کرنے میں اپنے فائدہ کو ملحوظ رکھتی تھی بہرحال رکن الدولہ کو نظام علیخاں اور ان کی ریاست سے جو کچھ دلچسپی اور ہمدردی تھی اس صلح نامہ اور اس کے شرائط سے بخوبی ظاہر ہے۔

رکن الدولہ جب مادھوراؤ کی طرف روانہ ہونے لگے تو راجہ رتن چند کالکا داس کو پیشکاری کی خدمت تفویض کرکے اپنا نائب بنایا۔ سپاہیوں کی ایک سال کی تنخواہ چڑھ گئی تھی اس لئے تمام سپاہی جلوخانہ خاص میں ہنگامہ آرا ہوئے اور جب راجہ رتن چند ان کی تشفی کی خاطر آنے لگے تو برسربازار ان کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور چاہتے تھے کہ ان کو پالکی ہی میں ختم کردیں لیکن اعتقاد الدولہ نے ایسے موقع میں ان کی حمایت کی معاملہ رفع دفع ہوگیا اس واقعہ سے متاثر ہوکر راجہ رتن چند نے چند جمعداروں کو اپنے موافق کرکے حضور میں فرد مطالبہ تنخواہ کے ساتھ اپنا یہ معروضہ پیش کیا کہ۔

"اگر[1] رکن الدولہ کی علیحدگی اور ان کی جگہ خدمت دیوانی پر میرا تقرر منظور

---

[1] نورک آصفیہ صفحہ ۱۹۳۔

فرمایا جائے تو میں سپاہیوں کی پوری تنخواہ ادا کرکے دس لاکھ روپے
بطور نذرانہ داخل خزانہ کرتا ہوں"۔

اس معروضہ پر بندگانعالی نے فرمایا کہ" اس کی تصدیق میں اُن اصحاب کی مہریں بھی اس پر ثبت ہوں جو اس امر میں تمہارے ساتھ متفق ہیں"، جس پر انھوں نے اپنے تمام متحدالخیال لوگوں کے دستخط و مہر لیکر فردِ مذکور ملاحظہ میں پیش کی بندگانعالی نے ابھی کوئی احکام نہیں دئے تھے کہ رکن الدولہ کی واپسی کی اطلاع ملی۔ جس کے ساتھ ہی ۱۸ ربیع الاول ۱۱۸۳ھ (۲۲ جولائی ۱۷۶۹ء) کو فتح دروازے سے بیرون شہر تشریف لیجا کر خود بدولت نے ان کا استقبال کیا اور خواصی بٹھلا کر ان کو دولت خانہ خاص میں لے آئے اور رتن چند کے افراد مطابات ان کو دئے اور فرمایا کہ" یہ تمھارے اعتمادی آدمی کا وثیقہ ہے"، رتن چند اور اُن کے بیٹے کانچند کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا۔ رکن الدولہ کے طرزِ عمل کے مقابلے میں نظام علیخاں کے اس حسن سلوک و حسن ظن سے یہ پایا جاتا ہے کہ انھوں (رکن الدولہ) نے اپنی لسانی حکمت عملی اور نمایش ظاہری سے بندگانعالی کو اپنی طرف سے بھلاوے میں ڈالدیا تھا۔ ورنہ وہ اعمال جو اب تک انھوں نے خود ریاست کے اور ریاست کے دُعاگویوں[1] کے حق میں کئے اس قابل نہ تھے کہ فروگزاشت کر دئے جاتے۔

---

[1] صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جب رکن الدولہ مادھوراؤ کی طرف جانے لگے تو انھوں نے اکبر اُن آں تمعاوا لعامی مواصعاب کو جو عہد آصف جاہ اول بلکہ عالمگیر اور مطب شاہیہ سلاطین کے زمانے سے سادات و عرباء و سوگاں پر بحال تھے صید کرکے حدید منصداروں پر بحال کیا۔ جس سے عوام میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ لیکن مدار المہام کے حوصلہ واثر سے ان ستم رسیدگان کی کوئی داد و فریاد کسی نے نہ سُنی (توزک آصفیہ ۱۹)۔

اواخر جمادی الاول ۱۱۸۳ھ (م اواخر ستمبر ۱۷۶۹ء) میں بندگانعالی گرگنٹہ روانہ ہوئے
وہاں کا زمیندار سرکش ہوکر اولئے مال واجبی میں تھاون کرتا تھا۔ ضابط جنگ ابراہیم بیگ خاں
دھونسہ نے بڑی خوبی سے صرف چند ہی روز میں اس مہم کو سر کرلیا۔ اس سے فارغ ہوکر گلبرگہ
روانہ ہوئے اور روضۂ مبارک پر فاتحہ پڑھا اور سجادے صاحب سے ملاقات کرکے کلیانی
کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ چندرسین کے بیٹے راجہ رامچندر کے زیر تصرف تھا جو کئی سال قبل
صلابت جنگ کے عہد کی اخیر جنگ میں (جو مرہٹوں کے ساتھ ہوئی تھی) ان کے سب سے
چھوٹے بھائی میر مغل علیخاں ناصر الملک کو درغلان کر پیشوا بالاجی راؤ کے پاس لیکر چلا گیا تھا۔
جس سے صلابت جنگ کا یا بہ الفاظ صحیح نظام علیخاں کا پلہ کمزور ہوگیا تھا۔ اگرچہ اس جنگ
سے واپس ہوتے وقت نظام علیخاں نے اس کے علاقہ کے موضع پچھلہ پر حملہ کیا تھا لیکن
اس کے لئے یہ کافی نہیں تھا اور اس کے بعد سے اب تک اس نے تلافی مافات کی کوشش بھی
نہیں کی اور نہ وہ بندگانعالی سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اعلیحضرت کو گرگنٹہ سے واپسی کے
وقت یہ موقع ملا کہ اس کو معقول سزا دیں۔ چنانچہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۸۳ھ (م ۵ مارچ ۱۷۷۰ء) کو اسے
گرفتار کرلیا گیا اور جب یہاں سے حیدرآباد واپس پہنچے تو اس کو قلعہ محمد نگر میں محبوس کردیا گیا
اس کا توپ خانہ اور ہاتھی اور دیگر اسباب وغیرہ ضبط کرلیا گیا۔ بیٹے کی گرفتاری کے بعد
اُس کی ماں نے قلعۂ کلیانی کے دروازے کو بند کرلیا اور چاہتی تھی کہ مقابلہ کرے۔ قلعہ کا
چند روز محاصرہ رہا آخر ۱۱ ذیحجہ ۱۱۸۳ھ (م ۲۵ اپریل ۱۷۷۰ء) کو رامچندر کی والدہ نے قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کیا
اور بندگانعالی نے ازراہِ نوازش مواضع بھالکی اور بھاتمرہ اُس پر بحال کرکے قلعۂ کلیانی پر

رکن الدولہ کے بھائی ارسلان جنگ کو قلعدار بنا دیا اور ہمناباد اور پچھلہ جو رامچند کی جاگیر میں تھے ضبط کر لئے۔ خود بدولت اس انتظام سے فارغ ہو کر نرمل کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہاں کے زمیندار گنگا راؤ تنبیہ کریں وہ قلعہ میں محفوظ ہو گیا دس بارہ روز جنگ رہی آخر بندگانعالی نے اس کو دوسرے علاقہ کی سرفرازی کی۔ جس پر اس نے قلعۂ نرمل کو خالی کر دیا۔ بندگانعالی نے ابراہیم بیگ ضابط جنگ کو ظفر الدولہ کے خطاب سے سرفراز کر کے قلعۂ مذکور معہ قصبہ جات متعلقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ جس کی مسرت میں ضابط جنگ نے بندگانعالی کی ضیافت کی اور ایک کشتی جواہر اور تین کشتی ملبوس خاص نذر کئے۔

بلدہ حسن آباد کا یا تخت وارد یا حانا ۱۲ر صفر ۱۱۸۴ھ م (۷ر جون ۱۷۷۰ء) کو اعلیحضرت نرمل سے برخاست ہو کر ۷ ارماہ مذکور کو حیدرآباد واپس تشریف لائے اور اس کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ دولت خانہ میں مختلف عمارتیں جیسے خواص پورہ خس خانہ وغیرہ تعمیر کرائیں۔ امراء و اعزاء نے بھی اپنے اپنے لئے بڑی بڑی حویلیاں اور عمدہ عمدہ باغ بنوائے صاحب تاریخ ظفرہ نے ان میں سے اکثر عمارتوں اور باغوں کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے خصوصاً ٹکسال کی آبادی کا ذکر اس نے کسی قدر تفصیل سے کیا ہے وہ کہتا ہے کہ چارکمان کا میدان سلاطین قطب شاہیہ کا جلوخانہ تھا تقریباً پینسٹھ سال سے یہاں کوئی بادشاہ فروکش نہیں ہوا تھا۔ یہاں کی شاہی عمارتیں کچھ تو جل گئی تھیں اور کچھ منہدم ہو گئی تھیں اسی کس مپرسی میں ان منہدمہ مکانات میں غریب غربا اور کچھ اہل حرفہ رہتے بستے تھے ایک دفعہ رکن الدولہ اور بعض مشیروں نے چوک کی ترتیب و درستی کے ذکر پر حضور میں عرض کی کہ صرافہ (ٹکسال) ہمیشہ لشکر کے ہمراہ

شہر کے باہر اترا کرتا ہے اور ہر سال رہائش کے لئے چھپروں کے بنانے میں زیر بار ہوتا رہتا ہے اگر اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) وغیرہ شہروں کی طرح یہاں بھی صرافہ شہر ہی میں آباد ہو جائے تو مناسب ہوگا کہ شہر کی خوشنمائی کے علاوہ ساہوکاروں کی خسارت و ہرج کا دفعیہ بھی ہوگا۔ چنانچہ چارکمان کی درمیانی جائے اس غرض کے لئے تجویز ہوئی۔ اور ماہ شعبان ۱۱۸۴ھ (نومبر ۱۷۷۰ء) میں ساکنین صرافہ نے چارمحل اور دادمحل کے درمیانی وسیع میدان میں اقامت اختیار کی اور انندی رام و کومانجی نایک و ہرلعل کانجھی وغیرہ ساہوکاروں نے اپنے اپنے مکانات کی بناڈالی۔ صاحب تاریخ ظفرہ نے اس صرافہ کی آبادی پر ایک قطعۂ تاریخ لکھا ہے جس کا مادہ یہ ہے ع۔ مقام سیم وزر دراں مکاں شد۔ ۱۱۸۴ھ

مار اسسعاء اور سنت باراں سے طغیانی ۱۱۸۵ھ کے موسم باراں میں بارش مطلق نہیں ہوئی بندگانِ خدا کی پریشانی پر نظر کرکے یکم جمادی الاول ۱۱۸۵ھ (۱۲ اگست ۱۷۷۱ء) کو فتح دروازے سے پاپیادہ ایک انبوہ عام کے ساتھ عیدگاہ جدید پہنچے اور نماز استسقاء مفتی عبدالقوی خاں کی امامت سے ادا کرکے بارانِ رحمت کے لئے دعا فرمائی دوسرے روز بھی اسی طرح عیدگاہ میں نماز ادا کی لیکن اس روز امامت سید غلام سرور خطیب مکہ مسجد نے کی آخر سترھویں ماہ مذکور کو بڑی زور کی بارش ہوئی جس سے رہُو دموسیٰ میں طغیانی ہوگئی جنوبی شہر پناہ کا ایک حصہ تخ و بنیاد سے اکھڑ گیا اور پل (قدیم) کے بازو کی دیوار بھی بہ گئی صاحب تاریخ ظفرہ کا بیان ہے کہ بارش[1] کی وجہ سے نرکھوڑہ اور پرگنہ حویلی محمد نگر کے پندرہ

---

[1] تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۶۴۔

تالاب ایک ساتھ ٹوٹے اور پانی دریا میں بڑھ بڑھ کر شہر کے اندر داخل ہوگیا اور پل کے اندر کی آبادی اور محلہ جات چارمحل، رکاب گنج، بادشاہی عاشورخانہ، چنپا دروازہ، دہلی دروازہ، مڑکی بازار، باغ شہسوار جنگ، بشیر پورہ، بہادر پورہ وغیرہ کو بہالیگئی۔ تقریباً بیس ہزار گھر اور دو ہزار آدمی نذر آب ہوئے اور دریا کے کنارے جو دیہات آباد تھے ان کی تباہی علیحدہ رہی

اس دریا کی ایسی ہی طغیانی ۱۳۲۶ھ (م ۱۹۰۸ء) میں ہمارے دیکھنے میں بھی آئی ہے جو ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مسلسل آٹھ روز کی بارش کے بعد غرہ رمضان ۱۳۲۶ھ کی (م ۲ر ڈسمبر ۱۹۰۸ء) آخر شب میں شہر پناہ پرانے پل کے پاس سے ٹوٹ گئی اور پانی اندرون شہر داخل ہوگیا جس سے اس دریا کے جنوبی کنارے کے اُن تمام محلوں کا ستھراؤ ہوگیا جن کا ذکر صاحب ظفرہ نے کیا ہے اور ان کے علاوہ موسیٰ صاحب قادری کی درگاہ، کوکا کی ٹٹی، پٹیلہ برج، گلاب سنگھ کی باؤلی، گھانسی بازار، پتھر گٹی، دیوان کی ڈیوڑھی، چھتہ، سالار جنگ کی بارہ دری، دارالشفا پھول باغ، چادر گھاٹ میں پانی کہیں قد آدم اور کہیں دو دو قد آدم سے بھی زیادہ تھا۔ پرانے پل، مسلم جنگ کے پل، افضل گنج کے پل اور چادر گھاٹ کے پل پر سے پانی بھالا بھالا گزر رہا تھا اور تقریباً سب پل بری طرح شکستہ ہوگئے تھے۔ پرانا پل البتہ زیادہ خراب نہیں ہوا تھا صرف اس کی بازو کی دیوار اور اس کے لداؤ پر کی مورم بہ گئی اور کمانیں رہ گئی تھیں۔

شمالی محلہ جات میں اُن محلوں کے سوائے جو دریا کے بالکل کنارے واقع تھے مستعد پورہ، کاغذی گوڑہ، دھول پیٹھ، چوڑی بازار، بیگم بازار، محبوب گنج، گولی گوڑہ، پتیلیوں کی باؤلی تک پانی پہنچ گیا تھا۔ افضل گنج اور جان اللہ شاہ کا تکیہ، اکبر جاہ بازار تو برابر پانی میں تھے،

ہزاروں مرد، عورت بچے ڈوب مرے اور ہزاروں ہی آدمی بہ گئے ہزار ہا مکان بہ گئے اور ہزار ہا گھر بیٹھ گئے۔ بہت سارے لوگ افضل گنج کی مسجد، کوٹھی زینانہ ہاسپٹل اور مختلف درختوں پر پناہ لیکر بچ گئے یہ طغیانی بمشکل ایک روز رہی جب دوسرے روز پانی کم ہوا۔ جابجا مکانوں کے ڈھیر نظر آتے تھے اکثر مکانوں کے ڈھیروں میں آدمی دب کر مر گئے تھے۔ ایک مکان کا اثاثہ بہ بہا کر دوسری جگہ پہنچ گیا تھا اس طرح سینکڑوں آدمی اپنے مال و دولت سے محروم ہو گئے اس طغیانی کے بعد ایک عرصہ تک لوگوں کے دلوں میں اس کی دہشت ایسی بیٹھی کہ "ندی آئی" کی ہلکی سی ہنکار پر لوگ اُٹھ بھاگتے تھے۔ یہ غفراں مکان نواب میر محبوب علیخاں کے عہد کا واقعہ ہے اعلیحضرت مرحوم نے طغیانی زدہ اصحاب کے لئے فوری طور پر امداد کے انتظامات و احکام صادر فرمائے اور ایک کمیٹی فلڈ ریلیف کمیٹی کے نام سے قایم کی منجانب سرکار ایک عرصہ تک ان کے خورد و نوش کا انتظام مختلف مرکزی مقامات پر ہوتا رہا اُن مصیبت زدہ لوگوں کے لئے رقمیں عطا کی گئیں جن کے مکانات نذر طغیانی ہوئے تھے اور جو اتنے مالدار نہیں تھے کہ پھر ان کی تعمیر بذات خود کر سکتے۔ بہر حال اس فلڈ ریلیف کمیٹی نے بڑی مستعدی اور ہمدردی سے مصیبت زدوں کی امداد کی ان وقتیہ انتظامات کے بعد ہی ایک کمیٹی انسداد طغیانی کی غرض سے قایم ہوئی۔ جس نے اسباب طغیانی پر غور کر کے رُودہائے موسیٰ اور سَاکل میں سے ہر ایک پر ایک بند تیار کر کے خزانۂ آب تعمیر کرنے کی تجویز قرار دی۔ اس تجویز کو صورت عمل میں لاکر تکمیل کو پہنچانے کا سہرا ہمارے اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ کے فرق مبارک پر رہا۔ خود بدولت نے بعد تکمیل کار اُن دونوں خزانہ ہائے

آب میں سے ایک کو اپنے نام نامی پر "عثمان ساگر" اور دوسرے کو اپنے بڑے صاحبزادے ولیعہد والاشان اعظم جاہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر طال اللہ عمرہ کے اسم گرامی پر حمایت ساگر سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشہ اس زمانہ میں پرندوں اور چار پایہ جانوروں کو لڑانے کا دستور تھا نظام علیخاں کے بڑے بھائی ناصر جنگ شہید کو کھلگے لڑانے کا بہت شوق تھا وہ بڑے شوق سے ان کو پالتے تھے اسی بنا پر عظیم الجثہ آدمی کے لئے ناصر جنگ کا ہیلا، کا محاورہ زباں زد ہوا ہے اس میں شک نہیں کہ جانوروں کے لڑانے کے تماشے میں آدمی کے جذبات جنگ مشتعل ہوتے ہیں اور ایسا آدمی جو اس میں دلچسپی رکھتا ہے ہر وقت جنگ و جدل پر مستعد و آمادہ رہتا ہے لیکن بے زبان جانوروں کو آپس میں لڑا کر تماشہ دیکھنا بے رحمی ضرور ہے اسی بے رحمی پر نظر رکھ کر ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخاں بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ نے ذریعہ فرمان مبارک اس کی ممانعت فرمائی ہے جس کے بعد سے اس کا رواج قطعاً موقوف ہوگیا۔ جانوروں کی لڑائیوں میں ہاتھیوں کی لڑائی بھی قابل دید ہوتی ہے اس تماشہ کو نظام علیخاں نے کئی بار ملاحظہ کیا ہے چنانچہ ایک دفعہ شکر ہی میں دیکھا۔ دوسری دفعہ نئی باغ (واقع گوشہ محل) میں تیسری مرتبہ میر جملہ کے تالاب میں ۱۱۷۵ھ میں مکرر نئی باغ کے میدان میں ہاتھیوں کی جنگ قرار پائی گوشہ محل کے اطراف پہرہ چوکی بٹھا دی گئی۔ خود بدولت معہ محلات حیدر محل (جو گوشہ محل کے باغ میں واقع تھا) میں رونق افروز ہوئے صاحبزادہ عالیجاہ، رکن الدولہ، اور دیگر امراء بھی حاضر تھے اور اطراف دور دور تک تماشہ بین جمع تھے

ہاتھیوں کے لڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک میدان میں مٹی کی ایک دیوار بیس گز طویل اور دو گز بلند کھینچتے ہیں اور اس کے دونوں طرف سے دونوں لڑنے والے ہاتھیوں کو اس طرح ملا دیتے ہیں کہ دیوار حد فاصل رہے اس کے ساتھ ہی ہر ایک ہاتھی سُونڈ میں سُونڈ ملا کر زور کرنے لگتا ہے جب ایک کا زور غالب آجاتا ہے تو دوسرے کے پاؤں زمین سے اکھڑ جاتے ہیں اور جب اس پر مجبوری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو چرخیوں اور نیزوں سے ان ہاتھیوں کو علٰحدہ کر دیتے ہیں اس جنگ کے موقع پر بندگانعالی نے تین چار جوڑ ہاتھیوں کی لڑائی کا ملاحظہ فرمایا جن میں سرکاری ہاتھی بھی تھے اور رکن الدولہ اور محی الدین صاحب اور راجہ جگدیو کے بھی تھے۔ تماشہ ختم ہونے پر بندگانعالی ہاتھیوں کو لڑانے والے فیلبانوں کو انعام واکرام دیکر شام شام کو دولت خانہ واپس آئے۔

رکن الدولہ کی روانگی پونہ کو

غرۂ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ (م ۵ رفبروری ۱۷۷۲ء) کو رکن الدولہ خفیہ طور پر بعض امور کے طے کرنے کے لئے جن کا اظہار نہ صاحب توزک آصفیہ نے کیا ہے اور نہ کسی اور مورخ نے پونہ روانہ ہوئے۔ اس زمانہ میں پیشوا مادھو راؤ کے سخت علیل ہونے سے رگھناتھ راؤ کا جو اس زمانہ میں نظر بند تھا) قایم مقامی کا خیال ترقی کر گیا۔ اور اس نے حیدر علیخاں اور نظام علیخاں سے ریشہ[1] دوانی شروع کر دی چونکہ یہ وہی زمانہ تھا جبکہ رکن الدولہ یہاں سے روانہ ہوئے تھے اس لئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ اس وقت اُن کا جانا اسی مسئلہ میں حصہ لینے کی غرض سے تھا۔ بہرحال وہ دو مہینے انیس روز کے بعد واپس آئے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ اول۔

بند گانغالی نے پرانے پل کے باہر تک جاکر ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنی خواصی میں بٹھا کر لے آئے۔

مادھو راؤ کے بعد ماراین راؤ کا سنواسنا اور رگھناتھ راؤ کی سارس سے مارا جانا

مادھو راؤ پیشوا نے اپنے مرض الموت میں اپنے بھائی نارائن راؤ کو اپنا قایم مقام کیا اور چونکہ وہ ابھی کم سن تھا اس لئے اپنے چچا رگھناتھ راؤ کو قید سے رہا کر کے اپنے بھائی کا ولی بنایا۔ نارائن راؤ نے پیشوا رگھناتھ راؤ کی ولایت تسلیم نہ کی اور اس کو قید کر دیا۔ جس سے وہ اس کا سخت مخالف ہو گیا لیکن قید کی وجہ سے اس کا بس نہیں چلتا تھا یہاں تک کہ جانوجی بھونسلہ کے انتقال پر اس کا متبنیٰ رگھوجی بھونسلہ (جو جانوجی کے بھائی مدھوجی بھونسلہ کا صلبی فرزند تھا) قایم مقام ہوا اور اس کی نابالغی کی وجہ سے اس کی ولایت کے دعویدار جانوجی کے دونوں بھائی (ساباجی اور مدھوجی) ہوے۔ نارائن راؤ پیشوا رگھوجی کی ولایت کے مسئلہ میں ساباجی کا طرفدار ہو گیا تو مدھوجی نے رگھناتھ راؤ کی تائید حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور اپنے وکلاء کو رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجا لیکن وہ قید میں تھا اس لئے ان وکلاء نے اس کی زوجہ انندی بائی سے اس کو قید سے نکالکر پیشوا بنانے کی لئے سازش کر لی۔ اور گاڑدیوں کی فوج کے سرداروں (سومر سنگھ، کھڑک سنگھ اور محمد یوسف) کو فراہم کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ گاڑدیوں[1] کے سردار سومر سنگھ کو رگھناتھ راؤ نے ایک خط لکھا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ نارائن راؤ کو گرفتار کر لے تو رگھناتھ راؤ ان کی فوج میں نو لاکھ روپے

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۴۔

تقسیم کردیگا۔ اس خط[1] میں رگھناتھ راؤ کی بیوی نے موقع پاکر "گرفتار کرلے" کے عوض "مار ڈالے" بنادیا۔ جس پر گاردیوں کا کمنداں اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ ۱۳ شعبان ۱۱۸۷ھ (م ۳۰۔ اکتوبر ۱۷۷۳ء) کو شنوار محل پہنچا اور وہاں کی متعینہ فوج کے ساتھ متفق ہوکر محل کے اندر گھس گیا۔ جس کے ایک حصہ میں پیشوا رہتا تھا اور دوسرے میں رگھناتھ راؤ نظر بند تھا۔ جب یہ فوج نارایں راؤ کے پاس پہنچی تو دفع کر رگھناتھ راؤ کے پاس پہنچ گیا گاردیوں نے اس کو وہاں بھی نہ چھوڑا رگھناتھ راؤ کے پاس سے کھینچ کر اس کو قتل کر ڈالا اور رگھناتھ راؤ کو پیشوا بنادیا۔

رگھناتھ راؤ پیشوا کا ممالک محروسہ پر حملہ نظام علیخاں چونکہ مادھوراؤ کے انتقال کے بعد نارایں راؤ پیشوا کے ساتھ متحد ہوگئے تھے اس لئے وہ بھونسلہ ریاست کے معاملہ میں اسی فریق کے طرفدار ہوگئے۔ جس کی نارایں راؤ جنبہ داری کر رہے تھے رگھناتھ راؤ مدھوجی کا طرفدار تھا اس لئے پیشوا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے ساباجی اور نظام علیخاں سے مقابلہ کرنے کا تہیہ کرکے اواسط ماہ نومبر ۱۷۷۳ء (م رمضان ۱۱۸۷ھ) میں ممالک محروسہ میں داخل ہوگیا نارایں راؤ کے قتل کی اطلاع جب نظام علیخاں کو ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تیار ہوکر حیدرآباد سے نکلے اور ۲۴ شعبان ۱۱۸۷ھ (م ۱۰۔ نومبر ۱۷۷۳ء) کو موکھیڑ[2] پہنچے۔ اوائل ماہ رمضان ۱۱۸۷ھ

---

[1] نارایں راؤ کے قتل سے رگھناتھ راؤ کو بری الذمہ کرنے کی سبب جو توجیہ کہ خط میں جعل کرنے کی پیش کی گئی ہے وہ قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ جب یہ مسلم ہے کہ وہ خط رگھناتھ راؤ ہی کا ہے تو اس کی یہ تحریک کہ نارایں راؤ کو گرفتار کرلیا جائے کب راستی پر مبنی ہے اور جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی زوجہ نے یہ جعل کیا ہے تو اس کا بانی مبانی رگھناتھ راؤ ہی کو قرار دینے میں تامل نہیں ہوسکتا۔

[2] صاحب تاریخ آصفی نے اس موضع کا نام موکلہ لکھا ہے۔

میں رگھناتھ راؤ کی افواج سے مقابلے شروع ہوئے صاحب مآثر آصفی نے صفوف جنگ کی جو ترتیب بتائی ہے نقشہ کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

نقشہ صف ہائے جنگ بیدر ۱۱۸۰ھ بحوالہ مآثر آصفی

ہراول

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خان (دھونسہ)

مابین میمنہ	ایلچی	مابین میسرہ
مہاراؤ	صمصام الملک	گوپال سنگھ بندیلہ الا
برنغار	قول	جرنغار
رکن الدولہ	نظام علیخاں	شرف الدولہ برادر رکن الدولہ
نرپت سنگھ		بالاجی کیشو

چنداول

حشمت جنگ برادر زادہ رکن الدولہ

اس نقشے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں بندگانعالی بذات خود موجود تھے لیکن صاحب تزک آصفیہ بیان کرتا ہے کہ صرف ایک روز اعلیحضرت حوضۂ آہنی میں سوار ہوکر شریک جنگ ہوئے اور توپ خانہ اور بان اندازی پر ثابت جنگ (برادر ابراہیم بیگ دھونسہ) کی کمان تھی۔ جن کی کمک پر امیر بیگ خاں اور فتح خاں مامور تھے۔ اور صاحب مآثر آصفی کے بیان کے بموجب ثابت جنگ کی مدد پر جانب راست مہاراؤ اور راؤ رستھمبانیا کر تھے اور جانب چپ گوپال سنگھ قندھار والا اور جب اس نے تفصیل سے جنگ کا نقشہ بتادیا ہے تو ہم اس کے قول کی تردید کی کوئی وجہ نہیں پاتے یہ ممکن ہے کہ امیر بیگ خاں اور

فتح خاں راؤ رنبھا اور گوپال سنگھ کے ماتحتین سے ہوں جن کو صاحب تورک آصفیہ نے اپنی ثنا سائی کی بناء پر قابل ذکر تصور کیا۔

صاحب مآثر آصفی کہتا ہے کہ بندگانعالی اپنی فوج کے ساتھ ۳ رمضان ۱۱۸۶ھ (م ۱۸ نومبر ۱۷۷۲ء) کو سواد قلعہ بیدر میں قیام پذیر ہوئے اس وقت ان کی سوار و پیادہ فوج تخمیناً پچیس ہزار تھی اور پیشوا کی فوج دو چند سے بھی زیادہ۔ ۴ رمضان کو خفیف سا مقابلہ ہوا جس میں طرفین کے چند آدمی کام آئے۔

شاہ بجلی کا خواب اور اس کی تعبیر | اس جنگ کے دوران میں شاہ تجلی اپنے ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک فوج دیکھی جو دیکھتے کے دیکھتے ایک بڑے نقارخانے کے پاس پہنچ گئی اور اس کو منہدم کرکے زمین کے برابر کردیا۔ شاہ صاحب نے اس کے متعلق ایک شخص سے پوچھا کہ یہ فوج کس کی ہے اور یہ نقارخانہ کس کا؟ اُس نے کہا کہ یہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی فوج ہے نظام علیخاں کی مدد کو آئی ہے اور یہ نقارخانہ راگھو (رگھناتھ راؤ) کا ہے اس خواب کی تعبیر یہ دیگئی کہ رگھناتھ راؤ پر اب فتح حاصل ہوجائیگی شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کچھ ہی عرصہ میں رگھناتھ راؤ نے ایسی ہزیمت پائی کہ اس کے پڑاؤ میں پھر کبھی نوبت نوازی نہ ہوئی اور چار و ناچار ۲۲ رمضان ۱۱۸۶ھ (م ۷ ڈسمبر ۱۷۷۲ء) کو ڈھونڈو رام کی شرکت سے درخواست صلح و اطاعت پیش کرکے رکن الدولہ سے ملنے کی خواہش کی۔ ۲۳ رمضان کو بندگانعالی نے

لہ تورک آصفیہ صفحہ ۲۲۲۔

رکن الدولہ، وقار الدولہ، ڈھونڈو رام درکشن راؤ کو اس کی ملاقات کے لئے روانہ فرمایا جن کا استقبال رگھناتھ راؤ کے متبنیٰ (امرت راؤ) نے کیا اور سوال جواب کے بعد ایک زنجیر فیل اور دو راس گھوڑے اور سرپیچ مرصع اور دو کشتی ملبوسات رگھناتھ راؤ کو روانہ کئے اور دوسرے روز خود بدولت اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے رگھناتھ راؤ اور نظام علیخاں کی ملاقات دونوں لشکروں کے درمیاں ہوئی جہاں سے دونوں مل کر رگھناتھ راؤ کے ڈیرے میں گئے ضیافت کے بعد اس نے سرپیچ مرصع جیغہ کنٹھی مالا با سلک مروارید اعلیٰ اور تین کشتی ملبوسات نذر کئے اور ایک پہر کے بعد بندگانعالی وہاں سے واپس تشریف لائے ان واقعات کے خلاف کنکیڈ کہتا ہے کہ اس جنگ میں نظام علیخاں کو شکست ہوی اور وہ قلعہ بیدر میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہوے جس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کے بعد بندگانعالی نے صلح کی خواہش کی اور بیس لاکھ محاصل سالانہ کا علاقہ رگھناتھ راؤ کو پیش کیا جس نے اس کے لینے سے انکار کر دیا یہی مورخ چٹنیس بکھر (اخبارات مرہٹہ) کے صفحہ (۴۰) کے حوالے سے لکھتا ہے کہ :-

"نظام علیخاں[1] نے مہلت جنگ لی اور ایک ایسا عمل اختیار کیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے فریق مقابل کے خصائل کا کتنا صحیح مطالعہ کیا تھا۔ اپنے علاقہ کے دیگر عہدہ داروں کو مطلع کئے بغیر نظام علیخاں صرف دو سو سپاہیوں اور دیوان رکن الدولہ کے ساتھ

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹا پیپل حصہ سوم صفحہ ۱۰۷۔

مرہٹہ پڑاو میں رگھناتھ راؤ کے ڈیرے تک پہنچ گئے جس نے بہت
اخلاق سے آگے بڑھ کر ان کو لیا اور اپنے ڈیرے میں لے گیا۔
وہاں نظام نے اپنے گلے کا زیور، تلوار اور سپر نکال کر رگھناتھ راؤ
کے پاؤں پر ڈال دیا اور اس سے درخواست یہ کی کہ اپنے مقبوضات
میں سے جن کی اُس کو ضرورت ہو لے لے۔ رگھناتھ راؤ کے قوائے تمکنت
وفیاضی حرکت میں آئے اور بیوقوفی سے اُس نے نظام کو اُن کے
زیور اور ہتھیار واپس دیدئے اور کسی معاوضہ صُلح کے لینے سے
انکار کر دیا اور مزید برآں اس نے نظام کو خلعتیں دیں اور کئی
ضیافتیں کیں اپنی کمزوریٔ طبع سے رگھناتھ راؤ نے تحفے وانعامات
ہی نہیں دئے بلکہ اخراجات جنگ بھی چھوڑ دئے اور نظام کو
وداع کر کے آپ جنوب میں کرناٹک کو روانہ ہوا۔"

صاحب مآثر آصفی نے اس جنگ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے مگر وہ اس کے متعلق صراحتاً
کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس کی عبارت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ البتہ نکالا جا سکتا ہے کہ
نظام علیخاں کو اس جنگ میں شکست ہوئی لیکن یہ ہرگز باور نہیں کیا جا سکتا کہ بندگانعالی نے
اس موقع پر رگھناتھ راؤ سے مل کر اپنے زیورات اور ہتھیار اس کے پاؤں پر ڈال دئے
اس مؤرخ نے صلح کی نسبت جو کچھ توجیہ منجانب رگھناتھ راؤ پیش کی ہے اس سے اس امر کی
تائید ہوتی ہے کہ نظام علیخاں نہ اس قلیل مدت میں جنگ ومحاصرہ سے پُر دل ہو سکتے تھے

اور نہ صلح کرنے پر مجبور۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ساباجی بھونسلہ رگھناتھ راؤ کے علاقہ میں داخل ہوکر مواضع کو تباہ و برباد کرنے لگا اس وجہ سے رگھناتھ راؤ اپنے علاقہ میں جلد واپس ہونے کیلئے اپنے حرکات و سکنات سے نادم ہوکر بندگانعالی سے خواستگار معافی ہوا۔ اس مورخ نے اس صلح کی نسبت اور نظام علیخاں کے رگھناتھ راؤ کے پاس جانے اور ان کی ضیافت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہاں لفظ بلفظ نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے :۔

"چوں[1] ملک مقبوضہ غنیم از فوج ساباجی بھونسلہ رو بخرابی نہاد و بندوبست آں طرف بعود ناکامی بمقہور ضرورشد از حرکات و سکنات باطلہ عرق خجالت بر روئے روزگار خود آوردہ دست معذرت بدامن آمرزش زد بندگانعالی را از آنجا کہ ہمت والا غدر پزیرد نظر بر رفاہ عالم است بہ پذیرائی عرض آں مخذول بیت وسوم (ماہ رمضان) رکن الدولہ را بہ پیش او برائے تسکین شوریدہ خاطر فرستادند و کاغذ ملک دوازدہ ملک روپیہ نوشتہ حوالہ کردند چوں عہود و مواثیق از طرفین استحکام گرفت و سعادت اندوزی او بیار ملازمت تصمیم یافت مدالمہام را خلعت پنج پارچہ و یک اسپ و یک زنجیر فیل دادہ مرخص گردانیدہ۔ بیست و چہارم ماہ منہا خود بدولت و اقبال بکمال مراتب حزم و ہوشیاری بمکانے کہ

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۷۷۔

مابین ہر دو لشکر مقرر شدہ تشریف بردہ بہ آب مراحم و عنایات
بے پایاں غبار ندامت از چہرۂ حال او شستند و از آنجا بہ حسب
استمالت او بفرودگاہش متصل خانہ پور ظل عکرمت و امتنان گستردہ
تا یکپاس بشوکت و ابہت اجلاس فرمودند بعد از آں کہ طعام ضیافت
او بہ تناول مبارک درآمد و او از خوان نوازش وارتھان ذلہ چین
شدہ پیشکش از دہ پارچہ و دو اسپ و دو فیل وغیرہ با کاغذ ملک
دوازدہ لک روپیہ کہ مدار المہام رسانیدہ بود واپس نذر والا گزانید
برخاست نمودہ بہ بارگاہ عالی مراجعت نمودند۔"

اس بیان کے بموجب نظام علیخاں نے رکن الدولہ کو بارہ لاکھ محاصل کے ملک کی گذاشت دیکر رگھناتھ راؤ کے پاس روانہ کیا اور اس کاغذ کی روانگی کے دوسرے روز خود بدولت نے رگھناتھ راؤ سے ملاقات کی جس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس صلح کو رگھنا راؤ نے اس امر پر معلق رکھا کہ وہ (نظام علیخاں) بذات خود آکر بالمشافہ اس سے صلح کی خواہش کریں اور جب بندگانعالی اس غرض کے لئے دوسرے روز اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے ان کی ضیافت کی اور واپسی کے وقت اس کاغذ گذاشت کو بھی واپس کردیا جو ایک روز قبل نظام علیخاں نے اپنے دیوان کے ہاتھ روانہ کیا تھا اور اپنی طرف سے ملبوسات و تحائف بھی پیش کئے۔ شاہ تجلی کا بیان ہے کہ اس صلح کی حسن سعی کے سلسلے میں بندگانعالی نے رکن الدولہ کو ایک قیمتی پرپیچ مرصع اور دو لڑ مروارید مرحمت فرمائے۔

صلح کے دوسرے روز یعنے ۲۶ رمضان کو رگھناتھ راؤ نے میدان جنگ سے مراجعت کی اور ۲۷ رمضان کو خود بدولت جانب گلبرگہ روانہ ہوے اور محلات مبارک کو حیدرآباد سے لانے کے لئے زبردست خان اور داور جنگ کو روانہ فرمایا۔ ہمناباد کی منزل میں ۱۵ شوال کو محلات مبارک نے شرف قدمبوسی حاصل کیا ۱۸ شوال کو گلبرگہ پہنچ کر زیارت درگاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز اور سجادہ صاحب درگاہ سے ملاقات کی غرۂ ذیقعدہ کو قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور ۷ ذیقعدہ کو وہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوے اس سفر میں مودھاجی بھونسلہ کے کارپرداز شنکراجی گھوڑپڑہ سے مقابلہ ہوگیا۔ جو اس غرض سے ایک مختصر سی فوج کے ساتھ نکلا تھا کہ اس مضافات میں تحصیل محاصل کرے مقابلہ میں اس کو شکست ہوگئی اور بہت کچھ مال و اسباب بندگانعالی کی افواج کے قبض و تصرف میں آیا

مارا ئن راؤ کے قتل کے انتقام میں نظام علیخاں کی شرکت

اس جنگ سے فارغ ہوکر جب بندگانعالی دریائے بھیما کے کنارے فروکش ہوے تو امیرالامراء بسالت جنگ نے شرف ملازمت حاصل کی جن کی تشریف آوری کی تقریب میں کچھ دن جشن ہائے عیش و نشاط گرم رہے ان کو رخصت کرکے ۷ ذیحجہ کو اس مقام سے خود بدولت نے بھی کوچ فرمایا۔

سابقہ جنگ میں چونکہ نظام علیخاں اور رگھناتھ راؤ کے مابین صلح ہوگئی تھی اس لئے سرداران مرہٹہ کو یہ فکر تھی کہ اس سے نارائن راؤ پیشوا کے قتل کا بدلہ لینا ناممکن ہوجائیگا اس لئے ساباجی بھونسلہ اور ترمک ماما نے سابقہ طرفداری کے اعادہ کے لئے نظام علیخاں سے درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست پذیرا ہوئی لیکن یہ پذیرائی ابھی کوئی عملی صورت

میں نہیں آئی تھی کہ امیر الامراء بسالت جنگ کے فرزند ذوالفقار الدولہ[1] جہابت جنگ کو رگھناتھ راؤ نے گرفتار کر لیا۔ جس پر بندگانعالی کو کھلم کھلا مقابلہ کے لئے موقع مل گیا چنانچہ خود بدولت نے ظفر الدولہ اور داور جنگ، بالاجی کیشو راجہ تربیت سنگھ و رستم راؤ پانڈھرہ کو اس غرض کے لئے مامور کر کے آپ اورنگ آباد روانہ ہوئے اور درگاہ قلیخاں سالار جنگ کے باغ (واقع اورنگ آباد) میں قیام فرمایا۔ چار روز بعد وہاں سے نکل کر ۲۳ صفر ۱۱۸۷ھ (م ۱۶ مئے ۱۷۷۳ء) کو برہان پور پہنچے۔ یہاں ساباجی بھونسلہ اور ہریرام بھڑکیہ شرف اندوز ملازمت ہوئے اور رگھناتھ راؤ کے تعاقب کی نسبت قرارداد ہوی جس کے بعد نظام علیخاں نے عنان عزیمت اورنگ آباد کی طرف منعطف فرمائی۔

اس کے بعد قلیل ہی عرصہ میں یہ اطلاع ملی کہ رگھناتھ راؤ، ہلکر اور سندھیہ کے ساتھ متحد ہو کر ممالک محروسہ پر حملہ کی غرض سے صوبہ خاندیس میں اُتر آیا ہے جس کے ساتھ ہی بندگانعالی (۱۵۔ رمضان ۱۱۸۸ھ م ۱۹۔ ستمبر ۱۷۷۴ء) اورنگ آباد سے نکلے اور بغیر کسی جنگ کے صوبہ خاندیس میں سے ہوتے ہوئے (۵۔ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ م ۷۔ جنوری ۱۷۷۵ء) برہان پور پہنچے اس زمانہ میں مودھاجی بھونسلہ اپنی ولایت کے لئے ساباجی بھونسلہ کے خلاف کوشش کر رہا تھا اور چونکہ نظام علیخاں خود ساباجی بھونسلہ کے طرفدار تھے اس لئے وہ ان کے خلاف تھا جس کے مقابلہ کے لئے نظام علیخاں نے ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خان دھونسہ کو مقرر کیا تھا اور

---

[1] اپنے والد سے اجازت لیکر بندگانعالی کی دعوسی کے لئے مختصر سے تحفے کے ساتھ اودھوی سے نکلے تھے کہ رگھناتھ راؤ نے اپنی بھاری فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کیا۔ جس پر یہ قریب کی ایک گڈھی میں متحصن ہو گئے لیکن وہ رگھناتھ راؤ کے توپخانہ کی گولہ باری کہاں تک تاب لا سکتے تھے آخر شکست ہو گئی اور جہابت جنگ رگھناتھ راؤ کے ہاتھ میں آ گئے۔ جو آخر ۲۹ ربیع الثانی ۱۱۸۸ھ کو رگھناتھ راؤ کے پاس سے نکل کر حضور میں دولتمند ہوئے۔

اور کچھ فاصلے پر خود آپ بھی ان کی مدد پر رہتے تھے اواخر ماہ صفر ۱۱۸۹ھ (اواخر اپریل ۱۷۷۵ء) میں ظفرالدولہ اور مودھاجی کے مابین ایک شدید جنگ ہوی جسمیں اس کا ایک سردار ایشونت راؤ فرار ہوگیا اور ایک سردار گوبند راؤ زخمی ہوکر گرفتار ہوا اس کے بعد ظفرالدولہ نے قلعہ نبیرا کا محاصرہ کیا جو مودھاجی کے تصرف میں چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے مصری خاں اور حسینی بیگ اس کی حفاظت پر مامور تھے حاربین نے تاب مقابلہ نہ لاکر تین روز کی مہلت مانگی جس کے بعد قلعہ اولیائے دولت کے سپرد کر دیا گیا۔

قتل دیوان رُکن الدّولہ

قلعہ نیرا پر قبضہ ہوگیا تو بندگان عالی معہ خدم وحشم یہاں تشریف لائے اس منزل میں ابراہیم خاں جمعدار کے رسالۂ احشام کے ایک سپاہی موسوم بہ فیضو نے رکن الدولہ کو حضوری خیمہ میں قتل کر دیا۔ اس قتل کے کئی وجوہ بیان کئے جاتے ہیں جن میں تقریباً ہر ایک بندگانعالی یا اُن کے محلات سے وابستہ ہے جس سے یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ انہیں کے ایماء سے اس کا وقوع ہوا۔ لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا نظام علیخاں اور رکن الدولہ کے مابین کوئی سوءظنی بھی ہوی تھی یا نہیں اگر ہوی تھی تو اس کے کیا وجوہ تھے اور تدریجی طور پر اس کا کیا اثر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں ہم کو سب سے پہلے نظام علیخاں کے صاحبزادے فریدون جاہ[1] کے ذریعہ ایک واقعہ کا علم ہوتا ہے جس سے اس کی ابتدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ

---

[1] یہ واقعہ فریدوں جاہ نے اپنی تصنیفات فوصاف سحابی میں بیان کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے ۔

"حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ وبب گولکنڈہ عالیزجریزہ تیار کماندہ حضرت عمران مآب راسوار شدہ ہمراہ بردہ جاہا استادند وو مگر محلات ہم رفت حضرت مدیوانخانہ فرود آمدہ محل رونق افراستند علام می خاں تہسوار جنگ مردسی المدہ بقتوی خاں لودو پیر موسیٰ خاں رکن الدولہ ومحمد عوث خاں سیف الدولہ کہ بخلاف آباو اجداد خود در صحبت سیعیاں تشیع ستدہ بودند ار عمر مدہب بہ تہسوار جنگ خصومے مدلی داستند بہ دیوانخانہ باہم ادکار مدہب برآوردند سہسوار جنگ دست بقصہ شد مصل خر بھور رسد عتابانہ رکن الدولہ وسیف الدولہ حکم شد کہ مس ستہ جماعتم از آباواجداد حوس کہ ہمہ خلق می دانند بس اگر مرمی ار نوکری ایں خاندان مداستہ باشید بخوانید ہر جا کہ بخوانید بروید واز دیوانخانۂ من مدد آئید وبہ تہسوار جنگ سلامت حکم شد کہ اگر شما را حتی گفتگو سوار است بدرسر بروید بانخانۂ خود۔ ایں دیوانخانۂ رئیس است نہ جائے قتل وقال"۔

نظام علیخاں کی والدہ کے حکم پر قلعۂ گولکنڈہ کے قریب بندی میں خربزہ کی کاشت کی گئی تھی جس کے تیار ہونے کے بعد والدہ کی فرمایش پر بندگانِ عالی معہ خدم و حشم وہاں بنفسِ نفیس تشریف فرما ہوئے حضور ہمرکاب امراء کو باہر بھیجوڑ کر محلات میں رونق افروز ہوئے دیوانخانہ میں غلام نبی خاں شہسوار جنگ (سنی المذہب مثنوی خوان) تھے اور میر موسیٰ خان رکن الدولہ، اور محمد غوث خاں سیف الدولہ جو اپنے آبا و اجداد کے برخلاف صحبت اہل تشیع میں شیعہ ہو گئے تھے ان دونوں نے شہسوار جنگ سے مذہبی مباحثہ شروع کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ شہسوار جنگ دست بقبضہ ہو گئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو ہوئی تو وہ باہر آئے اور رکن الدولہ و سیف الدولہ سے بطور عتاب فرمایا کہ :۔

"تمام خلق آگاہ ہے کہ میں اپنے آبا و اجداد سے سنّت جماعت ہوں پس اگر اس خاندان کی نوکری پر راضی نہ ہو تو میرے دیوانخانہ سے نکل جاؤ اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔"

اور شہسوار جنگ کو حکم ہوا کہ :۔

"اگر ایسے مباحثے کرنا ہو تو مدرسہ جاؤ یا اپنے گھر۔ یہ دیوانخانہ رئیس ہے نہ جائے قیل و قال۔"

اس واقعہ سے قطع نظر کر کے اگر رکن الدولہ کے طرزِ عمل پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بہ حیثیت مدار المہامی انھوں نے عہدہ داران سرکار عالی کا ایک بڑا جتھا اپنے موافق کر لیا تھا اور فوج کے بڑے بڑے عہدے اپنے ہی اقربا، اور ہوا خواہوں کو دیئے تھے

اور یہی عہدہ دار ہر مہم میں سربراہ کار ہوتے تھے باوجود اس کے مرہٹوں کے مقابلہ میں تقریباً ہر وقت نظام علیخاں کی ناکامی سے یہ امر مستنبط ہوتا ہے کہ وہ حکمت عملی سے خود بدولت کی طاقت و اثر کو متاثر کر رہے تھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس طرز عمل سے اپنی کامیابی کو وہ محسوس کر رہے تھے چنانچہ صاحب گلزار آصفیہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہے جو ان کے قتل کے آٹھ ہی روز پیشتر وقوع میں آیا وہ یہ کہ ایک دفعہ رکن الدولہ وقار الدولہ وغیرہ کے ہمراہ اپنے ڈیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بہادر دل خاں شجاع الدولہ (صوبہ دار حیدرآباد) کے پوتے سید نجابت خاں ڈیرے کے دروازے پر آئے اور چاہتے تھے کہ حسب معمول اندر جائیں۔ پہرہ والے نے ان کو روکا لیکن انہوں نے اس کی پروانہ کی اور آگے بڑھنے لگے آخر پہرہ والوں کی مزاحمت میں کشمکش کی نوبت پہنچی اور سید صاحب مذکور کا گریبان پھٹ گیا اس واقعہ کو رکن الدولہ اور وقار الدولہ دور ہی سے دیکھتے اور ہنستے رہے لیکن پہرہ والوں کو کسی طرح اس فعل سے منع نہیں کیا چوبدار موقع پر پہنچے اور پہرہ والوں کو زجر و توبیخ کی اور سید صاحب مذکور سے معذرت مانگی جب سید صاحب پہرہ والوں سے چھوٹ کر اندر داخل ہوئے تو رکن الدولہ نے ہنستے ہوئے کہا "خان صاحب آیئے آیئے" سید نجابت خاں صاحب مذکور نے نزدیک بڑھکر فرمایا:۔

"من برائے ایں نیامدہ ام کہ بخدمت شریف حاضر باشم بلکہ
برائے ایں آمدہ ام کہ حق سبحانہ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد"

اور اپنے مقام پر لوٹ گئے۔ صاحب گلزار آصفیہ کہتا ہے کہ اعتصام الملک قیمیہ کہتے تھے

"میں اس مجلس میں رکن الدولہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس سرگزشت کو بچشم خود میں نے دیکھا آل رسولؐ کی اہانت کے بعد زمانہ پھر رکن الدولہ کے موافق نہ رہا اور اسی ہفتہ میں قتل ہوئے"۔

اس واقعہ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی امرا اور ان کے متعلقین کی اتنی وقعت بھی ان کے پاس نہیں رہی تھی جتنی کہ خود نظام علیخاں کو تھی۔ واقعہ قتل سے قریب زمانہ میں اس واقعہ متعلقہ کے وقوع اور اس کے بعد خود سید نجابت خان کے اس کہنے سے کہ "حق سبحانہٗ تعالیٰ عاصی را دیگر نزد شما نیارد" اس قیاس کی گنجایش نکلتی ہے کہ سید صاحب مذکور نے اپنے اُس جوش انتقام کو جو انھیں اس ناشدنی واقعہ سے پیدا ہوا تھا دبا کر صرف انہیں الفاظ پر اکتفا کیا اور ہی جوش آخر کسی اور ذریعہ سے ہفتہ عشرہ ہی میں وقوع پذیر ہوا لیکن صاحب گلزار آصفیہ اس کو صرف نظر کر کے محلات بندگانعالی کی مخالفت کو ان کے قتل کی وجہ قرار دیتا ہے اور اپنی اس توجیہ کی تائید میں اس نے دو واقعے بیان کئے ہیں جنمیں سے پہلا یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک مغل تاجر مچھلی بندر کی چھینٹ بغرض فروخت لایا محلات کے ملبوسات میں اسی کا سنجاف لگایا جاتا تھا اس لئے اس کی خریداری سرکار میں ہوی اور اس کی قیمت میں سات سو روپیہ کی چٹھی دیوان وقت اور حضور کے دستخط خاص سے اس کو دیدی گئی چھ مہینے گزر گئے پھر بھی اس کی ادائی نہیں ہوی اور رکن الدولہ مغل تاجر کو امروز فردا پر ٹالتے رہے آخر وہ لاچار ہو کر حضور کی سواری کے وقت بر سر راہ شور و فریاد کر کے کہنے لگا کہ "یا تو قیمت مال عنایت فرمائی جائے یا مال واپس کیا جائے کہ تاخیر کی وجہ سے غلام کی بڑی خرابی ہو رہی ہے" اگرچہ اس وقت بندگانعالی کی خواصی میں رکن الدولہ بیٹھے ہوئے تھے تاہم ان کو انھوں نے کچھ بھی

نہ کہا اور عماری سے اتر کر محل میں تشریف لے گئے اور چھینٹ کے چند تھان سالم اور باقی کے کاٹے ہوئے سنجاف اور تین سو روپے مغل کو منگوا کر دیدئے اور فرمایا کہ "یہ تمھارا مال ہے اور یہ رقم ہرجانہ لیجاؤ اور جہاں چاہو فروخت کرلو"۔ یہ واقعہ وجہ قتل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ ممکن ہے کہ فضائے محلات اس واقعہ کی وجہ سے ان کے موافق نہ رہی ہو اور نفس واقعہ سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے کہ خود بنا گانعالی کے دستخط کا پاس و لحاظ تک ان کو نہ رہا تھا اور یہ خیال تک انہوں نے نہ کیا کہ مال لینے اور ادائی قیمت کی دستاویز کے بعد بھی ایک تاجر کو رقم ادا نہ کرنے سے رئیس وقت کو کتنی سبکی ہوسکتی ہے۔ اگرچہ صاحب گلزار آصفیہ نے رقم کو ادا نہ کرنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اُن دنوں سفر پیاپے اور متواتر جنگ و جدال کے باعث ضروریات لازمہ سلطنت کی پابجائی و اسباب جنگ کی فراہمی اور ادائی تنخواہ فوج کے باعث خزانہ میں اتنی گنجایش نہ تھی کہ تاجر کو قیمت ادا کیجا سکتی۔ ہم یہ قابل تسلیم نہیں ہوسکتا کہ صرف سات سو کی ادائی کی گنجایش بھی نہ تھی اگر فی الواقع ایسا تھا تو جس وقت ادائی کی چٹھی پر حضور کے دستخط لئے گئے تھے اس وقت اس کا اظہار ضروری تھا۔

بہرحال اس واقعہ سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رکن الدولہ نے نظام علیخاں کو اس قدر مجبور کر رکھا تھا کہ ان کی ذاتی ضرورت پر سات سو کی ادائی پر ان کو اختیار نہیں تھا اور وہ خود اس قابل نہیں رہے تھے کہ اپنی جیب خاص سے اس کی پابجائی کر دیتے اور دیوان کا اتنا اثر اُن پر مستولی ہوگیا تھا کہ باوجود اس ناخوشی کے وہ ایک لفظ بھی رکن الدولہ سے ان کے خلاف نہ کہہ سکے۔ دوسرا واقعہ جو گلزار آصفیہ نے قتل کی وجہ سے متعلق لکھا ہے یہ ہے کہ

اسی سفر میں بندگا نعالی کی ہمشیرہ کالی بیگم بھی ہمراہ تھیں جن کی رتھ کے بیل لاغر و ناکارہ ہونے کی وجہ سے دوسری سواریوں کے ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے تھے اس لئے انھوں نے اپنے پوربیہ جوان کے ذریعہ رکن الدولہ سے تیز گام بیلوں کی فرمایش کی جس کو وہ امروز فردا پر ٹالتے رہے بیگم صاحبہ کی طرف سے جوان روز یاد دہی کے لئے جاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز اس جوان نے بدتمیزی سے رکن الدولہ پر تقاضا کیا جس پر انھوں نے اس کے جواب میں تند کلامی کی جس کے بعد جوان نے بیگم صاحبہ سے عرض کر دیا کہ

"کسی دوسرے کو اس غرض کے لئے مامور فرمایا جائے غلام
رکن الدولہ کے پاس ہرگز نہ جائیگا۔"

آخر بہزار استفسار اُس نے وجہ بیان کی جس پر کالی بیگم صاحبہ نے اپنے بھائی (نظام علیخاں) سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ

"بھائی۔ آصف جاہ کی اولاد میں تم بھی اگر لڑکی ہوتے تو اچھا تھا
کہ تمھاری ریاست کے زمانے میں ہماری حالت ایسی ہے کہ
پوربیہ کی غیرت تک اُس کو پسند نہیں کرتی تو پھر دوسروں کا
کیا پوچھنا۔"

اس پر نظام علیخاں نے فرمایا کہ :-

"آپ مجھ کو بھائی نہیں بلکہ خاندان آصفیہ کی لڑکی ہی تصور فرمائیں
کہ مرہٹوں کے ساتھ جنگ و جدل اور اختلال سلطنت کے باعث

میں سخت مجبور ہو گیا ہوں"

جس کے جواب میں بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ :-

"جب آپ ایسے مجبور و بے اختیار ہو گئے ہیں تو ہم کو اجازت دیدیں
کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے کر لیں"۔

اس پر نظام علیخاں نے جواب دیا کہ :-

"کس نے آپ کو روکا ہے آپ جو چاہیں کریں"۔

اس کے ساتھ ہی بیگم صاحبہ نے زنانی ڈیوڑھی کے پہرہ کے ایک گارڈی جوان کو طلب کر کے اس کو ہمت دلائی اور رکن الدولہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اس نے اس کی تعمیل کو بندگانعالی کے ارشاد پر محمول کیا جس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ ۔

"وہ خود تو نہیں فرمائیں گے شام میں تجھ کو طلب کر کے جس وقت
میں یہ حکم تجھ کو دوں اس وقت بندگانعالی میرے نزدیک بیٹھے
رہیں گے تو پردے میں سے ان کی شبیہ دیکھ لینا اگر وہ اس کو
سُنکر خاموش رہیں تو سمجھ لینا کہ اس قتل سے اختلاف نہیں ہے
اور تعمیل کرنا"۔

اس نے قبول کر لیا حسبہ شام میں اس کو احکام سنا دئے گئے اور اس نے تعمیل کا اقرار کیا۔

صاحب گلزار آصفیہ کو وجہ قتل کے دریافت کرنے میں کامیابی نہیں ہوی اس لئے

اس نے اجمالی طور پر یہ دونوں واقعات بیان کردئے ہیں جو ہماری دانست میں وجہ قتل قرار دئے جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے برخلاف اس کے بھمی نارائن تعیق نے جو وجہ اجمالی طور پر بیان کی ہے رکن الدولہ کے اُس زمانے کی طرز عمل کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو بالکل قابل تسلیم ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے اہل پونہ سے کوئی مخفی عہد و پیماں کرلیا تھا اور مرہٹہ جی کی مہم سے فراغت پانے کے بعد اپنے بھائی بند اور ہواخواہوں کی حمایت سے اپنے آقا کے ساتھ کوئی فاسد ارادہ رکھتے تھے جس سے مطلع ہوکر بخشی بیگم نے فیضو گارڈی کے ذریعہ ان کے قتل کی تجویز کی جو صورتِ عمل میں آئی۔ رکن الدولہ کے قتل کے متعلق اب تک وہی روایات مشہور ہیں جو صاحب گلزار آصفیہ نے غیر تحقیقی طور پر نقل کردئے۔ اب چونکہ ہم مآثر آصفی کے اس بیان کو پہلے پہل قارئین کے ملاحظہ میں پیش کر رہے ہیں جس سے اب تک بہت کم کان آشنا ہوئے ہیں اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مورخ مذکور کی اصل عبارت یہاں نقل کردی جائے وہو ہذا۔

"می گویند رکن الدولہ با اہل پونہ عہد و پیمانے مخفی درست کردہ باعتضاد ضابطہ جنگ کہ جمعیت شایستہ داشتہ مبرین لشکر بود و شرف اللہ بادہ ہزار سوار جرار دادہ در جنگ پیشش با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بارد حشمت جنگ با سہ ہزار سوار و چہار ہزار بارد دیگر جا عداران کہ خاک برداشتہ او بودند بعدد بجمعی از مودھاجی ارادۂ فاسد جانب آقا داشت بنا بر آں بخشی بیگم صاحبہ محل خاص بندگانعالی ازیں ماجرا مطلع گشتہ

لہ مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۰۔

ایں تدبیر نمود۔"

اس عبارت میں "ارادۂ فاسد جانب آقا داشت" کے معنی دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو یہ کہ رکن الدولہ نظام علیخاں کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے یا اپنے بھائیوں اور بھتیجے اور ضابطہ جنگ کی حمایت سے نظام علیخاں کے مقابل ہو کر ان کو سلطنت سے علٰحدہ کر دینا چاہتے تھے اور یہی انتہا ہے رکن الدولہ کی بلند پروازیوں کی۔ انھوں نے اپنے ہواخواہوں کا ایک جال بچھا رکھا تھا اور غیر ممکن تھا کہ نظام علیخاں کو اس کی خبر بھی ہوتی۔ بہرام جنگ و فتحمند خاں کے خاندان کو خدا اچھا رکھے کہ انھوں نے حق نمک بجالایا اور وقتاً فوقتاً اس منصوبہ کے متعلق جو جو کچھ علم ہوتا گیا اس کی اطلاع بندگانعالی کو پہنچاتے رہے چنانچہ اسی واقعہ کو مورخ مذکور نے حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کیا ہے:۔

"ارکان[1] دولت ہمہ از آن رکن الدولہ بودند مگر فتحمند خاں عرض بیگی و بہرام جنگ داروغہ ہرکارہ حقوق نمک خوارگی ملحوظ داشتہ وقتی بعضے آثار رکن الدولہ جا بجا معروض حضور کردہ بودند چنانچہ ہر دو در جلدوئے ایں امرا ولیں یعنے فتحمند خاں تعلقداری گولکنڈہ کہ خزانہ گاہ و محل تفویض اعتمادیان ست و دوئیں کہ بہرام جنگ باشد بہ صوبہ داری ایلیچپور سرفراز شدند۔"

رکن الدولہ کے اس سازش کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نظام علیخاں اگر ان کے قتل کی تجویز میں انھوں نے بذات خود بھی کوئی حصہ لیا ہو تو) بدرجۂ اولی اجانب حق ہیں رکن الدولہ کے

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۵۔

اُرادۂ فاسدۂ والے منصوبے سے واقفیت کے بعد لازم تھا کہ سربراہ کاران دولت ایسی تجاویز پر غور کرتے جن سے رکن الدولہ کا منصوبہ کالعدم ہوجاتا انہی تجاویز کے دوران میں اُن ہوا خواہان دولت کی ناراضی کی عام طور پر شہرت ہوگئی اور خاص خاص لوگوں میں ان کے قتل کی تجویز کی خبر گشت لگانے لگی جس کی اطلاع شدہ شدہ خود اُن تک بھی پہنچی چنانچہ اسی سلسلہ میں صاحب گلزار آصفیہ دو واقعات تحریر کرتا ہے ایک تو یہ کہ ایک شب صمصام الدولہ نے ایک رقعہ رکن الدولہ کو لکھ بھیجا جس کو پڑھ کر انھوں نے نہایت لاپروائی سے شمع پر جلادیا اور قاصد کو کہہ دیا "اچھا معلوم ہوا" دوسرا واقعہ مورخ مذکور نے یہ بیان کیا کہ شرف الدولہ نے ایک شب اپنے بھائی (رکن الدولہ) کے متعلق کوئی وحشت اثر خبر سنی اور ان کے خیمہ میں گئے ان کو بیدار کیا اور رُو رُو کر کہنے لگے کہ آپ کی نسبت ایسا ایسا سُنا جارہا ہے مناسب یہ ہوگا کہ آپ چند روز بہ احتیاط دربار کریں۔ جس پر رکن الدولہ نے کہا کہ "بھائی روتے کیوں ہو اپنی جگہ پر جاؤ آرام کرو میں بکری کا بچہ نہیں ہوں کہ کوئی ذبح کرلیگا۔" ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکن الدولہ کے قتل کی نسبت کوئی منصوبہ کیا جارہا تھا لیکن چونکہ ریاست میں ان کے اثرات اچھی طور سے مرتسم ہوگئے تھے اس لئے اس امر کا امکان تھا کہ واقعہ قتل کے وقوع کے ساتھ ہی ان کے حاشیہ بردار ہوا خواہ ایک دم نظام علیخاں پر ٹوٹ پڑیں گے اسی کو مدنظر رکھ کر ایک مناسب موقع کا انتظار کیا جاتا رہا جو منزل بنیر میں حاصل ہوا۔ اس وقت رکن الدولہ کے ہوا خواہوں میں سے ظفر الدولہ ضابط جنگ اپنی فوج کے ساتھ مُودھاجی کے تعاقب میں لگے ہوئے تھے اور اسمٰعیل خاں ایلچپور میں مامور تھے

اور شرف الدولہ ایک حصہ فوج کے ہمراہ سامان رسد کی فراہمی میں مشغول تھے واقعہ قتل کے روز اُن میں سے کوئی ان کے قریب نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بہتر موقع اس مضوبہ کی تکمیل کے لئے نہیں مل سکتا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ جب بند گانعالی منزل بنیرا پر نہضت فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ رکن الدولہ بھی سواری سے اُترے اور عرض کی کہ کُسی خاص معاملہ میں کچھ عرض کرنا ہے" جس پر بند گانعالی نے فرمایا کہ" ایک عرصہ سے تم میری خواصی میں چپ چاپ بیٹھے رہے اس وقت کیوں نہ کہا۔ اب کسی اور وقت پر رکھو" اس کے بعد بند گانعالی نے سب کو رخصت کیا اور ان کو بھی رخصت کیا چاہتے تھے جس پر انھوں نے مکرر سہ کرر عرض کیا کہ" غلام کو کچھ عرض کرنا ہے" بند گانعالی ڈیرے تک آگئے تھے آخر وہیں ڈیرے میں ان کو بیٹھنے کے لئے فرمایا اور آپ سراپردے میں داخل ہوئے۔ ابھی رکن الدولہ بیٹھے ہی تھے کہ فیضو نامی گاڑدی جوان (جو پہرہ پر تھا) اپنی کٹار لیکر پیچھے سے آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ" نواب صاحب ٹڈا ہے ٹڈا ہے" ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شانے میں کٹار بھونکی اور گُردوں تک اُتار دی معاً وہ گرے اور یہ بھاگا۔ دُور جانے نہ پایا تھا کہ بہرم جمک نے اس کا کام تمام کر دیا۔ حضور معاً باہر آئے اور رکن الدولہ کو اس حال میں دیکھ کر فرمایا کہ" ہم نے نہ کہا تھا کہ اپنی قیام گاہ پر جائیں۔ آخر تمہارا یہ حال ہوا۔ جس پر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ معراج نوکری جاں نثاری میں ہے لیکن اگر مناسب موقع پر ہوتی تو زیادہ اچھا ہوتا۔ البتہ مبارز الملک (ضابط جنگ) اور اسمٰعیل خاں اس واقعہ سے خوش ہوں گے اس لئے

غلام ان کی تسلی کر دیتا ہے یہ کہکر اپنے منشی کو بلوایا اور اس مضمون کے خطوط کہ یہ واقعہ حضور کے
بلا علم و اطلاع ہوا ہے اس میں حضور کا کوئی دخل نہیں ہے ہرگز ہرگز کوئی اور خیال نکرنا اگرچہ
میں ابھی زندہ ہوں لیکن ہر امر میں فرمان برادری و نمک حلالی و جاں نثاری سرکار کیجائے
لکھوا کر اپنے ہاتھ سے ان پر مہریں لگوائیں اور اُن دونوں کے پاس روانہ کر دئے اس کے
بعد حضور کے حکم پر چابک دست جرّاح حاضر ہوے اور رکن الدولہ کو پالکی میں بٹھا کر ان کے
خیمہ کو لیگئے اور ٹانکے لگانے میں مشغول ہوے کہا جاتا ہے کہ قریب صبح جاں بحق تسلیم کی
لیکن صاحب مآثر آصفی کے بیان کے مطابق موقع واردات پر ہی رکن الدولہ کی رُوح پرواز
کر گئی چنانچہ وہ کہتا ہے کہ رکن الدولہ کی نعش کو یہ ظاہر کر کے کہ غشی ہے اور زخم کاری نہیں
ہے پالکی میں ڈالکر ان کے ڈیرے کو پہنچا دیا گیا۔ ان کے رفقاء و ہمراہی جو اس واقعہ کی
وجہ سے حضوری ڈیرے کے پاس ہجوم کر آئے تھے اس خیال سے کہ "ہمارا آقا ابھی تعدیات
ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی جرأت نہیں کرنی چاہیئے" حضوری ڈیرے سے واپس چلے گئے
جس کے ساتھ ہی خیر خواہان دولت مثلاً راؤ رنبھا وغیرہ نے حضور میں پہنچکر بندوبست معقول کر لیا
اگر صاحب مآثر آصفی کا اعتبار کیا جائے تو رکن الدولہ کو اتنی مہلت ملنی یا ان کا اس قدر
ہوش و حواس میں رہنا کہ وہ اپنے متعلقین و خیر خواہوں کے نام خطوط لکھائیں قابل تسلیم
نہیں اس واسطے کہ زخم کی حیثیت جو بیان کی گئی ہے وہ اس قابل نہیں پائی جاتی کہ واقعہ
کے بعد دس پانچ منٹ بھی بقید ہوش و حواس زندہ رہے ہوں کیوں کہ وہی مورخ جس نے
رکن الدولہ کے خطوط لکھانے کا ذکر کیا ہے کہتا ہے کہ جمدہ[1] ہران کے دونوں گردوں سے

---

[1] گلزار آصفیہ کی عبارت حسب ذیل ہے "جمدہ ہراجل حوالہ اش نمود کرار ہر دو کلیہ او گرشتہ بیروں طرف پہلوئے دیگر برآمد"

گزر کر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل آیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گردوں کے ساتھ ساتھ صلب بھی کٹ گیا جس کے بعد آدمی کا پانچ دس منٹ بھی بقید حواس زندہ رہنا تیقن نہیں۔ بہرحال باقاعدہ طور پر رکن الدولہ کی وفات کا اعلان واقعہ کے بعد کی صبح میں ہوا اور اس عرصہ میں شرف الدولہ جو اس مقام سے کچھ فاصلے پر تھے آگئے تھے اطلاع وفات کے بعد بندگانعالی بطور تعزیت شرف الدولہ کی قیام پر تشریف لے گئے اور تسلی و دلاسا دیکر انہیں شرف الملک کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور خدمت مدارالمہامی کے لئے ان کو نامزد کیا لیکن انھوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ نظام علیخاں کے اس حسن سلوک کو کچھ نہ کچھ ناراین شیفتہ صاحب مآثر آصفی کچھ اور خیال کرتا ہے اور بندگانعالی کے خصائل پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی بے باکی اور دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے جس کو ہم اسی کے الفاظ میں ظاہر کرنا زیادہ مناسب تصور کرتے ہیں:۔

"[1] ... بندگانعالی چیزے بجز تالیف و انکار از قتل او کہ خداوند بچہ طور صورت پذیر شدہ و آں جوان بار را از چہ عداوت بایسید مرحوم بود مناسب وقت ندیدند و از آنجا کہ در تذویر و دلاسا و تالیف ید طولیٰ دارند بخیمۂ شرف الدولہ تشریف بردہ و کلمات تسلی و نوازش بسیار فرمودہ و بخطاب شرف الملک نواختہ تالیف از حد کردند و برائے مدارالمہامی مکرر فرمودند کہ حق تست اما او قبول نکرد۔"

---

[1] مآثر آصفی حصہ دوم ورق ۹۰۔

تمت

نظام علی خاںؒ

حصّۂ دوم

دَورِ دُوم

قایم مقامی رکن الدولہ

افواج بائیگاہ کی امداد

رکن الدولہ کے قتل کے بعد ایک عرصہ تک مدارالمہامی معرض تقرر میں رہی اس خدمت کے فرائض کا اجرا عارضی طور پر مبارزالملک (ابراہیم سنگ خاں دمنوسہ کے وکیل وقارالدولہ نصیب یارخاں کی صوابدید پر رکھا گیا۔ لیکن چونکہ یہ اور ان کے موکل بھی رکن الدولہ ہی کے ساختہ پرداختہ اور انھیں کے ہواخواہوں سے تھے اس لئے نظام علیخاں کو ان سے خطرہ تھا اور اس تصور کے تحت کہ مدارالمہام وقت کا اثر ریاست میں زیادہ ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر ایک مدارالمہام اور اس کے ماتحت عہدہ دار ہمیشہ ہواخواہ دولت رہیں نظام علیخاں نے یہ تصفیہ کیا کہ ایک ایسی فوج خود آپ اپنی ذات پر مہیا کر رکھیں جس سے ایسے اہم اوقات میں اپنی ذاتی حفاظت و مدافعت میں کام لے سکیں لیکن رئیس وقت کے لئے اپنی ذات پر فوج رکھکر اس کی نگرانی و ادائی تنخواہ وغیرہ کا انتظام کرنا غیر ممکن تھا اس لئے انھوں نے اپنی طرف سے اپنے ایک معتمد و معتبر امیر (تیغ جنگ) کو اس کام پر مامور کیا اور اس کا تعلق بلا توسط مدارالمہام اپنی ذات سے رکھا (یہی فوج پائیگاہ خاص کے نام سے موسوم ہوئی) اور اپنی ذاتی حفاظت ہی کے لئے امیر پائیگاہ کی نشست اور اس کا پہرہ اپنے ساتھ اور اپنی ڈیوڑھی پر متعین کیا کہ وقت ضرورت اس کے اشارہ پر پوری پائیگاہ اپنی جان فدا کرنے پر حاضر آجائے اور حکمت عملی سے ایک تو نظام علیخاں نے اپنی باڈی گارڈ اور اپنے اشارہ پر کام کرنے والی ایک

معقول فوج تیار کرلی اور دوسری طرف مدارالمہام کے زور کو کم کر دیا۔

تیغ جنگ کو بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۸ جلوس شاہ عالم (م ۱۱۹۱ھ) خطاب شمس الدولہ سے معہ خدمت پائیگاہ سرفراز فرمایا گیا تو وقارالدولہ کے اُن منصوبوں پر پانی پھر گیا جس کو وہ ایک عرصہ سے تیار کر رہے تھے اور جب انھوں نے ریاست کا رنگ بدلتا پایا اور اپنی خیر نظر نہ آئی تو ۹ شوال ۱۱۹۳ھ (م ۳ اکتوبر ۱۷۷۹ء) کو چھری مار کر خودکشی کرلی۔

مدارالمہامی کے فرائض کا اجرا وقارالدولہ کی خودکشی سے معرض التوا میں تو نہیں پڑ سکتا تھا اس لئے نظام علیخاں نے بذات خود اس میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور وقت ضرورت تیغ جنگ سے مدد لینے لگے لیکن چونکہ تیغ جنگ کے اصل فرائض بمقابلہ دیوانی یا مدارالمہامی زیادہ اہم اور ذات بندگانعالی سے وابستہ تھے اس لئے وہ اس میں کم دلچسپی لیتے تھے اُن کو غالباً یہ خیال تھا کہ پائیگاہ خاص کا قیام علی الرغم مدارالمہامی ہے اگر اس خدمت کی ذمہ داری اُن پر پڑ جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خوش گوار فریضہ جو پائیگاہ خاص کی صورت میں اُن کے سپرد ہوا ہے اُن سے منتزع ہو جائے۔

غلام سیدخاں ارسطوجاہ کی اودھ سے حضور میں باریابی اور مدارالمہامی سے ان کا تعلق

غلام سیدخاں سہراب جنگ (ارسطوجاہ) کی طرف سے رکن الدولہ وغیرہ نے نظام علیخاں کو بدظن کرادیا تھا جسکی وجہ سے وہ اودھ ہی میں رہنے پر مجبور کئے گئے تھے جب وقارالدولہ نے خودکشی کرلی تو غلام سیدخاں کو مناسب معلوم ہوا کہ خود ان کی خدمت کے لئے کوشش کریں لیکن رکن الدولہ کی طرح مبارزالملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) کے خیالات بھی ان کی نسبت ٹھیک نہیں تھے اور وقارالدولہ

کی قایم مقامی پر غلام سید خاں خود مُبارز الملک کی تحریک و درخواست پر مامور ہو سکتے تھے
اس غرض کے لئے انھوں نے مبارز الملک کے خانگی متصدی دولت رام کو معقول لالچ دیکر
فراہم کیا جس نے منجانب مبارز الملک غلام سید خاں کو وکیل مقرر کرنے کے لئے عرضداشت
لکھدی۔ نظام علیخاں نے تیغ جنگ سے مشورہ کیا انہوں نے غلام سید خان کے تقرر سے
نارضامندی ظاہر نہ کی حالانکہ رائے رایاں اُن سے فرمایش کرتے رہے کہ غلام سید خاں
جیسے آدمی کا باریاب رہنا ٹھیک نہ ہوگا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تیغ جنگ نے غلام سید خاں کے
تقرر کو اس وجہ سے مناسب تصور کیا کہ اس وقت تک رکن الدولہ کی طرف دار جماعت کا
زور تھا۔ اس جماعت میں مُبارز الملک بھی تھے اگر کوئی ایسا شخص جو اسی جماعت سے تعلق
رکھتا ہو مبارز الملک کی وکالت پر آتا تو ممکن تھا کہ پھر اس کی ترقی ہو جاتی اور اس کے اس منصوبے
کے پیش رفت ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا جس کو رکن الدولہ نے قایم کیا تھا اب جبکہ ایک ایسے
شخص کی تحریک خود مبارز الملک نے کی جو اس جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کا سخت
مخالف ہے تو اس کے اس جگہ پر مامور کئے جانے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اصُول سیاست کے
تحت یہی بہت صحیح امر ہے کہ اُس عہدہ دار کے بعد جس نے ایک اہم ترین زمانے میں اپنے مقام
و فرائض انجام دئیے ہوں ایسا عہدہ دار آئے جو اُس کے مقاصد کے خلاف خیالات رکھتا ہو
تاکہ خفیہ اور علانیہ وہ کمزوریاں جو اس کی حکومت میں پیدا ہو گئی تھیں ظاہر ہو جائیں اور
اُن کا معقول علاج ہو جائے۔ بہرحال وقار الدولہ کی خودکشی کے دس ماہ بعد (۱۸ شعبان ۱۱۹۴ھ)
غلام سید خاں مہراب جنگ بہ حیثیت وکیل مبارز الملک مامور و باریاب حضور ہوئے معاملات

ملکی و مال میں نظام علیخاں بذات خود حصہ لیتے اور مشورہ میں تیغ جنگ کو بھی شریک کرلیا کرتے تھے جب سہراب جنگ آگئے تو ان کو بھی شریک مصلحت کرنے لگے اور اسی طرح تقریباً دو ڈھائی سال تک کام کرنے کے بعد بندگانعالی نے ملاحظہ فرمایا کہ تیغ جنگ کو معاملات دیوانی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اور غلام سید خاں سہراب جنگ اُن سے کافی دلچسپی رکھتے ہیں اور اس عرصہ میں انھوں نے معقول طور پر واقفیت بھی پیدا کرلی ہے تو جنگ نرمل سے واپسی کے بعد (جس کا تفصیلی ذکر اوراق مابعد میں آئیگا) ان کو بالاستقلال ۱۱۹۷ھ م ۱۷۸۳ء میں خدمت مدار المہامی پر سرفراز فرمایا۔

سکہ صلب کی ریوج اور اس کے انسدادی احکام

اواخر سال ۱۱۹۲ھ م ۱۷۷۸ء میں بعض مقامات میں سکۂ قلب بن کر رائج ہوگیا جو روپیہ بازار میں آتا صراف اس پر چار آنے بٹہ لیتے تھے اس وجہ سے عوام میں ایک شورش ہوگئی۔ بندگانعالی نے حکم دیا کہ خزانہ عامرہ کا تمام ایسا روپیہ بلدہ کے ساہوکاروں کو دیکر تاکید کی جائے کہ ایک مہینے میں ان کا کھیٹ اور جوڑ نکالکر سکۂ فرخندہ بنیاد صحیح عیار و وزن کا تیار کرکے داخل خزانہ کریں اور یہی تیار کردہ روپیہ رائج کردیں اور اس کے ساتھ اعتقاد الدولہ کو حکم ہوا کہ شہر میں منادی کردی جائے کہ پھر اس کے بعد صرافوں میں سے کوئی بٹہ نہ لے اگر لیگا تو مناسب سزا دیجائے گی۔

یہاں طریقۂ تسکیک پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تاکہ نظام علیخاں کے اس حکم کی توضیح و تعریف ہوسکے۔ پہلے تسکیک بھی مثل اصول مالگزاری دو طرح پر ہوتی تھی ایک تو امانی میں دوسرے تعہد پر امانی میں تو منجانب سرکار کسی عہدہ دار کو اس غرض کے لئے مامور کردیا جاتا تھا یہ طریقہ بہت کم رائج تھا۔ دور نظام علیخاں میں تسکیک کے چند مرکز قرار دئے گئے تھے ان مرکزوں میں

بدر ارسطو جاہ بہ نظام علی خاں

سے ہر ایک کا تعہد علٰحدہ علٰحدہ دیا جاتا تھا۔ تعہد دار سکیک سے قبولیت لی جاتی تھی کہ ایک مقرر کردہ عیار اور وزن کے رُوپے اور پیسے مسکوک کرے۔ تعہد دار بعض اوقات زیادہ جلب منفعت کی خاطر روپے میں زیادہ کھیٹ شامل کر دیتے تھے عیار سے گھٹ جانے کی وجہ سے صرّاف لوگ جو اس کو لیتے دیتے تھے اس پر کم قیمت لگاتے تھے جس سے عوام کو نقصان ہوتا تھا اسکو رفع کرنے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا تھا کہ اس تعہد دار کا ایسا مسکوک کیا ہوا تمام سکہ اس کے سپرد کر کے پورے عیار کے نئے سکے بنانے کے لئے اس کو مجبور کیا جائے یہی نظام علیخاں نے کیا اس موقع پر خود بدولت نے جو صرافوں کے خلاف حکم دیا وہ اس لئے بجا تھا کہ اکثر صراف دیدہ و دانستہ پورے عیار کے روپیہ پر بھی بٹہ لیتے تھے صاحب توزک آصفیہ نے اس منادی کے موقع پر صرافان ہنود کی قید لگا دی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ " اس کے بعد صرافان ہنود کی قوم سے کوئی روپئے پر بٹہ نہ لے اور اگر لیگا تو اس کو ذلیل ترین سزا دیجائیگی " قوم کی اس تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ روپیہ سے روپیہ اور پیسے سے پیسہ کمانے کے مسئلہ میں علماء اسلام نے سُود ہی کے فتاوے صادر کئے ہیں اور عرف عام میں سُود کھانا اتنا بدترین گناہ سمجھا جاتا ہے کہ خود سُود کا ادا کرنا اتنا برا نہیں حالانکہ دونوں نتیجتہً اور حکماً ایک ہی ہیں اسی بنا پر صرافی کا معاملہ اہل اسلام کے پیشوں میں سے نہیں رہا۔ حیدرآباد میں اس عہد میں سوائے ہنود کے اور کوئی اس پیشے کو اختیار نہیں کرتے تھے اس لئے صاحب توزک آصفیہ نے صرّافان ہنود میں عموم و خصوص کی نسبت قایم کی ہے۔

مدراس گورنمنٹ کے سیمیٹر بالڈ مکا دورہ حیدرآباد میں اور تصفیہ طلب مسائل پر گفت و شنید

سنہ ۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں مدراس گورنمنٹ نے مسٹر بالڈینڈ کو

اپنے سفر کی حیثیت سے حیدرآباد روانہ کیا جس نے ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ مذکور (م ۱۷۷۹ء) کو بنگالی گورنر
کی خدمت میں باریابی حاصل کی اس سفارت کی وجہ یہ تھی کہ ایک عرصہ سے بسالت جنگ کے پاس
فرانسیسی فوج مامور تھی اور اس فوج کے لئے آلات حرب و ضرب بندرگاہ موٹاپلی سے درآمد ہوتے تھے
فرانسیسیوں کے ایک دیسی رئیس کے ساتھ تعلق رکھنے کو انگریز اپنے مفاد کے خلاف تصور کرتے تھے
اس لئے وہ بسالت جنگ سے مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی ہوئے اُسی زمانے میں ان کو
حیدر علیخاں کی طرف سے اندیشہ تھا کہ ان کے علاقہ (ادھونی، گنٹور وغیرہ) پر حملہ کریں گے اس
خطرے میں بسالت جنگ نے ۱۷۷۹ء میں انگریزوں سے ایک معاہدہ کرلیا جس کی رو سے
انھوں نے اپنی فرانسیسی فوج برطرف کرکے اس کے عوض انگریزی فوج کو مامور کرلیا اور گنٹور کا ضلع
انگریزوں کو اجارہ پر دیدیا۔ بلاترک توسط راست بسالت جنگ سے معاہدہ کرنے کی اطلاع پر
نظام علیخاں انگریزوں سے ناراض ہوگئے اس کے علاوہ ان کی ناراضی کی ایک وجہ اور
بھی ہوی وہ یہ کہ انگریزوں نے ناگپور کے (بھونسلہ) راجہ سے (جو نظام علیخاں کے اکثر علاقہ پر
متصرف ہونا چاہتا تھا) مصالحت کرلی چنانچہ گورنر جنرل نے مسٹر ایلیٹ سفیر ناگپور کو ایک خط لکھا[1]
جسمیں اس کو ہدایت دیگئی تھی کہ ممالک محروسہ سرکار عالی سے بعض علاقہ حاصل کرنے میں ناگپور کے
راجہ سے کوئی سمجھوتہ کرکے اس کو مدد دے نظام علیخاں نے انگریزی کمپنی سے ناراض ہوکر
اُس فرانسیسی فوج کو اپنے پاس مامور کرلیا جو انگریزوں کی وجہ سے بسالت جنگ کی ملازمت سے
علٰحدہ ہوی تھی۔ اس اطلاع پر مدراس گورنمنٹ نے مسٹر ہالینڈ کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ وہ نظام علیخاں
کی اس غلط فہمی کو رفع کریں جو ان کو انگریزوں کی نسبت پیدا ہوگئی تھی اور سرکار ان شمالی سے پیشکش کے

[1] مارشمن مس سٹری آف انڈیا حصہ اول ضمیمہ صفحہ ۵۳۳

بقایا کی نسبت (جو تقریباً دو ڈھائی سال سے ادا نہیں ہوا تھا) اپنے سفیر کو تاکید کی کہ کمپنی کی تنگی مشکلات کا عذر پیش کر کے بقایا میں کچھ کمی کرائیں اور اگر نظام مہربان نظر آئیں تو چند ایسے شرائط کے تحت جو معافی بقایا کا جواب ہو سکیں کل بقایا کو معاف کرالیں اگر اس سے انکار کیا جائے تو اُن (ہالنڈ) کو ہدایت کی گئی تھی کہ بقایا، اور جاریہ پیشکش کی ادائی کی نسبت یہ اطمینان دلائیں کہ رقم جمع ہوتے ہی ادا کر دیجائیگی۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی فرانسیسی فوج کسی دیسی رئیس کی ملازمت میں رہے اس لئے اس موقع پر انھوں نے فی الآخر مسٹر ہالنڈ کے ذریعے یہ شرط پیش کی کہ اگر فرانسیسی فوج کو جو آپ کی ملازمت میں ہے علٰحدہ کر دیا جائے تو ادائے بقایا، پیشکش اور حسب تہ نامۂ سابقہ دیگر امور کے عمل میں لانے میں کوئی امر مانع نہیں رہیگا۔ اسی گفت و شنید میں نوشیروان نامی فرانسیسی فوج کا سربراہ کار جو منجانب موسیٰ لالی مامور اور نظام علیخاں کے پاس متعین تھا بلا علم و اطلاع حیدرآباد سے نکل گیا اُس کے بھاگ نکلنے کو صاحب توزک آصفیہ حیدر علیخاں والیٔ میسور کے اغواء و فریب پر محمول کرتا ہے[۲] جو دُور از قیاس معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ اس فوج کے ساتھ ان کو کوئی تعلق نہیں تھا۔ اُسی کی فرانسیسی فوج کی علٰحدگی کے لئے جو کچھ کوشش انگریزوں نے بسالت جنگ کے پاس کی تھی وہ کامیاب ہو چکی تھی جس پر وہ وہاں سے نکل کر نظام علیخاں کے دائرۂ ملازمت میں داخل ہوئی۔ اب یہاں سے انگریزوں نے اس کے نکالنے کی کوشش شروع کی تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ اس کا ردّ عمل یا وہاں سے علٰحدہ کئے جانے کے بعد اپنی کوئی اور سبیل کرنا اس فوج کے سربراہ کاروں پر لازم تھا اسی غرض کے تحت اس فرانسیسی سردار کا بے حکم یا بلا علم و اطلاع نکل جانا زیادہ صحیح ہو سکتا ہے بہرحال اس کو گرفتار کر کے قلعہ محمد نگر میں محبوس کر دیا گیا۔

---

[۱] جیمس مل ہسٹری آف انڈیا جلد چہارم صفحہ ۱۳۴ ۔ [۲] توزک آصفیہ صفحہ ۲۶۸۔

مسٹر ہالنڈ کی سفارت کے دوران میں مدراس گورنمنٹ[1] اور کلکتہ کونسل میں باہمی اختلاف پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے مسٹر ہالنڈ کے ذریعے کسی امر کا طے پانا مشکل تھا اس لئے باہمی مباحثوں میں مسٹر ہالنڈ بے نیل مرام ۲۵ رجب ۱۱۹۶ھ (م ۷ رجولائی ۱۷۸۲ء) کو مدراس گورنمنٹ سے علیحدہ ہوکر کلکتہ روانہ ہوئے۔

۱۱۹۵ھ (م ۱۷۸۱ء) میں مبارز الملک (ابراہیم بیگ خاں دھونسہ) مرض سرطان میں مبتلا ہوئے اس کی اطلاع نظام علیخاں کو اس موقع پر ملی جب کہ وہ حیدرآباد کے شمال مشرقی سمت میں تالاب سنگرراج کی شکارگاہ میں مصروف سیر و شکار تھے یہ شکارگاہ تیغ جنگ (شمس الدولہ شمس الملک) کے اہتمام سے تیار ہوئی تھی اور اس موقع پر شکار کا سارا انتظام و اہتمام بھی انہیں کی صوابدید پر منحصر تھا مبارز الملک کی علالت کی اطلاع پر اعلیحضرت نے حکیم محمد باقر خاں مسیح الدولہ اور جراح[2] پلنا پسر گورو ناکو ان کے علاج کے لئے روانہ فرمایا۔ اطبا، ابھی اپنے سفر کے تین ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند فرح میرزا خاں احتشام جنگ پر ان کی قایم مقامی منظور ہوئی۔ اور خود بدولت سفر کولاس کی غرض سے ۱۲ رمحرم ۱۱۹۶ھ (م ۱۸ رجنوری ۱۷۸۲ء) کو بلدہ حیدرآباد سے نکلکر بلغ گوڑ و صندل میں قیام گزیں ہوئے جہاں سے ۴ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ (م ۱۷ رفروری ۱۷۸۲ء) کو نکل کر قلعہ محمد نگر کے پاس ساحل دریائے موسیٰ پر مقام فرمایا۔ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرما کر موضع پنجلکال پہنچے یہیں جشن نوروز منایا گیا۔ جس سے فراغت پانے کے بعد دریائے مانجرا کے کنارے نہضت فرما ہوئے اور چند روز بعد قلعہ کولاس کے گھاٹ (دریائے مذکور) کو عبور کرکے اس کے

---

[1] مسیس بل مسٹر ری آف انڈیا جلد چہارم صفحہ ۱۷۰ ۔ [2] صاحب گلزار آصفیہ نے مراج کا نام ماوا پسر گورو ناکھا ہے لیکن صاحب نور آصفیہ کا بیان زیادہ صحیح ہوسکتا ہے کہ واقعہ سے قریب تر زمانہ کا مصنف ہے اور اسی تاریخ کا ماخذ اہل کاخدات دفتری پر رکھا ہوا اور اسکے بیان کی تائید رقیمۃ العالم سے بھی ہوتی ہے

دوسرے کنارے پر جا ٹھیرے۔ یہاں افواج کا جائزہ و ملاحظہ ہوا فوج پائیگاہ نے اپنے کرتب دکھائے آخر ۲ر جمادی الاول ۱۱۹۶ھ کو قلعۂ کولاس سے نکل کر حیدرآباد کی طرف لوٹے ۲۶ر جمادی الاول کو قصبۂ اندول میں قیام ہوا اور حویلی وینکٹ کیشو (عامل اندول) میں تشریف لیجاکر رونق بخشی۔ وہاں سے نکل کر ۲۸ر جمادی الاول کو تالاب حسین ساگر پر نزول اجلال ہوا اور پانچ روز تک یہاں قیام رہا کہ ان ایام کو منجموں نے بلدہ حیدرآباد میں داخل ہونے کے لئے منحوس خیال کیا تھا۔ ان ایام میں ہر شب روشنی و آتشبازی کے نظارے ہوتے رہے۔ اسی منزل میں ۲ر جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو قریب مغرب اس زور و شور کا طوفان ابر و باراں آیا کہ تمام ڈیرے اکھڑ گئے محلات وغیرہ (جو ہمیشہ اور ہر سفر میں ہمراہ رکاب ہوتی تھیں) تھوں اور بہلیوں میں پناہ گزیں ہوئیں۔ ۴ر جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ کو سواری مبارک داخل بلدۂ حیدرآباد ہوئی۔

جنگِ نرمل

جنگِ نرمل اور اس کے اسباب | احتشام جنگ نے جب اپنے باپ کی جگہ قایم مقام ہو کر علاقۂ نرمل پر عمل دخل حاصل کیا تو اس کی نذریں ان کے تحت کے ملازمیں نے پیش کیں جس پر ان کے پھپھیرے بھائی فرید مرزا اور مغل مرزا اور پھپھیرے بھنوئی رحیم قلی بیگ (جو ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ہی کے زیر پرورش و تربیت یافتہ تھے) نے ان کا استہزا کیا اور پھبتیاں اڑائیں۔ جس سے احتشام جنگ کے دل میں برائی آئی۔ آخر ملک و مال میں اپنا حصہ طلب کرنے کی بنا پر احتشام جنگ نے اپنے بخشی سید ولی محمدؐ اور دیگر حبشی غلاموں کو حکم دیا کہ ان تینوں کو قید کر کے خفیہ طور پر پھانسی دیدیجائے چنانچہ مبارز الملک ابراہیم بیگ خاں دھونسہ کے انتقال کے ساتویں ہی روز اس بخشی نے آئینہ محل میں ان کو گرفتار کر کے گلزار محل کے تہ خانہ میں مقید کر دیا اور اسی شب آدھی رات کو ہر ایک کو پھانسی دیکر ہلاک کر ڈالا۔ ان کے بعد ہی ان کے صلاح کار اور رفقاء میں سے چالیس اشخاص کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ فرید مرزا و مغل مرزا اور رحیم قلی بیگ کے تحت پانچ چھ پلٹن بارا اور تین ہزار پیادہ فوج احشام مامور تھی احتشام جنگ نے سید ولی محمد بخشی کی اس کارگزاری کے صلے میں ان کے دونوں بھانجوں (سید مرتضیٰ و سید مہدی) کو اس جمعیت کی سرداری پر سرفرازی بخشی۔ اور بقیہ کارخانجات پر اپنے معتمد کارپردازوں کو مامور کر دیا۔ اس انتظام کے بعد احتشام جنگ نے لچھمی پنڈت وکیل اور میر جمال الدین حسین خاں

حالِ سامان کے استصواب سے سات لاکھ روپے نذرانہ استدعائے خلعت تعزیت اور سند بحالی کے ساتھ حضور میں روانہ کیا۔ جس پر دربار بند گانِ تعالیٰ سے منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار و خطاب احتشام جنگ و خلعت تعزیت سرفراز ہوا اور اسناد بحالی بھی عنایت ہوئے

احتشام جنگ کے مسلط ہونے کے بعد سید ولی محمد بخشی کا اعتبار ان کے پاس بہت زیادہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ بخشی مذکور کی اطلاع کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ احتشام جنگ کوئی تنکا بھی ادھر کا اُدھر کردیں۔ وہ جوش شباب میں راگ و رنگ میں لگے رہے اور بخشی انتظام ملک میں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخشی کی خود غرضیوں سے خیر خواہوں کی وہ جماعت جس کو مبارز الملک و ھونسہ نے بڑی تالیف قلوب اور صرف زر کثیر سے فراہم کیا تھا درہم برہم ہوگئی۔ جب بخشی نے یہ محسوس کرلیا کہ ملک و محلات کا انتظام و اہتمام اپنے ہی ید قدرت میں ہے تو اس نے خفیہ طور پر نظام علیخاں کی خدمت میں اس مضمون کا ایک معروضہ لکھا کہ احتشام جنگ ایک ناتجربہ کار لڑکا ہے ملک کا انتظام اس سے ہو نہیں سکتا ہے اس تمام مال و دولت و خزانہ و جواہر و فوج و احشام و کارخانہ جات (جو ترمل میں موجود ہے) کی سند سرفرازی میرے نام عنایت ہو تو اس لڑکے کو مقید کرکے حضور کی خدمت میں روانہ کردیتا ہوں اور پھر یہاں کا معقول انتظام کرتا ہوں۔ اگرچہ یہاں کی سوانتظامی اور احتشام جنگ کی بے پروائی کی اطلاعیں حضور میں پہنچ چکی تھیں تاہم خود بدولت نے اس معروضہ سے کچھ اثر نہ لیا اور سید ولی محمد کی نمک حرامی پر محمول کرکے اس معروضہ کو بجنسہٖ راست احتشام جنگ کے پاس بھیج کر لکھا کہ ہم[1] نے تمہارے باپ کے پاس قدیمت سے تم کو امان کی جگہ امور کیا ہے تمہیں بھی احتیاط و ادائی فرائض لازم ہے تم کو چاہیئے کہ نوکر کو اپنی حد سے گزرنے نہ دیں اور انتظام ملک

---

[1] تذکرہ برہان صفحہ ۸

اپنے ہاتھ میں رکھیں اور اس نمک حرام کو جس نے یہ عرضی لکھ بھیجی ہے معقول سزا دیں کہ دوسروں کو
عبرت ہو۔ حضور کا عنایت نامہ پہنچنے پر انھوں نے نجبتی کو اور اس کے ہوا خواہوں میں سے ہر ایک کو قتل
کروا دیا۔ نرمل میں یہ کشت و ریز تین دن تک جاری رہی اور تقریباً تین سو آدمی نجبتی کے مارے گئے
اس واقعہ کے بعد احتشام جنگ بذات خود معاملات و انتظام ملک میں حصہ لینے لگ گئے اس کے
بعد اپنے حصۂ ملک کے حدود کو وسعت دینے کا خبط انہیں پیدا ہو گیا اور اپنی طاقت و فوج پر غرّہ
یہاں تک کہ ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۲ء) میں جب بندگانعالی نے کولاس میں ان کو طلب کیا تو انھوں
نے اپنی حاضری سے عذرات لاطائل کے تحت معذرت چاہی اور کولاس سے واپسی کے بعد
حسب قاعدۂ مستمرہ مثل اور جاگیرداروں اور منصبداروں کے ان پر بھی رقم نذرانہ قایم کر کے ان کے
مقبوضہ علاقہ کے محاصل کی مناسبت سے نو لاکھ روپے نذرانہ کا مطالبہ کیا گیا تو اس کے جواب میں
انھوں نے نہایت گستاخی سے تھوڑی سی بارود اور گولیاں روانہ کر کے لکھا کہ مبلغ مذکور کے
عوض میرے پاس یہ جنس حاضر ہے۔ اس خیرہ سری کی فوج کشی ہی کے ذریعے سرکوبی ہو سکتی تھی
چنانچہ ۱۱۹۷ھ (م ۱۷۸۳ء) میں ابوالفتح خاں تیغ جنگ کے ہمراہ حسام الدین خاں گھانسی میاں
سردار جنگ کو دو ہزار سوار تین ہزار بار رسالہ نادر جنگ فرانسیسی کے ساتھ ان کے طرف روانہ فرمایا
انھوں نے کوئگیر پہنچکر وہاں سے سرسواری قلعۂ بودھن پر قبضہ کر لیا۔ احتشام جنگ کی طرف سے
اس قلعہ پر رستم خاں جمعدار مامور تھے وہ قلعہ کا قبضہ چھوڑ نرمل چلے گئے۔ احتشام جنگ کو قلعہ
بودھن کے ہاتھ سے نکلجانے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنی طرف سے دلاور جنگ و ابو میاں
مہدوی اور اماں اللہ خاں وغیرہ کے تحت بارہ ہزار کی جمعیت بارہ توپیں گھانسی میاں کے

مقابلے پر روانہ کیں۔ جو کشٹا پور کے گھاٹ سے دریائے گوداوری کو عبور کر کے قلیل عرصہ میں بودھن کے قریب پہنچ گئی۔ اور طرفین سے مقابلہ شروع ہوا۔ سرکاری فوج حصار کے باہر صف آرا ہوی دلاور جنگ نے اپنی توپوں سے آتشباری شروع کر دی جس سے سرکاری فوج دبتی چلی اس نوبت پر احتشام جنگ کی فوج نے یہ محسوس کر کے کہ فتح اپنی ہے بوقت واحد اپنی جگہ سے بڑھکر سرکاری فوج پر حملہ کر دیا۔ گھانسی میاں اپنے ساتھ صرف دو سو آزمودہ کار سواروں کو لیکر علاحدہ قابو جو تھے جب انھوں نے دیکھا کہ احتشام جنگ کی فوج حملہ کی خاطر بے ترتیبی سے آگے بڑھ گئی ہے تو وہ اپنے انہیں معدودے چند سواروں کو لیکر اپنی کمین گاہ سے نکلے اور فوج مخالف پر ٹوٹ پڑے اور وہ جوہر مردانگی دکھائے کہ احتشام جنگ کی فوج کو ہزیمت ہوگئی۔ ابو میاں مہدوی اور ایمان خاں اور دیگر سردار جنگ میں کام آگئے دو زنجیر ہاتھی جس میں سے ایک معہ نشان و نقارہ تھا اور دو سو ہاتھی حامل خزانہ غنیمت میں آئے اپنی شکست کو دیکھ کر فرنگی سردار دلاور جنگ باقاعدہ طور پر اپنے ہی مورچہ میں قایم رہ کر سارا دن توپ اندازی کرتا رہا۔ آخر رات میں وہاں سے کوچ کر کے کشٹا پور چلا گیا۔ جہاں وہ شکست یافتہ فوج کو جمع کر کے پھر آمادۂ جنگ ہوگیا۔

نظام علیخاں کو جب باجمعیت قلیل گھانسی میاں کے فتح پانے کی اطلاع ملی تو حضور نے تعریف و تحسین کر کے ان کو حسام الدین خاں سردار جنگ کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور ان کی کمک کے لئے شرف الدولہ، نذر آور جنگ، حشمت جنگ، سیف جنگ اور امجد الدولہ کو چار ہزار سوار و پیادہ فوج کے ساتھ روانہ فرمایا اور اس کے ساتھ ہی خود بدولت بھی وہاں پہنچنے کے لئے ۲۱ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ (م ۲۸ اکتوبر ۱۷۸۲ء) کو بلدہ سے نکل کر فتح میدان میں قیام گزیں ہوئے۔

صاحب تزک آصفیہ کا بیان ہے کہ اس منزل[1] پر سے بندگان عالی نے نجم الدولہ میر بخشی اور سید عمر خاں کو حسام الدین خاں گھانسی میاں کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔

گھانسی میاں بودھن سے بالکنڈہ پہنچ کر شاہ بڈھن صاحبؒ کے تالاب کے پاس جا اُترے یہیں بندگان عالی کی مرسلہ افواج کمک اُن سے آملیں اس مقام سے کشٹاپور (جہاں احتشام جنگ کا فرانسیسی فوج کا سردار ولاور جنگ قایم تھا) تین کوس پر تھا۔ یہ فرانسیسی سردار اس دوران میں سرکاری افواج پر چھاپے مارتا رہا آخر تمام افواج جمع ہونے پر گھانسی میاں اس کے مقابلہ پر نکلے صبح سے شام تک معرکۂ توپ و تفنگ جاری رہا۔ اس موقع پر احتشام جنگ بھی نرمل سے نکل کر کشٹاپور میں اپنی فوج سے آملے تھے فرانسیسی فوج کا سردار سرشام دریائے گوداوری عبور کرکے موضع کانڈلے میں (جو نرمل سے پانچ کوس واقع ہے) جا ٹھہرا۔ اور فوج سرکاری بالکنڈہ واپس آئی اور عشرۂ شریف محرم ۱۱۹۸ھ (م اواخر ۱۷۸۳ء) یہیں گزارا۔ نظام علیخاں ۶ ذیحجہ ۱۱۹۶ھ م ۱۲ نومبر ۱۷۸۲ء کو فتح میدان سے نکل کر قلعہ ایلگندل روانہ ہوئے۔ ۸ ذیحجہ کو وہاں پہنچے دوسرے روز قلعہ کی سیر کی اور ۱۰ ذیحجہ کو وہاں سے نکل کر ۲۹ ماہ مذکور کو ایلواڑہ پہنچے اور راجہ باگسوار کے چلہ کے پاس قیام فرمایا۔ ۳ محرم ۱۱۹۷ھ (م ۹ دسمبر ۱۷۸۲ء) کو دولت رائے قلعہ جگتیال[2] کے محاصرہ پر مامور ہوئے اور کریم داد خان اور نومسلم فرنگی اور رسالہ یکہ تاز جنگ اور رسالۂ شجاعت جنگ و نوشیروان و غلام علی وغیرہ رائے مذکور کے ساتھ متعین کئے گئے۔ بعد عشرۂ محرم جب بندگان عالی منزل ایلواڑہ سے

---

[1] تزک آصفیہ صفحہ ۳۰۵

[2] اس قلعہ کی تعمیر ۱۱۰۷ھ (م ۱۶۹۵ء) میں ابراہیم ہنگ خاں دھولسرے کی تھی اور انتظام ہنگ کی طرف سے یہاں کی قلعداری کا سرسری تعلق تھا

کوچ فرمانے لگے تو راجہ پدم سنگھ و کنور جودہ سنگھ کو بھی جگتیال ہی کے محاصرہ میں شریک رہنے کا حکم دیا۔ آخر محاصرہ سے عاجز آکر قلعہ مذکور کا قلعہ دار سدی ظفر الماس ۲۸ محرم ۱۱۹۶ھ (۳ جنوری ۱۷۸۲ء) کو قلعہ سرداران سرکاری کے سپرد کرکے خود آپ دولت رائے کے توسط سے بندگانعالی کی خدمت میں حاضر ہوا حضور سے اُس کو منصب پانصدی اور خطاب خانی پر سرفرازی ہوی اور خود بدولت غرہ صفر ۱۱۹۷ھ (۱۶ جنوری ۱۷۸۳ء) کو کورٹلہ سے نکل کر جگتیال رونق افروز ہوے قلعہ کو ملاحظہ فرماکر بالکنڈہ کی طرف کوچ فرمایا اور موضع کرٹمیال، کورٹلہ، مٹ پلی سے ہوتے ہوے موضع پالم پر نہضت افروز ہوے جب سواری مبارک بالکنڈہ کے قریب پہنچی تو گھانسی میاں اور دوسرے امراء اپنی اپنی فوج کے ساتھ استقبال کرکے قدمبوس ہوے اس کے دوسرے روز یہاں سے ساری مجتمعہ فوج آگے روانہ ہوی اور ۱۴ صفر ۱۱۹۷ھ (۲۹ جنوری ۱۷۸۳ء) کو رفعت الدولہ سربلند جنگ، حسام الدین خاں گھانسی میاں، یکہ تاز جنگ، محمد بہلول خاں، سدی عبداللہ خاں، سید عمر خاں، محمد سلیمان، مصطفیٰ بیگ و شجاعت جنگ، محمد حسین خاں و غلام رسول خاں وغیرہ سرداران اپنی اپنی افواج کے ساتھ دریائے گوداوری کے پار ہوے۔ احتشام جنگ اس عبور کے موقع پر بے پروائی کے ساتھ مصروف سیر و شکار تھے ورنہ دوران عبور میں جنگ کا معقول امکان تھا سرکاری فوج کی طلایہ داری پر رفعت الدولہ، راجہ مہندر، راجہ پدم سنگھ، کنور جودہ سنگھ مامور ہوے عبور کی اطلاع کے بعد احتشام جنگ کی فوج مقابل ہوی لیکن توپوں کی زد سے بہت جلد پسپا ہوکر قلعہ چٹیال میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئی۔ ۱۵ صفر کو خود بدولت نے بھی دریائے مذکور کو عبور فرمایا۔

اس کے بعد غرہ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ (۴ فروری ۱۷۸۳ء) کو احتشام جنگ نے ملازمت حضور

وعفو جرایم کی نسبت بعض شرائط کے ساتھ ایک معروضہ روانہ کیا۔ جن میں سے بعض کو منظور فرما کر
خود بدولت نے ان کو حاضری کا حکم دیا لیکن اس کو احتشام جنگ نے تسلیم نہ کیا اور سوال وجواب
میں معذرت ومعافی ملتوی رہی۔ یہاں تک کہ ۶ ربیع الاول کو حضوری سرداروں میں سے
بعض نے اپنی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان جو پشتہ کوہ واقع تھا اُس پر اس خیال سے قبضہ
کرلیا کہ کہیں فریق مخالف اُس پر توپیں نہ چڑھا دے اس کے قبضہ میں مختصر سا مقابلہ ہوا جس میں
احتشام جنگ کے سپاہی پسپا ہوے اور قلعۂ چٹیال میں داخل ہو گئے۔ اس پشتہ کوہ پر قبضہ پانے
کے بعد دوسرے ہی روز بند گانعالی دریائے گوداوری کے کنارے سے اُٹھ کر اپنی فوج سے
آملحق ہوے۔ اس کے دوسرے دن خود بدولت ہودج میں سوار ہو کر نکلے۔ خواصی میں تیغ جنگ
شمس الملک تھے۔ حسب الحکم ہر طرف حملہ شروع ہوا۔ اثناء جنگ میں سید عمر خاں نے حاضر حضور ہو کر
عرض کی کہ سندی یاقوت ودلاور جنگ فرنگی اپنے اپنے گروہ کے ساتھ میری افواج سے مقابل
ہو گئے ہیں جمعیت غلام قلیل ہے اس لئے کمک کا امیدوار ہے۔ معاً شمس الملک نے حضور کے
حکم پر مکارم خاں کو اس کے ساتھ کر دیا اور محمد عظیم خاں اور پرورش علیخاں کو جلد کمک پہنچانے
کے لئے حکم دیا اسی دوران میں شاہ میرزا پسر ثابت جنگ سواران پائیگاہ وجوق جوشن ورہیلہ
کے ساتھ حملہ میں شریک ہو گئے اور ادھر عظیم خاں جوانان پائیگاہ اور اپنے رسالہ کے ساتھ
حریف کے قلب پر حملہ آور ہوے۔ اس جنگ میں نظام علیخاں کی فوجی ترتیب نقشہ سے ظاہر ہوگی

نقشہ صفوف جنگ سنہ ۱۱۹۷ھ

بمقابلہ احتشام جنگ بمقابلہ چٹیال من مضافات قائل

التمش

سید عمر خان و شاہ مزا پسر ثابت جنگ و محمد عظیم خان

میسرہ	قلب	میمنہ
گھانسی میاں و علی محمد خان برادر مجاہد جنگ	نظام علی خان	نجم الدولہ امجد خان و غلام امام خان (صولت جنگ پسر ایلچی)
طرح میسرہ		طرح میمنہ
رفعت الدولہ		بروز شش علیخاں

یہی معرکہ فیصلہ کن ثابت ہوا اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل نے بتفصیل یہ لکھا ہے کہ جس وقت احتشام جنگ کو سدی ظفر الماس کے مطیع ہونے اور قلعہ جنگیتال کے ہاتھ سے نکل جانے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بسر جلسۂ عام تمام گروہ غلامان و حبشیوں پر سخت اظہار رنج و غضب کر کے بے وفائی کا دھبہ ان پر لگایا تھا اس محفل میں سدی یاقوت بھی موجود تھا (اس حبشی غلام کے زیر اثر رسالہ عروب و حبش و روہیلہ و دیگر کارخانہ جات بھی تھے) اس کو یہ ناگوار گزرا اور اس کے بعد سے اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ کسی موقع پر اپنی بہادری اور وفاداری کا ثبوت دے یہاں تک کہ ایک روز جب کہ سرکاری فوج میدان میں نمودار ہوئی تو وہ اپنی عرب و روہیلہ اور حبشیوں کی جملہ ایک ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مذکور سے نکل کر حملہ آور ہو گیا اس کے ساتھ ہی فرانسیسی فوج کا سردار دلاور جنگ بھی اپنی فوج کو لیکر نکل آیا اور قلعہ کی توپوں سے گولے آگ برسنے لگے۔ ادھر سے حضوری افواج بھی آگے بڑھیں مقابلہ دست بدست ہو گیا احتشام جنگ کی بڑھ کر آئی ہوئی تقریباً ساری فوج کٹ گئی عہدہ داروں میں سے سدی یاقوت تو زخموں میں چور ہو کر میدان ہی میں گرفتار ہو گیا دلاور جنگ البتہ زخمی ہو کر واپس ہو گیا احتشام جنگ کے گاڑدیوں کی فوج کے بارہ نشان بندگانعالی کی فوج کے ہاتھ آئے۔ اس شکست سے احتشام جنگ کا دل شکستہ ہو گیا اور جنگ سے نادم ہو کر عفو تقصیرات کے لئے اپنی والدہ کو خدمت بندگانعالی میں روانہ کیا اس سیدہ بیوہ کی عرض پر احتشام جنگ کو دربار میں حاضر کرنے کے لئے مشیر الملک (غلام سید خان سہراب جنگ) کو روانہ کیا گیا ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ھ ہجری (م ۱۷ فبروری ۱۷۸۳ء) کو

لہ دیکھو آصفیہ صفحہ (۳۱۷)

وہ حاضر دربار ہوئے ان کی تقصیرات کو معاف کر کے بندگانعالی نے اپنے ہاتھ سے ان کو
پیچ مرصع باندھا اور خلعت عفو سے سرفرازی بخشی طلب معافی کے واقعہ کی نسبت صاحب تذکرہ نرمل
کا بیان یہ ہے کہ پہلے[1] احتشام جنگ نے اپنی والدہ کی طرف سے عریضہ لکھا جس میں ان کی
ناتجربہ کاری اور سخن نشنوی کا اظہار کر کے عفو تقصیرات کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کو ملاحظہ
فرما کر بندگانعالی نے ماما بڑن کو پھولوں کا گہنا دیکر احتشام جنگ کے پاس روانہ فرمایا وہ ان کے
پاس جا کر بڑی مدارات سے پیش آئی پھولوں کے ہار ان کو پہنائے اور فہمائش کر کے احتشام جنگ
کو گھوڑے پر سوار کرا کے اپنے ہمراہ حضور میں لے آئی قدمبوسی کے بعد بندگانعالی نے ان کے تقصیرات
کو معاف فرمایا اور احتشام جنگ نے ابراہیم باغ (جس کو ان کے والد ابراہیم بیگ خان دھونسہ
نے بڑے اعلیٰ پیمانہ پر تیار کیا تھا اور اسی میں ان کے محلات وغیرہ رہتے تھے) خالی کر کے
خود آپ عیدگاہ کے متصل میدان میں ڈیروں میں جا ٹھیرے جس کے بعد خود بدولت نے
غلام سید خان سہراب جنگ (معین الدولہ مشیر الملک ارسطوجاہ اعظم الامرا) کو حکم دیا کہ علاقہ
نرمل کا جمع خرچ و خزاین نقد و جواہر وغیرہ کا متصدیوں سے جایزہ لیں اور ملاحظہ میں پیش کریں چنانچہ
نقد یک کرور روپیہ کے علاوہ از قسم زر و زیور و جواہر و جنس کارخانہ جات قیمتی ایک کرور روپے
برآمد ہوئے کارخانہ جنسی کے کارپردازوں کو حکم ہوا کہ ہڈدہات و پنجرس وغیرہ کی عمدہ عمدہ
توپیں قلعہ گولکنڈہ روانہ کر دیں اور باقی دوسری توپیں نرمل کے قلعہ اور شہر پناہ اور برجوں
پر رکھدیں اس کے بعد نرمل کی عملداری اور قلعہ نرمل کی قلعداری پر امام علی خان بہادر الدولہ کو

---

[1] مذکرۂ نرمل صفحہ (۹۲)

نامزد فرمایا۔ اور احتشام جنگ کو صوبہ داری ایلچپور اور خطاب ظفر الدولہ سے سرفراز کیا۔ اس انتظام و اہتمام کے بعد سیر و تماشائے محلات و باغ وغیرہ میں ایک عرصہ گزار کر ۲۶ ر جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۲۹ ر مئی ۱۷۸۳ء) کو وہاں سے نکلکر بروز جمعہ ۱۴ ر رجب ۱۱۹۷ھ (م ۵ ر جون ۱۷۸۳ء) کو داخل بلدہ حیدرآباد ہوئے۔

۱۱۹۸ھ میں پیشوا کے ساتھ ایک معاہدہ کے طے کرنے کے سلسلے میں بندگانعالی اودگیر تشریف لے گئے۔ اس معاہدہ کی تفصیل اور اسباب اوراق مابعد میں بیان ہوگی۔

اتحاد پیشوا و نظام علیخاں

ٹیپو سلطان کے معاملہ کے لئے مرہٹوں کا نظام علی خان کو اپنے ساتھ متفق کرنا اور اسی غرض کے تحت صلح نامہ ہدایت گڑھ طے پانا

۴ ر جمادی الثانی ۱۱۹۷ھ (م ۱۷ ر مارچ ۱۷۸۳ء) کو انگریزی کمپنی اور پیشوا کے مابین ایک صلح نامہ (بنام صلح نامۂ سال بائی) طے پایا جس کا فقرہ نہم ریاست خداداد میسور سے متعلق اس مضمون پر مشتمل تھا کہ حیدر علی خان نے پیشوا سے گو مصالحت کر لی تھی لیکن وہ پھر فساد برپا کر کے انگریزی کمپنی اور اس کے حلیف محمد علی خان والی کرناٹک کے بعض علاقہ جات پر قابض و متصرف ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ ان مقبوضات کو واپس اور گرفتاران جنگ کو رہا کر دیں جو حالیہ جنگ میں انہوں نے حاصل و گرفتار کئے تھے اور ۹ ر رمضان ۱۱۸۱ھ (م ۲۹ ر جنوری ۱۷۶۸ء) کے عہد نامہ کی رو سے (جو حیدر علی خان اور پیشوا کے مابین ہوا تھا) محمد علی خان اور انگریزوں کے جس حصہ ملک پر وہ قابض ہو گئے تھے چھ مہینے میں واپس کر دیں۔ اس کے مقابل انگریزوں نے یہ اقرار کیا کہ وہ حیدر علی خان کے ساتھ کوئی مخالفت اس وقت تک نہ کریں گے جب تک کہ وہ انگریزوں یا ان کے حلیف کے ساتھ کوئی مخالفانہ طرز عمل اختیار نہ کریں۔

اس شرط صلح سے ظاہر ہے کہ انگریزی کمپنی پیشوا کے ذریعہ حیدر علی خان سے اپنے منتزعہ مقبوضات کو حاصل کر لینا چاہتی تھی لیکن اس صلح نامہ کے پانچ ماہ قبل ہی یکم محرم ۱۱۹۷ھ (م ۷ ر دسمبر ۱۷۸۲ء) کو مرض سرطان سے حیدر علی خان کا انتقال ہو گیا تھا۔

جن کے بعد ان کے فرزند ٹیپو سلطان ان کے قایم مقام ہوئے تھے اُن پر لازم نہ تھا کہ وہ اس باہمی مصالحت کو قایم رکھتے جو ان کے والد اور پیشوا کے مابین تھی۔ اور نہ اُن پر اس شرط مندرجہ صلح نامۂ سال بائی کی تعمیل کی ذمہ داری قانوناً عاید ہو سکتی تھی اور ممکن ہے کہ انگریزی کمپنی نے سابقہ تہہ نامہ کی تجدید اور ٹیپو سلطان سے اس کی توثیق کرانے کے لئے پیشوا کو مجبور یا آمادہ کرانا مناسب تصور کیا ہو۔ اس لئے انہوں نے راست ٹیپو سلطان سے ایک جدید صلح نامہ کی تکمیل کا تصفیہ کر لیا لیکن وہ اپنے والد کے انتقال کے قبل ہی سے انگریزی کمپنی اور اس کے جنوبی ہند کے زمیندار حلیفوں کے ساتھ برسرپیکار تھے جس کا سلسلہ سال مابعد تک چلتا رہا۔ آخر جب انگلستان کی حکومت نے اپنے فرانسیسی حریفوں سے صلح[1] کر لی تو اس کی شرائط کے تحت فرانسیسیوں کو ٹیپو سلطان کے پاس کے متعینہ فرانسیسی عہدہ داروں کو واپس طلب کر لینا پڑا۔ اس طرح ٹیپو سلطان کے پاس سے جب ایک شائستہ اور معقول فرانسیسی فوج نکل گئی تو پیش پا افتادہ مہم میں وہ اس قابل نہیں رہے کہ خود تنہا انگریزی فوج سے مقابلہ کرتے اس زمانے میں وہ قلعہ منگلور کے محاصرہ پر تھے ناچار انہوں نے مصالحت کو مناسب تصور کیا اور ۱۱ مارچ ۱۷۸۴ء (م ۱۶ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ) کو ایک صلح نامہ (بنام صلح نامہ بنگلور) طے پایا جس کی رو سے فریقین نے اپنے اپنے سابقہ مقبوضات پر قابض اور حالیہ مقبوضات کو چھوڑنے کا اقرار کر لیا جس طرح انگریزوں کو ریاست میسور کا کھٹکا لگا ہوا تھا اسی طرح مرہٹہ سرداروں کو بھی اس کی طرف سے خطرہ تھا جب پیشوا کو یہ علم ہوا کہ

---

[1] یہ صلح ۱۷۸۳ء (م ۱۱۹۷ھ) میں مقام ورسیلز (فرانس) ہوئی۔

انگریز اور ٹیپو سلطان کے مابین صلح ہو رہی ہے تو انہوں نے خیال کیا کہ انگریزی کمپنی معاہدۂ سال بائی کو فسخ کرنے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ جس پر انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس بغرض مصالحت وصول چونھ اپنے ایلچی روانہ کیے جس کے جواب میں ٹیپو سلطان نے کہلا بھیجا کہ ان کے والد نے چند ضرب توپ اور بندوقوں کے سوائے کوئی اور چیز متروکہ میں نہیں چھوڑی ہے جس کے ساتھ میں حاضر ہوں اس جواب سے مرہٹوں نے خائف و پُر دل ہو کر یہ تجویز کی کہ نظام علی خان کے ساتھ اتحاد قایم کر کے ٹیپو سلطان سے ان علاقوں کو حاصل کریں جن پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا اور ان حملوں کا جوان ہر دو کے مقبوضات پر ہو رہے تھے یا آئندہ جن کے لئے تیاریاں جاری تھیں مقابلہ اور سدباب کریں انہوں نے نظام علی خان کو یہ سمجھایا کہ کہ جس طرح پیشوا کے اکثر علاقہ پر ٹیپو سلطان نے قبضہ کر لیا ہے اسی طرح خود نظام علی خان کے علاقے بھی ان کے حملات و تصرف سے محفوظ نہیں رہے اور یہ تحریک کی کہ ہر دو قوتیں کسی باہمی مصالحت کے ساتھ ٹیپو سلطان کا مقابلہ کریں اور اپنے اپنے مقبوضات ان سے حاصل کر لیں اور اس کے بعد بھی وہ صلح نہ کریں تو ان کے علاقے میں در آئیں لیکن ہر دو رؤسا کا اپنے اپنے مستقر حکومت پر رہکر ایسے معاہدہ کا جلد اور حسب مراد ملے پانا غیر ممکن تھا اس لئے دونوں فریقوں نے یادگیر کے قریب دریائے بھیرا کے کنارے اس کی تکمیل کی قرارداد کی چنانچہ نظام علی خان ۱۴ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ (۶ فروری ۱۷۸۴ء) کو حیدرآباد سے نکل کر یادگیر روانہ ہوئے اس موقع پر ٹیپو سلطان کے خلاف عمل جارحانہ اختیار کرنے میں نظام علی خان کو بجانب حق قرار دینے کے لئے صاحب توزک آصفیہ پہلے ٹیپو سلطان کی زیادتیوں کو

بیان کرتا ہے اور اس کے بعد نظام علی خان کی فہمائش چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ۱۷۹۸ء کے اوائل میں ٹیپو سلطان نے اپنا روپیہ (جو وزن میں دو تولے اور جس میں ان کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ شامل تھا) مسکوک کر کے میسور کے علاقہ میں جاری کرنے کے علاوہ ممالک محروسہ بندگانعالی میں بھی جاری کرادیا چنانچہ ایسا بہت سا روپیہ حیدرآباد میں بھی پہنچکر کوچہ بکوچہ رائج ہوگیا اور یہ خبر عام طور پر مشہور ہوگئی کہ وہ بندگانعالی کے مقابلہ میں خروج کر رہے ہیں ان کے مراسلات جو اسی زمانے میں بندگانعالی کی خدمت میں وصول ہوئے اس کی تائید کرتے تھے کہ خلاف رسم قدیم اور اپنے باپ کے طرز عمل کے خلاف انہوں نے مراسلات میں عرضی کی مد نکالکر مساویانہ طریقہ پر خطوط لکھ بھیجے اور ان قلعہ جات و پرگنوں کو جنہیں ان کے باپ حیدر علی خان کھو بیٹھے تھے۔ لوٹ لاٹ کر ویران کر دیا۔ دریائے شور کے زمینداران و رعایا کو معمولی حرکات و جرایم کے بہتان کے ساتھ ان کے ورثہ سے محروم کر کے علم ظلم بلند کر رکھا تھا اس پر بھی قانع نہ رہ کر غنیم (انگریزی کمپنی) کے مقبوضات پر طرح طرح کے خلاف از تقریر و تحریر مظالم برپا کر کے اکثر قلعے بجبر حاصل کر لئے اور ہر طرف اپنی سلطانی کا شہرہ اور طنطنہ قایم کر دیا تھا اور برہمنان پونہ وغیرہ کو جس جگہ پاتے دستگیر کر کے مختون کر دیتے اور انگریزوں کو بندرگاہوں اور ان کے قلعوں میں سے قید و گرفتار کر کے آتش غضب میں جلا ڈالتے تھے ان مظالم کی اطلاع جب بندگانعالی کو دیگئی تو انہوں نے یہ نصیحت نامہ لکھا کہ "مابدولت اب تک تمہاری بے اعتدالی و شوخی سے چشم پوشی کرتے رہے

لہ توزک آصفیہ صفحہ (۳۳۰)

اور چونکہ تمہاری ہمت بلند ان عیسائیوں کے دفع کرنے اور غاصبوں کے خلاف کوشش میں مصروف رہی ہے ہم نے تمہاری مدد اور رعایت کو مقدم جانا اب بھی کچھ نہیں گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اپنے حرکات سے باز آکر راہ راست اختیار کرو ہم کو اُس عہد و پیماں کا پاس ہے جو ہمارے اور تمہارے والد کے مابین ہوا تھا انہوں نے تم کو ہماری حفظ و امانت میں سپرد کیا تھا اور ہم نے اپنی شمشیر خاص تمہیں مرحمت کی تھی اب بھی اگر اپنے حدود سے متجاوز نہ ہو تو حسب حال تمہاری رعایت کیجائیگی والا آنچہ خواست[1] ایزدی است بظہور می رسد۔" اس نصیحت نامہ کے بعد چندے انہوں نے ملک و مال سے دست تعدی کھینچ لیا لیکن پھر حسب سابق زیادتیاں شروع کیں مگر پنڈت پردھان کے سردار کے عرائض پر ٹیپو سلطان کے خلاف مرہٹوں سے اتحاد قایم کرنے کے لئے بندگانعالی ایت گیر (یادگیر) روانہ ہوئے۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۸ھ (م ۱۸ مارچ ۱۷۸۴ء) کو بالاجی پنڈت عرف نانا پھڑنویس نے باریاب ہو کر اپنا عندیہ بیان کیا گفت و شنید کے بعد بوقت رخصت بندگانعالی نے اپنے دست مبارک سے شمشیر با قبضۂ مرصع و علی بند اور خنجر مرصع با علاقہ مکلل ان کی کمر میں لگایا جس پر پنڈت مذکور نے سر و قد کھڑے ہو کر تسلیمات بجالائی۔ اور ایک اشرفی نذر گزرانی دوسرے روز پنڈت مذکور سوال جواب صلح نامہ کے تحت پھر حاضر دربار ہوئے۔ ۷ جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۲۹ مارچ ۱۷۸۴ء) کو خود بدولت ان کی قیام گاہ پر تشریف لے گئے پنڈت مذکور نے

---

[1] ورک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

ایک کوس آگے آکر حضور کا استقبال کیا اور ان ڈیروں میں جو حضور ہی کے لئے نصب کئے گئے تھے
ان کو لیجا کر بٹھایا اور بہت سارے جواہر گراں بہا اور اقمشہ اعلیٰ نذر کئے۔ یہیں تکاجی ہولکر نے
بھی بندگانعالی سے ملاقات کی دفعات عہدنامہ کے طے ہونے کے بعد مرہٹہ سرداروں کی طرف
سے بندگانعالی کو پرتکلف دعوت دیگئی جس میں ۱۳ر جمادی الاول ۱۱۹۸ھ (م ۴ر اپریل ۱۷۸۴ء) کو اعلیحضرت معہ
صاحبزادگان و امرا رونق افروز بزم ہوئے اور ۲۲ر جمادی الاول کو دریائے بھیرا کے کنارے سے
نکل کر قلعہ ایت گیر کی سیر کی اور وہیں عسکر جنگ قلعدار کی نذر قبول فرمائی اور ان کو جواہر سے سرفراز
بھی فرمایا۔ اس کے بعد تکاجی ہولکر نے بندگانعالی کی ایک ضیافت علیحدہ کی۔ اس میں جن
مرہٹہ سرداروں پر بندگانعالی کی جانب سے سرفرازیاں ہوئی ہیں ان کی تفصیل شاہ تجلی[1] نے
بتائی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل آٹھ نامور مرہٹہ سردار اس موقع پر موجود تھے
تکاجی ہولکر۔ نانا پھڑنویس[2]۔ ہری رام پھڑکیہ[3]۔ کشن راؤ بلال[4]۔ اپا بلونت راؤ[5]۔ گوبند کشن پسپر
کشن راؤ۔ گوبند راؤ بھگونت۔ بلونت راؤ نایب مودھاجی بھونسلۂ بندگانعالی یہاں سے ۵ر جب
۱۱۹۸ھ (م ۲۶ر مئی ۱۷۸۴ء) کو حیدرآباد واپس ہوئے۔ منازل واپسی میں بمقام دھنواڑہ
حضور کے ملاحظہ میں عہدنامۂ ایت گیر پیش ہوا جس پر ۶ر شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۵ر جون ۱۷۸۴ء)
کو خود بدولت نے دستخط کر کے تکمیل کر دی۔ یہ عہدنامہ عہدنامہ ایت گیر کے نام سے موسوم ہے
اس کی نقل ضمیمہ (ب) میں قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیگی۔

اسی سفر میں ایک مقام پر کسی آوارہ گرد درویش نے ہندوی قوم پر درشت کلامی کی

---

[1] تورک آصفیہ صفحہ (۳۳۲)

فوج ہمرکاب میں بعض اس قوم کے افراد بھی تھے جن کو اس کی تلخ کلامی ناگوار گذری جس پر سپاہیوں میں خون ریزی ہوگئی اس واقعہ کی تفصیل ہم نے اپنی تصنیف سوانح تیغ جنگ میں بتلائی ہے آخر تیغ جنگ (شمس الملک امیر اول یا یگاہ خاص) کی فہائش پر جھگڑا چکا اس واقعہ کے دوسرے روز سواری مبارک بالمور (معروف بہ محبوب نگر) پہنچی جہاں سے بمنازل طولانی طے مسافت کرکے ۱۲ر شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۱۱ر جون ۱۷۸۳ء) کو بدگانعائی داخل حیدرآباد ہوئے

انگریزی کمپنی کو جب یہ علم ہوا کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کے مابین کوئی باہمی سمجھوتہ ہو رہا ہے تو اس اتحاد کو اپنے اغراض کے خلاف تصور کیا اور مسٹر جانسن کو بہ حیثیت سفیر حیدرآباد روانہ کیا تاکہ اس باہمی اتحاد میں اگر کوئی امر انگریزی کمپنی کے مقاصد کے خلاف طے ہوا ہو تو اس کا دفع دخل ہو جائے اور یہ بھی ان کے شریک مصلحت ہو جائیں اس موقع پر انگریزی کمپنی کو نظام علی خان سے جنگ برپا کرنے کے لئے ایک حیلہ موجود تھا کہ بسالت جنگ کا انتقال ہو کر ایک عرصہ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے گنٹور کو بموجب معاہدہ ۱۱۸۱ھ انگریزی کمپنی کے سپرد نہیں کیا تھا اس لئے اس موقع پر اپنے سفیر کو بھیجنے میں مصلحت تھی کہ ان کو اپنے خلاف ہونے نہ دیں چنانچہ مسٹر جانسن حیدرآباد پہنچکر یکم شعبان ۱۱۹۸ھ (م ۲۱ر مئی ۱۷۸۴ء) کو حضور میں باریاب ہوئے اور منجانب شاہ انگلستان تحفے تحایف پیش کئے۔ وہ تقریباً دس مہینے حیدرآباد میں رہکر ۲ر جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ (م ۱۲ر اپریل ۱۷۸۵ء) کو واپس ہوئے۔

قلعہ بادامی کا محاصرہ | ایسٹ گیر کے صلح نامہ کے بعد پیشوا نے اُدھر اپنے سرداروں کے نام فراہمی فوج کے احکام دیئے اور اِدھر نظام علی خان نے اس کے بعد اپنی فوج کے ساتھ پونہ سے

پیشوا ٹیپو سلطان کی حدود کی طرف بڑھے اور نظام علی خان بھی ۲۳ محرم سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۶ نومبر ۱۷۸۵ء کو جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہونے کی غرض سے حیدرآباد سے نکل کر عیدگاہ جدید کے پاس خیمہ زن ہوئے۔ ان ایام میں تیغ جنگ کے فرزند کی تسمیہ خوانی ہو رہی تھی جس کی تکمیل یہیں کر کے ۸ صفر م ۱۱ دسمبر کو آگے بڑھے اور منزل بمنزل اودگیر سے ہوتے ہوئے ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۳ اپریل ۱۷۸۶ء) کو قلعہ بادامی کے محاصرے میں مرہٹہ سرداروں کے شریک ہو گئے۔ محاصرہ کا دوران بڑھنے لگا تو نظام علی خان اپنی طرف سے شرف الملک رفعت الملک عصمت جنگ، راجہ تیج سنگھ، کنور جودھ سنگھ، کنور بجے سنگھ، کنور نرندر سنگھ رستم راؤ باندھرہ، محمد لودھی خان، سوائی خان، داؤد خان وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ محاصرہ پر چھوڑ کر خود آپ بلدہ حیدرآباد واپس ہوئے جہاں ۱۹ رجب سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۱۸ مئی ۱۷۸۶ء) کو پہنچے

قلعہ ادھونی کا محاصرہ

قلعہ بادامی کا محاصرہ حسب بیان نشان حیدری[1] نو مہینے رہا آخر برضامندی قلعدار اس پر قبضہ ہوا جس کے بعد متحدین کے سرداروں نے قلعہ دھارواڑ، جالی ہلی، گجندر گڈھ نول کنڈہ، رگونڈہ وغیرہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا جب ٹیپو سلطان کو اس کی اطلاع ملی اور ان کو یہ معلوم ہوا کہ اس نواح کے زمیندار اور پالیگار متحدین سے متفق ہو گئے ہیں تو اس سمت پیش قدمی کرنے سے باز رہکر انہوں نے اپنی فوج جرار کے ساتھ قلعہ ادھونی کا رُخ اختیار کیا یہ قلعہ بسالت جنگ کے فرزند مہابت جنگ کے زیر تصرف تھا جو نظام علی خان کے بھتیجے (فرزند بسالت جنگ) بھی تھے اور داماد بھی۔ انہوں نے ٹیپو سلطان کے پاس اپنے

[1] نشان حیدری صفحہ ۳

دیوان اسد علی خان کو روانہ کیا تاکہ ان کا عندیہ معلوم کرے اور اگر ممکن ہو تو مناسب شرائط کے ساتھ ان سے مصالحت کی بنا قایم کرے لیکن ٹیپو سلطان نے کسی شرط صلح پر رضامندی کے اظہار کے عوض ان سے کہا کہ نظام علی خان کی مخالفت کی وجہ سے وہ اس قلعہ (ادھونی) پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ اگر مہابت جنگ خود ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہو کر باہمی صلح کرلیں تو پھر ان کو ان سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ لیکن مہابت جنگ نے اس کو تسلیم نہ کیا اور متحصن ہو گئے ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی کا محاصرہ کرلیا اس کی اطلاع نظام علی خان کو ملتے ہی انہوں نے تیغ جنگ اور ارسطو جاہ کو اپنے بھائی ہمایوں جاہ (میر مغل علی خان) کی رکاب میں ٹیپو سلطان کے مقابلے کے لئے ادھونی روانہ کیا۔ ہر دو امیر ہمایوں جاہ کی رکاب میں غرۂ شعبان ۱۲۰۰ھ (م ۲۰ مئی ۱۷۸۶ء) کو حیدرآباد سے نکل کر بکوچ ہائے طولانی مضافات ادھونی میں پہنچے اس خبر کے سنتے ہی ٹیپو سلطان محاصرہ چھوڑ کر شاہ ڈونگر کی پہاڑی پر جا ٹھیرے اور اس تازہ دم سرکار عالی کی فوج پر چھاپے مارنے لگے۔ دو ایک خفیف مقابلے بھی ہوئے جس میں سے ایک میں نظام علی خان کی افواج کو کامیابی ہوئی آخر ارسطو جاہ و تیغ جنگ نے مہابت جنگ کو ان کے زنانے اور خاص خاص متعلقین کے ساتھ قلعہ ادھونی سے نکالکر معقول بدرقہ اور فوج کے ہمراہ رائچور روانہ کر دیا۔ قلعہ مذکور کو خالی پاکر ٹیپو سلطان کی افواج نے اس پر قبضہ کرلیا۔

اس اثناء میں بعض بد اندیشوں نے یہ افواہ اڑائی کہ مہابت جنگ کے دریائے کرشنا پار ہوتے وقت ٹیپو سلطان نے اپنی بے شمار فوج کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے

پریشان ہوکر تیغ جنگ وارسطوجاہ میدان جنگ سے سراسیمہ نکل گئے۔ حالانکہ یہ دونوں امراء مہابت جنگ کو دریا پار کرکے آپ ہری رام پھڑکیہ کے ساتھ کپل، بہادر بنڈہ روانہ ہوئے تھے نظام علی خان نے اس خبر سے پریشان ہوکران ہردو امراء کو لکھا کہ اپنے چند سرداروں کو مرہٹہ فوج کی کمک کے لئے چھوڑکر جلد تر حاضر خدمت ہوجائیں جس پر انہوں نے شرف الملک، اعتقاد الدولہ، رفعت الملک، سردار الدولہ، رائے بہارامل، جمنا راجہ وغیرہ کو تیس ہزار سوار جرار کے ساتھ وہیں چھوڑ دیا اور آپ خود واپس ہوکر ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۰ھ (م ۲۸ اگست سنہ ۱۷۸۶ء) کو حاضر حضور ہوئے۔

قلعہ شاہ نور پر متحدین کا حملہ | ہری رام پھڑکیہ اور افواج سرکار عالی نے بہادر بنڈہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا اور تین چار ہی دن میں اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد وہ چاہتے تھے کہ کپل کے قلعہ کو بھی فتح کرلیں لیکن ٹیپو سلطان نے ادھونی سے سیدھا اسی طرف کا رخ اختیار کیا اور قریب پہنچ کر متحدہ افواج پر شبخون مارا چونکہ اطراف پہاڑیاں تھیں اس لئے افواج سرکار عالی اور مرہٹہ کو نقصان پہنچا۔ جہاں سے متحدہ فوجیں آگے بڑھ گئیں اور قلعہ شاہ نور پر حملے کا ارادہ کیا اس نوبت پر راجہ ہولکر بھی تیس ہزار سوار کے ساتھ متحدین سے آملے تھے یہاں کا قلعدار حلیم خان (ٹیپو سلطان کا بہنوی) افواج متحدہ سے مل گیا تھا لیکن ٹیپو سلطان نے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور ایک دم تاخت کرکے چوبیس گھنٹے ہی میں اس قلعہ پر قبضہ کرلیا اب ہری رام پھڑکیہ نے سرینگ پٹن پر حملے کا ارادہ کیا ٹیپو سلطان بھی ان افواج متحدہ کے پیچھے پیچھے دو تین کوس فاصلے پر ساتھ رہے اور موقع بموقع حملے کرتے رہے پیچھے سے

آگے نکل کر نیلیم کو روکنے کے لئے کوئی مناسب راستہ یا موقع ٹیپو سلطان کو نہ ملا یہاں تک کہ ایک پہاڑیوں سے گھرے ہوئے تنگ مقام میں متحدین کی افواج پہنچیں یہاں جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ اس مقام پر ٹیپو سلطان نے افواج متحدہ پر شبخون مارنے کی تیاری کر لی ہے اس اطلاع پر یہاں سے جلد تر نکل جانے کی تجویز ہوئی لیکن آگے بڑھتے بڑھتے رات ہو گئی آخر ٹیپو سلطان نے حملہ کر دیا۔ بہزار خرابی افواج متحدہ اس تنگ و تاریک مقام سے نکلیں بہت سارا مال و متاع ٹیپو سلطان کو غنیمت میں ملا جب یہاں سے نکل کر متحدہ فوجیں بہادر پٹنہ کے قریب پہنچیں تو ٹیپو سلطان نے نہایت تیزی سے اس قلعہ پر قبضہ کر کے گولہ باری شروع کر دی۔ اس کے بعد جب ٹیپو سلطان کو ہری رام پھڑکیہ کے عزم مصمم کی خبر ملی کہ وہ سرینگاپٹن پر حملہ کرنے کو بڑھ رہا ہے تو انہوں نے صلح کی سلسلہ جنبانی کی آخر ہر سال پینسٹھ لاکھ روپے بطریق چوتھ ادا کرنے پر صلح ہوئی جس کے بعد تمام فوجیں اپنے اپنے مقام و مرکز کو واپس ہوئیں

تنخواہ جاگیر کے بست احکام | جس عہد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں اس میں تنخواہ جاگیر سے جو لوگ سرفراز ہوتے تھے ان کا فریضہ تھا کہ جتنے جوانان و سوار کی عہدہ داری کے عوض اُن کو تنخواہ جاگیر ملی ہو اتنے جوانوں اور سواروں کا ہمیشہ ملازم رکھنا اور ان کی تنخواہ اس جاگیر سے ادا کرنا ان پر لازم تھا۔ لیکن اکثر عہدہ داروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ وقت ضرورت مقررہ سوار و جوانوں کو طلب کر لیتے اور بعد رفع ضرورت ان کو برطرف کر دیتے تھے اس طرح اپنی جاگیر سے ایک معتدبہ حصۂ محاصل بچا لیتے تھے۔ ارسطو جاہ جب دیوان ہوئے تو انہوں نے اس کی ممانعت میں تاکیدی احکام جاری کئے آخر جنگ مذکور سے فراغت پانے کے بعد

انہوں نے ایسے عہدہ داروں اور جاگیرداروں کو حکم دیا کہ اب تک جو کچھ بچت اس طرح کرلی گئی ہے اس سے درگزر کیجاتی ہے سال رواں کی بابت جو کچھ بچت ہوئی ہو داخل سرکار کردیجائے اور آیندہ مقررہ تعداد ملازمین کی مامور رکھی جائے اس حکم سے موہن راؤ نپگلیہ (جاگیردار رودرور) نے انحراف کیا تو ۱۲۰۲ھ میں اس کی جاگیر پر ضبطی کے احکام جاری کئے گئے جس پر وہ اپنے علاقہ میں فوج کثیر فراہم کرکے آمادۂ پیکار ہوگیا اور اطراف کے علاقۂ سرکاری پر دست بُرد شروع کردی نظام علی خان نے اس کی تادیب و سرکوبی کے لئے قلعدار اودگیر سزاوار الدولہ اور راجہ بہار امل کو مامور کیا۔ موہن راؤ نپگلیہ نے تاب مقاومت نہ لاکر راہ فرار اختیار کی اور قلعہ رودرور پر سرکار عالی کا قبضہ ہوگیا۔

۱۲۰۲ھ ہی میں سرکار ایلگندل وورنگل ومیدک وغیرہ بعنوان تعہد راجنا دیسیکھ کے سپرد کئے گئے تھے زمیندار چنور (جو قوم یلمہ سے تھا) ایلگندل کے تحت تھا اس نے راجنا دیسیکھ کے احکام کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ اس کے ساتھ بداخلاقی سے بھی پیش آیا جس پر دیسیکھ نے بندگانعالی سے اس کی تنبیہ کے لئے اجازت اور مدد چاہی خود بدولت نے راجہ بہار امل تیجونت بہادر کو اُس کی کمک پر نامزد کیا دیسیکھ مذکور اور راجہ بہار امل نے متفقاً اس پر حملہ کرکے اس کے قلعہ کی بیرونی فصیل پر قبضہ کرلیا جس کے پاس ہی آب نوشیدنی کے چشمے تھے ان چشموں کے قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے راجہ چنور اور تمام قلعہ والے پریشان ہوکر صلح پر آمادہ ہوگئے۔ راجہ بہار امل اور راجنا دیسیکھ نے قلعہ پر قبضہ کرکے تنظیم پیش کردہ کو منظوری کی خاطر بندگانعالی کے ملاحظہ میں روانہ فرمایا۔ اوسطجاہ کی تحریک پر اعلیحضرت نے یہ حکم دیا کہ راجہ چنور کو طلب کرکے قلعہ محمد نگر میں قید کردیا جائے۔

سفارت جان کناوے

کمپنی نے اپنی طرف سے کپتان جان کناوے کو سفیر بنا کر حیدرآباد روانہ کیا وہ یہاں پہنچ کر ۲۹ شعبان ۱۲۰۲ھ (م ۲ اگست ۱۷۸۸ء) کو حاضر دربار ہوئے اور کمپنی کی طرف سے تحایف نذر گزرانے اس سفارت کی غرض یہ تھی کہ انگریزی کمپنی کی پیشکش کے بقایا کا تصفیہ کیا جائے اور سرکار گنٹور کو حسب معاہدہ سابقہ کمپنی کے قبضہ میں دیدیا جائے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۱۹۳ھ (م ۱۷۷۹ء) میں انگریزی کمپنی نے جو معاہدہ بسالت جنگ سے کیا تھا وہ نظام علی خان کی بغیر اطلاع ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے خیال کیا کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۷ء) کا عہدنامہ فسخ و منسوخ ہو گیا جب ۱۱۹۶ھ (م ۱۷۸۱ء) میں بسالت جنگ نے وفات پائی اور انگریزوں نے بروئے عہدنامہ ۱۱۸۱ھ سرکار گنٹور پر قبضہ کرنا چاہا تو عہدہ داران نظام نے ۱۱۷۶ھ کے عہدنامہ کے انفساخ کے تصور پر ان کی مزاحمت کی جس کے رفع کرنے اور اس پیشکش کے بقایا کی نسبت جو کمپنی پر واجب الادا تھی کوئی سمجھوتہ کرنے کی غرض سے جان کناوے مامور ہوئے تھے۔ ان کے حاضر دربار ہونے کے بعد نظام علی خان نے گنٹور پر قبضہ دیدینے کا حکم دیدیا لیکن بقایا پیشکش کے تصفیہ کا انحصار گورنر جنرل کی رائے پر منحصر رکھا گیا جس کے لئے ریاست حیدرآباد سے میر ابوالقاسم (میر عالم) کو بہ حیثیت سفیر چند امراء اور منصبداروں کے ساتھ کلکتہ روانہ کیا گیا۔ ان کی جو کچھ آؤ بھگت وہاں ہوئی

اس کا تفصیلی ذکر ہم نے اپنی تصنیف 'میر عالم' میں کیا ہے صاحب توزک آصفیہ کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں میر عالم کو سفارت کلکتہ پر روانہ کیا گیا اسی زمانہ میں حافظ فرید الدین خان کو ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کیا گیا۔ اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جان کناوے کی سفارت پر یہ لازم تصور کیا گیا کہ ٹیپو سلطان سے کوئی مفاہمت ہو جائے کہ پیش پا افتادہ معاملات میں اگر کمپنی کے ساتھ کوئی سوء فہمی پیدا ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں ان سے کمک حاصل ہو سکے

میر عالم کی سفارت میں جو مسایل طے ہوئے اس کا اظہار ارل کورنوالس نے اپنے ایک خط مورخہ ۲۷ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ نظام علی خان میں کیا ہے جو عہد نامہ کی حیثیت سے سی یو ایچیسن نے اپنے مجموعہ عہد نامہ جات میں شایع کیا ہے اس کا ترجمہ بطور خلاصہ یہاں لکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"۱۷۸۸ء (م ۱۱۸۱ھ) کے عہد نامہ کے مطابق نہ نظام نے سرکار گنٹور کو کمپنی کے تفویض کیا اور نہ کمپنی نے ان کو پیشکش، نظام چونکہ ان دنوں اہم امور میں مصروف تھے۔ اس لئے کمپنی نے اس معاملہ میں نہ کوئی تحریک کی اور نہ کوئی پیروی۔ جب وہ ان امور سے فارغ ہو چکے تو رزیڈنٹ (جان کناوے) کو بھیجا گیا کہ سرکار گنٹور کی تفویض کے متعلق وہ نظام سے عرض کریں اور سرکاران شمالی کی پیشکش کی بابت نظام کو اطمینان اور یقین دلائیں کہ کمپنی نظام کو پیش کش کا واجبی بقایا ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آیندہ بھی بروقت ادا کرتی رہیگی جب نظام نے سپردگی گنٹور کا حکم جاری فرما کر دوستی و خیر اندیشی کا ثبوت دیا ہے تو کمپنی بھی ان سے مراسم مرعی رکھے گی۔

"ہم نے ان مضامین عہد نامہ پر جن کے معانی مبہم اور مطالب صاف نہ تھے میر ابوالقاسم (میر عالم) سے گفتگو کی (پیشکش کی) ادائی بقایا کی ضمانت داخل کرنے اور سرکاران شمالی کے ایک حصہ کو مکفول کرنے سے میرا انکار اس لئے واجبی تھا کہ انگریزوں کی راستبازی اور قول وقرار کی پابندی ہی خود اس کی ضامن ہے۔"

نظام علی خان نے تجدید عہد نامہ کی خواہش کی تھی اس کے متعلق ارل کورنوالس نے اسی خط میں یہ لکھا کہ میں نے اکثر مواقع پر کپتان کناوے کی معرفت اور میر ابوالقاسم کی زبانی بھی کہلا بھیجا ہے اور آغاز تحریر میں بھی یہی درج کیا ہے کہ عہد نامہ ۱۷۶۸ء (م ۱۱۸۱ھ) کی تعمیل ہو اور ہمیشہ آپ سے دوستی واتحاد قایم رہے اور آپ کو بھی میرے بیان سے اور پیچیدہ شرایط معاہدہ کی صراحت سے یہ یقین ہوا ہوگا کہ میں صدق وصفا کی بنیاد پر ہر ایک امر کا تصفیہ کرتا ہوں مگر یہاں مجھ کو بہ اعتبار مباحثہ میر ابوالقاسم یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب تک کوئی معقول وجہ عہد نامہ کی تجدید کی نہ ہو اس وقت تک ہمارے ملک کے آئین اور انگلستان کے بادشاہ اور کمپنی کے احکام اور نیز قوم انگریزی کی ایمان وحرمت مانع تجدید عہد نامہ ہیں اس لئے تبدیل یا تجدید عہد نامہ مذکور کو میں نے قبول نہیں کیا اگرچہ عہد نامہ کی تجدید کو منظور نہیں کیا گیا تاہم آپ میرے اس اقتدار کے لحاظ سے جو شاہ انگلستان اور انگریزی پارلیمنٹ نے مجھ کو عنایت کیا ہے میری اسی تحریر کو مثل عہد نامہ تصور فرمائیں کیونکہ یہ خط منظورہ کونسل ہے اور اس سے زیادہ تصریح کے لئے آپ میر ابوالقاسم سے دریافت کریں جن کو میں نے اس تمام گفت وشنید میں آپ کا وفادار صادق اور باخبر و

خیرخواہ ملازم معتبر و معتمد تصور کیا ہے "۔

میر عالم کلکتہ سے یہ خط اور بقایا پیشکش کے منجملہ نو لاکھ سولہ ہزار چھ سو پینسٹھ روپے گیارہ آنے کی تین ہنڈویاں اور قیمتی جواہر و تحایف کے ساتھ ۲۶ جمادی الاول ۱۲۰۳ ہجری (۲۲ فروری ۱۷۸۹ء) کو حیدرآباد داخل ہوئے اور باریاب حضور ہو کر نذر پیش کی اور تحفے گزرانے

۱۲۰۳ھ کا جشن سالگرہ | نظام علی خان نے قلعہ گولکنڈہ میں ایک نیا مکان[1] تعمیر کرایا تھا اس زمانے میں اسی میں فروکش تھے چنانچہ میر عالم کی نذر بندگانعالی نے اسی مکان میں لی۔ نئے مکان کی گھر بھرائی کی تقریب میں یہاں ایک مینا بازار قایم کیا گیا جس میں اقسام کے نفایس و جواہر، ہاتھی گھوڑے بغرض خرید و فروخت مہیا کئے گئے تھے چھوٹے بڑے امیر امراء اور خود بدولت اس میں حصہ لیتے رہے انہیں دنوں میں ایک پالتو بندر بندگانعالی کا ہاتھ کاٹ لیا۔ یہ زخم ایک مہینہ تک رستا رہا اس کے اندمال کے بعد غسل صحت و سالگرہ کے جشن کی تیاری شروع ہوی جس کا تمام اہتمام ارسطوجاہ کے تفویض کیا گیا تھا ابھی جشن شروع ہونے نہ پایا تھا کہ سردربار ایک ناگوار واقعہ پیش آگیا وہ یہ کہ ارسطوجاہ ہی کے علاقہ کے ایک جمعدار مسمی حیدر علی بیگ کی جاگیر عرصہ سے ضبط تھی قرض بڑھ گیا تھا وہ سپاہیوں کے تقاضہ سے تنگ آرہا تھا اور سپاہی اپنی اپنی تنخواہوں کے وصول پانے کے لئے علیحدہ دق کر رہے تھے آخر عید الفطر کی نذرین پیش کرنے کے حیلے اپنے ہمراہیوں کو لیکر حاضر دربار ہوا اور بندگانعالی کے آگے بڑھ کر ہمراہیوں کو نذر کے لئے پیش کرتے کرتے

---

[1] مکان قلعہ گولکنڈہ کا مشہور موتی محل ہے جو اب تک علی حالہ قایم ہے۔

اپنی کٹار نکال لی اور ہاتھ آگے بڑھا کر کہنے لگا کہ "حضور یا تو مجھے اس کٹار سے ذبح کر دیں یا مقدمۂ جاگیر و تنخواہ سپاہ کا فیصلہ فرمائیں" ارسطو جاہ درمیان آکر کٹار چھیننے لگے اس کشمکش میں اُن کا ہاتھ زخمی ہو گیا خون بہتا دیکھ کر اُن کے ہوا خواہ جمعدار اور اس کے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑے ہنگامہ میں جمعدار معہ چند ہمراہیوں کے قتل ہو گیا اور بعض جوان زخمی ہو گئے ارسطو جاہ کا زخم مندمل ہونے تک جشن سالگرہ ملتوی ہو گیا آخر اوایل ماہ ذیقعدہ میں بڑی دھوم سے جشن منایا گیا اس تقریب کے لئے پانچ لاکھ روپے کی منظوری ہوئی تھی۔ ارسطو جاہ نے ایک لاکھ کئی ہزار سانچے موتیوں سے تیار کیا ہوا ملبوس خاص بندگانعالی کی نذر کیا اسی جشن میں صاحب توزک آصفیہ نے ایک اردو قصیدہ پیش کیا جس کا ہر ایک مصرع مادۂ تاریخ تھا افسوس ہے کہ یہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکا۔

سفارت منجانب ٹیپو سلطان

قبل ازیں ریاست حیدرآباد سے حافظ فریدالدین خان بہ حیثیت سفیر ٹیپو سلطان کے پاس قیام اتحاد کی غرض سے روانہ کئے گئے تھے وہ ۱۲۰۴ھ میں سرینگ پٹن سے واپس آئے۔ ان کے ہمراہ ٹیپو سلطان کے ایلچی محمد غیاث و قطب الدین خان و علی رضا خان ٹیپو سلطان کے خط اور تحایف لیکر آئے اور باریاب حضور ہوئے نظام علی خان چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے بھی اتحاد قایم کرلیں اور ٹیپو سلطان بھی اس تخیل سے متفق تھے لیکن اس خیال سے کہ باہمی تعلقات میں مزید استحکام ہو انہوں نے نظام علی خان کے ساتھ سمدھاوے کے رشتۂ اتحاد کے قیام کی تحریک کی معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس وقت برسر دربار سفیروں نے اس مسئلہ کو پیش کیا تو نظام علی خان کے چہرے سے رضامندی کے آثار پیدا ہو رہے تھے جن کو ٹیپو سلطان کے اُن مخالفین نے جو حاضر دربار تھے محسوس کرکے محل میں اس کی اطلاع کرادی اور ٹیپو سلطان کی غیر واقعی برائیوں کو بھی گوش گزار کرادیا جس پر محل میں ایک بے چینی پیدا ہوگئی اور قبل اس کے کہ سفرا ٹیپو سلطان کو کوئی تشفی بخش جواب دیتے نظام علی خان کو محل میں جانا پڑا۔ جہاں محلات نے ٹیپو سلطان کی سنی سنائی برائیوں کو دہرا کر اس رشتہ سے ناراضی ظاہر کردی جس سے بندگانعالی سخت متاثر ہوگئے اور باہر آکر اس پیغام کو اس امر کے اظہار کے ساتھ کہ وہ ایک

ادنیٰ نایک بچے کے ساتھ قرابت قایم نہیں کر سکتے مسترد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی نظام علی خان نے اپنے ان ممالک کے قبض و تصرف کا سوال پیش کر دیا جن پر ٹیپو سلطان متصرف تھے۔ اس انکار سے انگریزی کمپنی کا بڑا فایدہ ہوا۔ اس واسطے کہ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ دکن ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی رئیس اپنے نواحی رئیس سے متحد رہے تاکہ ہر دو کی باہمی مخالفت سے فریق ثالث (انگریزی کمپنی) کو اس کا فایدہ حاصل ہو

اس سفارت کے جواب میں ارل کورنوالس کے ایک خط موسومہ میر عالم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو سلطان کے ایلچیوں کے ذریعے کسی اقرار نامہ کی تجدید کا مسئلہ بندگانعالی کے حضور میں پیش ہوا مگر ان سفیروں کے کلام کے شاق گزرنے سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوی جب ٹیپو سلطان کے سفیروں کو یہ معلوم ہوا کہ بندگانعالی بہ نفس نفیس ٹیپو سلطان سے جنگ اور اپنے مقبوضات کو حاصل کرنے کے ارادے سے نکل رہے ہیں تو انہوں نے موید جنگ کے ذریعے اس امر کا اقرار کیا کہ قلعہ گتی سے سرحد قلعہ سرا تک وہ تمام سرکار اور پرگنے جو تنخواہ و سپاہ کے عوض میں ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پیشتر سے ان کے تصرف میں تھے حضور بندگانعالی کو تفویض کر دیں گے۔ اور اس غرض کے لئے جلد تر اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت مانگی جس پر ان سفیروں کو جاگیر و منصب کی توقع دلائی گئی اور اجازت واپسی دیدی گئی وہ موید جنگ کے ہمراہ واپس روانہ ہوئے تاکہ ٹیپو سلطان سے حکم حاصل کر کے اس علاقہ کا قبضہ ان کو دلا دیں۔

علاقہ میسور کی طرف پیش قدمی کرنے کی غرض سے نظام علی خان معہ فوج و خدم و حشم حیدرآباد سے غرۂ رجب ۱۲۰۴ھ (۱۷ مارچ ۱۷۹۰ء) کو نکلے اور گوڑ دھنداس کے باغ میں قیام فرمایا۔ سفراۓ ٹیپو سلطان کے جانے کے بعد ان کے قول و قرار کے نتیجہ سے آگاہی پانے تک بندگانعالی کو یہیں ٹھیرنا پڑا۔ دوران قیام میں ہر روز پائیگاہ کی گارڈیوں کی فوج کا تماشا ملاحظہ فرماتے رہے آخر ایک مہینہ کے بعد جب یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کا سفیر قطب الدین خان گنتی پہنچ کر اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا تو بندگانعالی گوڑ دھنداس کے باغ سے نکل کر دریاۓ کرشنا کی سمت راہی ہوۓ۔

مُعاہدۂ نظام علی خان و کمپنی انگریزی

جس زمانے میں ٹیپو سلطان کے سفیر حیدر آباد آئے انگریزی کمپنی کے وکیل جان کنا وی بھی یہاں تھے اور چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کے خلاف نظام علی خان کے ساتھ کوئی معاہدہ تکمیل پائے ٹیپو سلطان سے انگریزوں کی مخالفت کے جملہ وجوہ میں ایک وجہ یہ تھی کہ وہ انگریزوں کی مخالف قوم فرانسیسیوں کے ساتھ متفق تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے اثر و قوت کے تحت اطراف کے راجاؤں اور زمینداروں پر حکمران بنکر اپنے دایرہ حکومت کو وسیع کر رہے تھے جس سے انگریزی کمپنی کے مقاصد متاثر ہو رہے تھے تیسری وجہ جو ان دونوں سے پیدا ہوی اور سب سے زیادہ اہم اور منفعت بخش یہ تھی کہ ۱۱۹۶ھ م ۱۷۸۲ء میں انگریزوں نے میسور کے معزول راجہ کی بیوی کے نام سے ترمل راؤ[1] کے ساتھ ایک معاہدہ[2] کیا تھا جس کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ انگریزی کمپنی ٹیپو سلطان سے ملک حاصل کر کے رانی یا اس کے متبنّی کو گدی نشین کرا دے اس مقابلہ میں جب انگریزی فوج ٹیپو سلطان کو کویمبٹور اور اس کے مضافات سے نکال دیگی تو رانی کی طرف سے تین لاکھ پگوڈا کمپنی کو

---

[1] یہ ایک رہیس اور میسور کی رانی کا وکیل تھا رانی میسور میں ٹیپو سلطان کے برپر گرانی تھی اور اس کا وکیل ترمل راؤ تحاور کے راجہ کے پاس رہتا تھا مدوّن مجموعہ عہد ماعحات مسٹر ایچی سن کو اس امر کا اقرار ہے کہ اس معاہدہ کی تکمیل کی کوئی اطلاع رانی صاحبہ میسور کو نہیں تھی۔

[2] ٹریٹی ولیم جلد (۹) طبع ۱۹۳۱ء صفحہ (۲۲۴)

دئے جائیں گے اور جب انگریزی فوج بالاگھاٹ پر چڑھائی کر کے بورم پر قابض ہو جائیگی تو مزید ایک لاکھ پگوڈا دئے جائیں گے۔ اور جب میسور فتح ہو کر رانی یا اس کے متبنیٰ کو دیدیا جائے گا تو اور ایک لاکھ پگوڈا کمپنی کو دئے جائیں گے۔ اور جب سرینگ پٹن فتح ہو جائیگا تو اور پانچ لاکھ پگوڈا دیئے جائیں گے اس کے بعد جس روز رانی یا اس کا متبنیٰ سرینگ پٹن میں گدی نشین ہوگا اسی دن پانچ لاکھ پگوڈا اور کمپنی کو دیئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد سے ہر سال پانچ لاکھ پگوڈا کمپنی کو دیا جایا کرے گا جس کے عوض کمپنی نے حفاظت میسور اور فوج کے قیام کی ذمہ داری اپنے پر لے لی۔ اس معاہدہ کے تحت جو مفاد انگریزی کمپنی کو حاصل ہو سکتے تھے ان کے حصول کی بہت جلدی تھی انہوں نے دوسرے رؤسا کو بھی ٹیپو سلطان کی شکست و بربادی میں اپنا شریک بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کو کام میں لایا۔ ٹیپو سلطان کے سفیروں کے حیدرآباد آنے کے بعد غالباً انگریزی کمپنی کے ہوا خواہوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں جن کی تائید سے انگریزی کمپنی کو کامیابی ہو گئی۔ چنانچہ ایک معاہدہ نظام علی خان، پیشوا اور انگریزی کمپنی کے مابین طے ہوا۔ جس کے دفعات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محض ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے مقبوضات کے تقسیم کر لینے کی نسبت طے پایا ہے۔ یہ سہ یوایچ سن کے مجموعۂ عہدنامہ جات میں موجود نہیں ہے لیکن اس کا ایک اصل مخلوطہ اور ایک مسودہ ہمارے دیکھنے میں آیا ہے جس کو نقل کرنا یہاں بے محل نہ ہوگا۔

"قول و قرار دوستی اتحاد برائے دفع دشمن یعنے ٹیپو سلطان فیما بین سرکار کمپنی انگریز

سرکار نواب مستطاب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر صوبہ دار ملک دکن و سرکار پیشوا سوئی مادھو راؤ نرائن پنڈت پردھان بہادر معرفت احترام الدولہ کیپٹن جان کنوی بہادر دلاور جنگ بموجب اختیار و اقتدار کہ از طرف گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر کہ برائے انصرام و انتظام جمیع امور در تمام بنادر ہندوستان متعلقہ کمپنی انگریز بہادر از جانب بادشاہ جم جاہ و پارل منٹ گریٹ برٹن مامور اند بہ بہادر موصوف مفوض گشتہ موجب دفعات ذیل بعمل آمد ہر سہ سرکار بر آن نہایت و مستقل خواہند بود و شرایط مندرجہ آن بلا تفاوت از ہر سہ سرکار بعمل خواہد آمد۔

دفعہ اول ۔ ہر سہ عہدنامہ ہائے سابق کہ از صلابت جنگ مرحوم معرفت کرنل فورڈ در ۱۷۵۹ء و از نواب معلی القاب نواب آصفجاہ بہادر معرفت جنرل کلیو در ۱۷۶۶ء و معرفت کارپردازان چینا پٹن در ۱۷۶۸ء تحریر یافتہ و مکاتبہ گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر مرقومہ ہفتم ماہ جولائی ۱۷۸۶ء کہ بجائے عہدنامہ چہارم است بحال و برقرار مگر آن دفعات کہ از روئے عہدنامہ حال بوجہ دیگر انتظام یافتہ باشد دوستی دایمی نسلاً بعد نسلٍ فیما بین ہر یک از طرفین و قایم مقام طرفین بموجب عہدنامہ ہائے سابق بحال و برقرار۔

دفعہ دویم ٹیپو با ہر سہ سرکار با وجودیکہ عہد داشت تقض عہد با ہر سہ سرکار نمود ازین سبب این ہر سہ سرداران متفق شدہ عزم نمودہ حتی المقدور تنبیہ او بعمل آرند کہ آیندہ برائے بدعہدی کردن در طاقت نتواند ماند و چون ہر سہ سرکار در این مہم شریک اند ملکے کہ ازین مہم بتصرف در آید مع آمدنی آن از وقت تصرف با خزاین و دفاین معتدبہ میان کمپنی

و نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان کہ پنڈت معزبرائے شرکت درین مہم و مامور کردن فوجے معقول اقرار نمودہ اند سہ حصۂ مساوی مناسب سرحد ملک ہر یک تقسیم خواہد یافت مگر تعلقات پالیگران مرقومہ دفعہ دہم از عہد نامہ فیما بین کمپنی و راؤ پنڈت پردھان کہ معرفت مسٹر مالٹ قرار یافتہ و بحضور معلی القاب فرستادہ شدہ و باز ازین جا رفتہ اگر مصلحت شرکاء داخل تقسیم نباشند مستثنیٰ از ملک متصرفہ مذکورہ است افواج نواب معلی القاب و راؤ پنڈت پردھان در ملک ٹیپو داخل شدہ شروع بجنگ و تسخیر خواہند کرد اگر پیش از آن انگریز ملک از ٹیپو خلاص کنانند در آں حصۂ ہر دو سردار نیست ۔

دفعہ سیوم ۔ بوکلاء ہر سہ شرکاء برائے حاضر بودن پیش افواج ہر سہ کہ بر سر این مہم باشند پروانگی شود و نظر براین کہ شرکاء را موافقت و اتحاد دلی ہمدیگر ہمیشہ بحال و برقرار ماند قرار یافتہ کہ در صورتے کہ فیما بین دو شریک تکرارے بمیان آید شریک سیوم کفیل باشد کہ فیما بین ہر دو شریک واسطہ شدہ حتی المقدور سعی و کوشش نماید کہ تکرار مذکور از روئے وجہی بر سبیل درستی رفع سازد ۔

دفعہ چہارم ۔ ہیچ کس از شرکاء ہیچ سوال و جواب علیحدہ با ٹیپو ننماید بلکہ ہر چہ پیغامے از طرف ٹیپو پیش کسے بیاید آن کس اطلاع بدیگران بدہد و مصالحہ با ٹیپو بے استرضائے ہر سہ شرکاء بعمل نیاید ۔

دفعہ پنجم ۔ اگر ٹیپو بعد مصالحہ بملک قدیم یا جدید از سرکار کمپنی یا سرکار نواب معلی القاب یا سرکار راؤ پنڈت پردھان مصدر خلل و فساد گردد یعنے ہر گاہ ابتدائے خلل و فساد از طرف

ٹیپو باشد ہر یک از شرکا حفاظت و حراست ملک ہمدیگر از اذیت و بدعت او کفیل خواہد بود درخواست اخراجات حفاظت از ہمدیگر نخواہند نمود۔

دفعہ ششم۔ تعلقات مقبوضہ و متصرفہ ہر سہ سرکار و مقبوضہ و متصرفۂ رفقاء و متوسلان ہر سہ سرکار کہ ہر یک از شرکا بموجب دفعہ صدر کفیل حفاظت تعلقات مذکورہ خواہند بود اسامی آن تعلقات بعد انجام مہم مفصل نوشتہ شود۔

دفعہ ہفتم۔ این عہدنامہ کہ مشتمل بر ہفت دفعات است نواب معلی القاب نزد راؤ پنڈت پردھان و دلاور جنگ نزد مسٹر مالٹ برائے اطلاع ہر دو معزخواہند فرستاد بعد از آن دو قطعہ مزین بمہر و دستخط نواب معلی القاب پیش گورنر جنرل ارل کارنوالس بہادر فرستادہ شود گورنر جنرل موصوف در عرصۂ چہل و پنج روز یک قطعہ را مہر و دستخط خود کردہ پیش دلاور جنگ بہادر واپس خواہند فرستاد کہ بہادر موصوف تفویض نواب آصفجاہ خواہند نمود و قطعہ دویم را در دفتر کمپنی داخل خواہند کرد و تا رسیدن قطعۂ مہری و دستخطی گورنر جنرل موصوف دلاور جنگ بہادر قطعۂ مہری و دستخطی خود را از نواب معلی القاب واپس خواہند گرفت۔"

یہ ممکن ہے کہ ایچی سن کو اس عہدنامہ کا کوئی نسخہ نہ ملا ہو اسی لئے وہ اس کو اپنے مجموعہ میں درج نہ کر سکے بغیر اس عہدنامہ کے ۱۷۹۲ء کے اس عہدنامہ کی تکمیل ہو نہیں سکتی جو اس کے بعد ہی اس امر کے لئے طے پایا کہ ملک ٹیپو سلطان پر حملہ کرنے کے لئے منجانب نظام انگریزی فوج کو بنگالہ سے طلب کیا جائے۔ اسی کے دفعہ پنجم میں عہدنامہ مذکورۂ بالا کے دفعہ دوم کا حوالہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

"آنچہ غنیمت بدست جمعیت ٹپالن ہائے مذکور آید داخل سرکار بندگان عالی خواہد شد سوائے خزاین و دفاین معتدبہ کہ بموجب دفعہ دویم عہدنامہ میان ہر سہ شرکا تقسیم خواہد یافت"

اس عہدنامہ سے یہ امر صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی دفعہ دوم کا حوالہ ۱۷۹۰ء کے عہدنامہ کی دفعہ پنجم میں درج ہے۔

جنگ میسور ۱۷۹۲ عیسوی
سنہ ۱۲۰۶ ہجری

ان معاہدوں کی تکمیل کے بعد میسور کی طرف پیش قدمی ہونے لگی اور جنگ کے لئے یہ چھیڑ نکالی کہ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے حلیف راجۂ ٹراونکور کے قلعہ کرنگانور[1] پر قبضہ کرلیا تھا۔ راجۂ مذکور کو جب اس قلعہ پر حملہ کی خبر لگی تو انہوں نے مدراس گورنمنٹ سے کمک چاہی لیکن اس گورنمنٹ کی امدادی کوشش غالباً اس جنگ میں کام نہ آسکی۔ آخر انگریزی فوج مدراس سے میجر جنرل میڈوز کے زیر کمان میسور کی طرف بڑھی انگریزوں اور نظام علی خان کے مابین ٹیپو سلطان کے خلاف تقریباً اسی زمانے میں وہ معاہدہ تکمیل پایا جس کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے اسی معاہدے کے تحت وہ اپنی کثیر فوج کے ساتھ اپنے ممالک کے جنوبی حدود کی جانب روانہ ہوئے۔ دریائے کرشنا کے قریب قلعہ پانگل میں آپ خود قیام گزیں ہوئے اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو انگریزی امدادی فوج کے ساتھ ٹیپو سلطان کے مقبوضات پر حملہ کے لئے روانہ فرمادیا چنانچہ میجر ہیومنگامری اپنی انگریزی فوج کو لیکر اس سرکار عالی کی فوج کے ساتھ قلعہ کپل پر حملہ آور ہوا قلعدار محصور ہوکر مقابلہ کرنے لگا۔ یہ محاصرہ اس

---

[1] یہ قلعہ پہلے کوچین کے علاقہ میں تھا جس کو ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۷۶۳ء مطابق سنہ ۱۱۷۶ھ میں متصل قلعہ اماکوہ پرتگیزوں سے حاصل کیا تھا کہا جاتا ہے کہ راجۂ ٹراونکور نے ایسے حدود ملک کی حفاظت کے لئے ان ہر دو قلعوں کو ۱۷۷۵ء مطابق سنہ ۱۱۸۹ھ میں ڈچ سے خرید لیا تھا جب ٹیپو سلطان نے کوچین کے علاقہ کو لیے ریزگس کرلیا تو انہوں نے ان قلعوں کے حصول کی کوشش کی۔

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ر اپریل ۱۷۹۱ء (م ۱۴ شعبان) کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیومنگا میری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈرورڈیان کے قایم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوی اور ۵ر ستمبر ۱۷۹۱ء (م ۱۶ محرم ۱۲۰۶ھ) کو گورم کنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس[1] نے نندی درگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن رڈ نے ان سے حملہ کرکے ۶ر نومبر (م ۹ر ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کرکے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کردیا۔ لفٹنٹ کرنل ولسن ہسٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ[2] ۲۰ر نومبر (م ۲۳ ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کرلیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم وملزوم تھیں کیپٹن رڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

---

[1] مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل میڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والاجاہ آباد پہنچی تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ میں خود حصہ لینے کے لئے لارڈ کورنوالس کلکتہ سے مدراس آئے اور میجر جنرل میڈوز کو طلب کرکے ان سے فوج کا چارج حاصل کرلیا جس کے بعد آئندہ فوجی پیش قدمی اور حملے لارڈ کورنوالس ہی کی صوابدید پر منحصر رکھے گئے۔

[2] ہسٹری آف مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔

طلب بھی نہیں کی گئی تھیں اگر ایسا ہوتا تو ولسن اس کے وجوہ غیر حاضری کو ضرور بتاتا یا وہ مقام بتاتا جہاں وہ یا اس کی فوج بھیجی یا متعین کی گئی تھی۔ محض عدم موجودگی بتا دینے سے یہ امر قابل تسلیم نہیں ہے کہ اگر انگریزی فوج ہوتی تو اس قلعہ پر ٹیپو سلطان کا قبضہ نہ ہو سکتا بہرحال اس قلعہ پر ۲۵ دسمبر ۱۷۹۱ء (م ۲۸ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ) کو مکرر قبضہ حاصل کر لیا گیا۔

ٹیپو سلطان نے جب دیکھا کہ ان کے علاقہ میں چار طرف سے حملہ کیا جا رہا ہے تو مجبوراً ان کو دائرۂ جنگ تنگ کرنا پڑا تاکہ اپنی مجموعی قوت کو ایک جگہ کر کے ہر مقابلہ کا جواب دیا جا سکے۔ چنانچہ وہ لڑتے لڑتے ہٹتے ہوئے اپنے دار السلطنت سرینگ پٹن پہنچ گئے اور اس کے اطراف کے ایک سو اٹھائیس دمدمے اور بتریوں پر اپنی افواج کو تقسیم کر دیا جب ارل کورنوالس بڑھتے ہوئے سرینگ پٹن سے قریب پہنچے تو برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا اور سامان رسد کی کمی اور بدقت فراہمی سے فاقہ کشی کی نوبت آ رہی تھی اور حملہ میں تیزی کر کے لارڈ صاحب جنگ کو ختم کر نہیں سکتے تھے کہ مقابلہ بھاری تھا۔ اور ان کو اپنے ایک حلیف ہری پنت (سردار مرہٹہ فوج) کا انتظار تھا کیونکہ پیشوا کی فوج انہیں کے تحت انگریزوں کی مدد پر آ رہی تھی اور یہ خبر نہیں تھی کہ وہ کدھر ہے اور کب تک آ سکے گی اس لئے کورنوالس نے اپنی فوج کو بنگلور واپس ہونے کا حکم دیدیا۔ انگریزی فوج کے بنگلور واپس ہونے کی اطلاع ملتے ہی نظام علی خان نے اپنی سابقہ فوج کی کمک کے لئے مبر عالم کو مزید فوج کے ساتھ بھیجا اور ان کے بعد ۷ صفر ۱۲۰۶ھ (م ۶ اکتوبر ۱۷۹۱ء) کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ کو بھی روانہ فرمایا جن کی رکاب میں اعظم الامرا اور دوسرے

امیر بھی اپنی فوج کے ساتھ تھے وہ ۲۵ جنوری ۱۷۹۲ء (م ۳۰ جمادی الاول ۱۲۰۶ھ) کو مقام ماگیری پر لارڈ کورنوالس سے ملے۔ ختم بارش پر ارل کورنوالس کی فوج سرکار نظام کی سابقہ فوج کے ساتھ بنگلور سے نکل کر آگے بڑھی اور ۱۱ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۵ فروری ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن کے مقابل پہنچی۔ سرکار عالی کی فوج سرینگ پٹن سے چار کوس پر ایک نالے کے کنارے اتری جہاں سے داہنی جانب موتی تالاب تقریباً دو میل تھا۔ ۱۱ جمادی الثانی کی شب میں ہی ٹیپو سلطان نے فوج طلایہ پر چھاپہ مارا لیکن انگریزی فوج کی بیداری و ہوشیاری سے کوئی زیادہ نقصان نہ پہنچا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ (م ۶ فروری ۱۷۹۲ء) کو انگریزی فوج نے ٹیپو سلطان کے دمدموں پر شبخون مارا ٹیپو سلطان نے قلعہ سرینگ پٹن سے آٹھ ہزار گولے برسائے لیکن سب بے سود ثابت ہوئے۔ تمام متریوں اور دمدموں پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

اب سرینگ پٹن کے محاصرے کی تدبیریں ہونے لگیں لفٹننٹ چامرس اور ناش کو (جنہیں دوران جنگ میں اسیر کر لیا گیا تھا) ٹیپو سلطان نے ۸ فروری ۱۷۹۲ء (م ۱۴ جمادی الثانی ۱۲۰۶ھ) کو رہا کر کے ان کے ذریعے ایک خط موسومہ ارل کورنوالس روانہ کیا جس میں انہوں نے صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی لیکن اس خط پر کوئی توجہ کرنے کے عوض یہ تصور کر لیا گیا کہ مصالحت[1] کے حیلے میں ٹیپو سلطان اپنے حالات درست کرنے کے لئے وقت نکالنا چاہتے ہیں اور اسی لئے سرینگ پٹن کے محاصرہ کے لئے پیش قدمی ہونے لگی۔ حالانکہ اسی تاریخ ٹیپو سلطان نے اپنی تمام تبریاں جو دریائے کاویری کے پار تھیں

---

[1] ہسٹری آف مگال آرٹلری جلد اول صفحہ ۱۴۷

خالی کردی تھیں۔ اس کے بعد بھی تقریباً دو ہفتے جانبین سے مقابلے ہوتے رہے۔
۲۲ فروری (م ۲۸ جمادی الثانی) کو ٹیپو سلطان نے علاقۂ بمبئی کی انگریزی فوج پر ایک پُرزور حملہ کیا جو شام تک برابر جاری رہا جس میں طرفین سے بہت سارے کام آئے
اسی تاریخ پھر ٹیپو سلطان کی طرف سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور ابتدائی شرائط صلح تجویز کر کے ارل کورنوالس نے ان کے پاس روانہ کئے جس کے یہ پانچ شرائط تھے

(۱) ٹیپو سلطان کے مقبوضات کا نصف حصہ متحدین کے سپرد کر دیا جائے۔

(۲) تین کروڑ تیس لاکھ روپے متحدین کو دیئے جائیں جن میں سے ایک کروڑ پینتیس لاکھ روپے فوراً ادا کر دیئے جائیں اور باقی مساوی اقساط میں جس میں سے ہر ایک چار چار مہینے سے زیادہ میعاد پر نہ پہنچے۔

(۳) ہر فریق صلح کی وہ رعایا جو حیدر علی خان کے زمانے سے دوسرے کے پاس اسیر و محبوس ہے رہا کر دیجائے۔

(۴) تا تکمیل و تعمیل شرائط مذکورہ ٹیپو سلطان کے دو لڑکے بطور یرغمال متحدین کے پاس رہیں اور جب وہ متحدین کے پاس آجائیں تو جنگ موقوف ہوگی۔

(۵) جب ان شرائط مذکورہ کا اقرار نامہ ٹیپو سلطان کی مہر و دستخط سے آجائے تو ایک نقل متحدین ثلثہ کے پاس سے تکمیل کرا کے بھیجدیجائیگی اور بعد موقوفی جنگ ایک عہد نامۂ اتحاد حسب تجویز فریقین تکمیل کیا جائے گا۔

اس عہد نامہ کے بموجب ٹیپو سلطان نے اپنے فرزندوں (عبدالخالق و معزالدین) کو

انگریزی کیمپ میں روانہ کیا جس کے بعد ادائی رقم نقد اور ممالک مفوض شدنی کے جمع خرچ کی تفصیل میں پندرہ سولہ روز کا توقف ہوا۔ ممالک کے جمع کامل کے صحیح افراد تیار کرنا وقت طلب تھا اس لئے اس میں تاخیر کا امکان بھی تھا لیکن نقد رقم کی ادائی میں جو توقف ہوا اس کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں پہلے تو یہ کہ عہدنامہ[۱] مذکور میں رقم ادا شدنی جملہ تین کرور تیس لاکھ بتائی گئی اور تفصیل ادائی جو اسی کے ساتھ بتائی گئی ہے اس سے اس کی جملہ میزان صرف تین کرور آتی ہے۔ اور صاحب تورک آصفیہ نے فوری ادائی کی رقم ایک کرور پچاس[۲] لاکھ بتائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس رقم کی ادائی میں جو کچھ سونا اور اشرفیاں ٹیپو سلطان نے ادا کیں اس میں نرخ کا اضافہ کر کے مجموعی رقم دو کرور شمار کیا جس کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا یہ ممکن ہے کہ ٹیپو سلطان نرخ میں اضافہ بتا کر زیادہ رقم کی ادائی کا ادعا کرتے ہوں لیکن عہدنامہ ابتدائی میں رقم کے لکھنے میں غالباً ایچی سن سے تسامح ہو گیا ہے اسی وجہ سے طباعت میں بھی غلطی ہو گئی ہے جس کی اصلاح بعد میں نہ ہوئی اس کو ہم جامع عہدنامجات کا تسامح اس وجہ سے تصور کرتے ہیں کہ خود ریاست میسور کی تاریخ نشان حیدری میں بھی اس رقم کی مقدار تین کرور بتائی گئی ہے اور اسی قدر رقم کے محاصلی مقبوضات کے تفویض کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

۵۱ محمد عہدنامہ مجات جلد سوم طبع ۱۹۳۹ء صفحہ ۲۳۲

۵۲ تورک آصفیہ صفحہ ۱۵۴

۵۳ نشان حیدری صفحہ ۳۶۵

بہرحال عہدنامہ ابتدائی کے بعد ۱۸ مارچ ۱۷۹۲ء (م ۲۴ رجب ۱۲۰۶ھ) کو معاہدہ آخر بکمیل پایا۔ جس کی رو سے بقیہ امور کا تصفیہ ہوا اور اسی کی رو سے ان مواضعات کی قرارداد ہوئی جو ٹیپو سلطان نے اپنے قبضہ سے علیحدہ کر کے تحدین کے سپرد کیا تھا اور ہر ایک فریق اتحاد کے حصہ میں اس کے حدود کے متصلہ مواضع آئے چنانچہ نظام علیخان کے حصہ میں کڑپہ، تاڑپتری، نارمری، بلاری وغیرہ آئے جن کا مجموعی محاصل تیرہ لاکھ سولہ ہزار چھ سو چھٹھ پگوڈا سالانہ تھا۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سکندر جاہ ۲ شعبان ۱۲۰۶ھ (م ۲۶ مارچ ۱۷۹۲ء) کو سرینگ پٹن سے واپس ہوئے اور اسی روز ارل کورنوالس بھی لوٹے راستہ میں کچھ دور ہمراہ رہے سکندر جاہ نے ارل صاحب مذکور و دیگر انگریز عہدہ داران کی دعوت بھی کی۔ اس دوران میں یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان پانگل میں مرض استسقا سے علیل ہو گئے جس کی وجہ سے حضور حیدرآباد واپس ہوئے۔ اس اطلاع کے ساتھ ہی سکندر جاہ و اعظم الامرا منازل جلد جلد طے کرتے ہوئے بندگانعالی کے پہنچنے کے دوسرے ہی روز ۱۲ رمضان ۱۲۰۶ھ (م ۴ مئی ۱۷۹۲ء) کو حیدرآباد پہنچے اور فتح کی نذریں پیش کیں۔

جنگ کھڑلہ

کھڑلہ کی جنگ کے اسباب تقریباً دس سال سے نظام علی خان نے پیشوا کو چوتھ اور سرد یسمکھی کی رقم ادا نہیں کی تھی پیشوا نے اس کی ادائی کی نسبت توجہ دلانے کی غرض سے ۱۷۹۱ء (م ۱۲۰۶ھ) میں گوبند راؤ کالے اور گوبند راؤ پنگلے کو وکالتہً بھیجا نظام علی خان نے اس مطالبے کے جواب میں اپنے چوتیس مطالبات مرہٹہ ریاست پر قائم کر دیئے۔ جن میں اُن رقوم کی بابت بھی مطالبے تھے جو مرہٹوں نے ناجائز طور پر نظام علی خان کے علاقے سے حاصل کرلی تھیں۔ اور ان کے علاوہ اُن علاقوں کا حاصل بھی تھا جن پر وہ بلا استحقاق قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہیں مطالبات میں اُن نقصانات کا معاوضہ بھی تھا جو اُن کے زیر اثر ٹڈیوں کے حملوں سے نظام علی خان کے مقبوضات میں پہنچے تھے۔ ان مطالبات کے جواب میں نانا فرنویس نے اٹھائیس دلایل کے تحت اپنے مطالبات کا وجوب ثابت کیا جن میں سے بعض کو نظام علی خان نے تسلیم کیا اور بعض کو رد کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کیا کہ جنگ میسور کے اختتام کے بعد ہی تصفیۂ معاملہ کے لئے کسی شخص کو مقرر کر دیں گے اور غالباً اس موقع پر ان کا خیال تھا کہ وہ اس کے تصفیہ کے لئے انگریزوں کو ثالث بنائیں گے۔

مرہٹوں کے مقابلہ میں انگریزوں کا نظام کی مدد سے انکار ارل کورنوالس نے میسور کی جنگ کے بعد ہی

نظام علیخان اور پیشوا وغیرہ کے ساتھ ایک معاہدہ بنام ٹرپٹی آف گارنٹی (عہدنامہ کفالت) تجویز کر کے اپنی اعلیٰ گورنمنٹ میں پیش کیا جس کی رو سے بوقت ضرورت ہر ایک فریق کی مدد دوسرے کو لازم آتی۔ اس موقع پر گرانٹ ڈف کہتا ہے کہ کسی جنگ میں جو آئندہ کبھی کسی ریاست سے ہو فوجی امداد کے لئے انگریزی کمپنی سے معاہدہ کرنے کے لئے نظام علی خان نے کوشش کی لیکن ہم ڈف کے اس بیان سے اس وجہ سے متفق نہیں ہیں کہ ۱۱۸۱ھ (م ۱۷۶۸ء) کے معاہدہ کی چھٹی شرط کی رو سے انگریزی کمپنی کے لئے جنگ کے وقت نظام علی خان کی فوجی مدد کرنا لازم تھا کیونکہ اس کی تنسیخ یا تبدیل کسی عہدنامہ مابعد سے نہیں ہوئی تھی

نظام علی خان کے خلاف راجہ سندھیا کی ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی

جب مرہٹہ سرداروں کو یہ اطلاع ملی کہ نظام علی خان انگریزی کمپنی کو ثالث بنانے یا ان سے تائید حاصل کرنے والے ہیں تو اُن میں سے راجہ سندھیہ نے بندگانعالی کے خلاف ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی شروع کی۔ ٹیپو سلطان بہت خوشی سے اور بہت جلد ان کے ساتھ متفق ہو جاتے لیکن اس وقت اُن کی حالت نازک تھی ایک تو اس وجہ سے کہ حال ہی میں وہ اپنے اخراجات جنگ کو برداشت کرنیکے علاوہ صلح میں بھی ایک معقول رقم ادا کر کے بہت زیر بار ہو گئے تھے اور اپنے ملک کا نصف حصہ کھو چکے تھے اور دوسرے یہ کہ ابھی ان کے لڑکے (جو تعمیل عہدنامہ کے تحت انگریزی کمپنی کے حفظ و امان میں تھے) انگریزوں کے پاس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ٹیپو سلطان کو مرہٹوں کے ساتھ متفق ہونے میں تامل تھا۔

لہ ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد ۲ صفحہ ۲۳۹

نظام علی خان کی مدد سے انگریزوں کے انکار کی وجہ

جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ مرہٹہ سردار ٹیپو سلطان سے ریشہ دوانی کر رہے ہیں تو انہوں نے نظام علی خان سے کنارہ کشی کر لی جس سے یہ غرض تھی کہ دکن کے دیسی رؤسا میں سے ٹیپو سلطان تو کمزور ہو چکے تھے اب پیشوا اور نظام علی خان باقی رہ گئے تھے اور دونوں میں باہمی مطالبات کی بنا پر یہ گمان تھا کہ کوئی جنگ ضرور ہوگی جس میں کسی ایک فریق کا دوسرے پر غالب آجانا اور فریق مغلوب کا کمزور ہو جانا اور ہر ایک فریق کا زیر بار ہونا متیقن تھا جس کے بعد کمزور فریق کی حمایت میں معقول طور پر جلب منفعت کی توقع تھی۔ آخر سر جان شور نے بحیثیت گورنر جنرل نظام علی خان اور پیشوا کے معاملات میں مداخلت کرنے سے صراحتاً انکار کر دیا۔ سر جان شور کے جواب صاف سے قبل ہی میر عالم کو نظام علی خان نے سفیر بنا کر پونہ روانہ کیا تھا تاکہ مناسب طریقے سے پیش پا افتادہ معاملہ کا تصفیہ کریں اور اس تصفیہ میں اپنے شناسائیوں اور ملاقات کو کام میں لا کر وہاں کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر مالٹ وغیرہ سے بھی تائید حاصل کریں لیکن شدنی یہ تھی کہ باہمی جنگ ہو جس کے لئے اسباب بھی ایسے ہی پیدا ہو رہے تھے جب سر جان شور کی طرف سے جواب صاف مل گیا تو مرہٹوں کو اپنے مطالبات میں استبداد اور مبادرت کا موقع ملا چنانچہ ان کے وکلاء نے برسر دربار نظام علی خان سے تصفیۂ مطالبات کا تقاضا کیا جس پر مدار المہام وقت ارسطو جاہ نے بری طرح تند کلامی کی اور وکلاء کو جنگ کا الٹی میٹم دے دیا۔

اب فوج کی فراہمی کی ضرورت تھی انگریزی کمپنی نے اپنی تائید سے تو معذرت کر لی تھی

اس لئے نظام علی خان نے اپنی فرانسیسی تعلیم یافتہ فوج میں (جو ۱۷۸۶ء سے موسیٰ ریموں کی کمان میں تھی) اضافہ کیا۔ یہ فوج جنگ ٹیپو سلطان کے زمانہ سے پانچ ہزار سپاہیوں پر معہ عہدہ داران مشتمل تھی اب اس کی تعداد دس ہزار تک بڑھادی گئی۔ اور حسب بیان گلزار آصفیہ ارسطوجاہ نے معقول رقم کے لالچ پر جہادیوجی سندھیہ[1] کو اپنے ساتھ متحد کرلیا جو اس زمانہ میں شاہجہاں آباد میں مقیم تھے۔ جب بندگانعالی کو یہ اطلاع ملی کہ جہادیوجی سندھیہ اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی خاطر ہندوستان سے دکن آرہے ہیں تو وہ بھی ۲۷ شعبان ۱۲۰۵ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۴ء) کو جنگ کے لئے حیدرآباد سے نکلے اور ۱۱ رمضان ۱۲۰۷ھ (م ۱۲ اپریل ۱۷۹۴ء) کو بیدر پہنچے۔ یہاں یہ اطلاع ملی کہ جہادیوجی سندھیہ کا انتقال ہوگیا جس سے خود بندگانعالی کو اور ان کے ساتھ ارسطوجاہ کو بھی پیش پا افتادہ مہم کی نسبت فکر و تردد لاحق ہوا۔ ارسطوجاہ نے جہادیوجی سندھیہ کے فرزند دولت راؤ سندھیہ کو اس کے باپ کی مراسلت کا اظہار کرکے اپنے ساتھ متحد کرلینا چاہا لیکن نانا پھڑنویس کی تیزی اور چالاکی سے وہ ان کے ساتھ متفق نہ ہوسکا آخر وہاں سے تمام لشکر کے ساتھ ۱۱ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ[2] (م ۴ دسمبر ۱۷۹۴ء) کو نکل کر پونہ کی سمت دریائے مانجرا کے کنارے کنارے بڑھنے لگے۔ پیشوا پونہ سے جنوری ۱۷۹۵ء (م رجب ۱۲۰۹ھ) میں نکلے ان کے ساتھ جملہ فوج ایک لاکھ تیس ہزار تھی

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

[2] صاحب گلزار آصفیہ بیدر سے نکلنے کی تاریخ ۱۳ شعبان ۱۲۰۹ھ بتاتا ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

مختلف مرہٹہ سرداروں میں سے دولت راؤ سندھیہ کی فوج کا بڑا حصہ باقاعدہ فوج پر مشتمل تھا۔ پنڈاری قزاق علیحدہ تھے جو صرف فرار پر مقابل کے مقدمہ پر چھاپے مارنے کے لئے معین کئے گئے تھے۔ مرہٹہ سردار جدا جدا راستہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں داخل ہونے لگے۔ اور ایک لاکھ دس ہزار سوار معہ ڈیڑھ سو ضرب توپ کے راست نظام علی خان کے مقابلے میں بڑھے۔

جنگ کی تفصیل | صاحب حدیقۃ العالم کا بیان ہے کہ ۲۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ھ (م ۱۸ دسمبر ۱۷۹۴ء) کو پنڈاریوں کے سوار سرکار عالی کی فوج سے قریب آ گئے اور اطراف میں لوٹ مار مچادی۔ ۱۰ شعبان ۱۲۰۹ھ (م ۲ مارچ ۱۷۹۵ء) کو بندگانعالی کی فوج نے کوہ موہیری کے گھاٹ کو عبور کر کے پائین گھاٹ کی ندی پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹ شعبان کو مرہٹہ فوج سے مقابلہ ہوا جس میں مرہٹہ سردار پرسرام بھاؤ زخمی ہوا۔ اور قریب تھا کہ مرہٹہ فوج کے قدم اکھڑ جاتے لیکن عین وقت پر تازہ کمک مرہٹہ فوج کو مل گئی اور نظام علیخان کی حملہ کن فوج کو کمک نہیں پہنچی جس سے سرکار عالی کی افواج کو ہٹ آنا پڑا جس کے بعد مغرب تک مقابلے ہوتے رہے۔ آخر بعد مغرب نظام علی خان معرکہ جنگ سے برخواست کر کے قلعہ کھڑلہ[۲] میں (جو قریب ہی واقع تھا) اقامت گزیں ہوئے۔ گرانٹ ڈفؔ نے

---

[۱] حدیقۃ العالم مقالہ دوم صفحہ (۸۶ ۱)

[۲] یہ احمد نگر کے جنوب مشرق میں ۱۵ میل پر ایک موضع ہے جو عرصہ سے مرہٹہ حامداں نمسالکر کے تصرف میں تھا موضع مذکور کے جنوب مشرق میں اس کا قلعہ واقع ہے جسے نمسالکر ہی کے حامداں میں سے کسی نے ۱۷۱۵ء (م ۱۱۲۷ھ) میں تعمیر کرایا تھا۔

تفصیل جنگ اس طرح بتائی ہے کہ پیشوا کی فوج کوہ موہیری پر اتر آئی جس کے بعد ہری پنت کے فرزند بابا راؤ نے نظام علی خان کی فوج پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ گھاٹ سے اتر رہی تھی لیکن وہ نقصان اٹھا کر پسپا ہوا جس کی خوشی میں نظام علی خان نے اسی شب دربار کیا اور فتح کی نذریں لیں۔ اس واقعہ کے دوسرے روز جب بندگانعالی کی فوج کھڑلے سے پورندیہ کی طرف بڑھنے لگیں تو اُن کی داہنی طرف سے مرہٹہ فوج نے حملہ کر دیا جس پر نظام علی خان نے اپنے ہاتھی کو روک لیا اور فوراً اسد علی خان کے رسالے کو ریموں کی باقاعدہ سترہ ہزار کی فوج کے ساتھ مرہٹہ افواج پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پرسرام بھاؤ اس فوج کا مقابل ہوا۔ اس موقع پر مرہٹہ فوج کی ترتیب نقشۂ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نقشہ صفوف افواج مرہٹہ در جنگ کھڑلہ

سنہ ۱۲۰۹ھ م سنہ ۱۷۹۵ء

میمنہ	قلب	میسرہ
راگھوجی بھونسلہ	پرسرام بھاؤ پیشوا سوائی مادھو راؤ ہولکر	دولت راؤ سندھیہ

پرسرام بھاؤ مقابلے میں کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ لال خان بلوچی کے تحت پٹھانوں کی ایک ٹکڑی اس پر حملہ آور ہوئی اور بہت سارے مرہٹوں کو کاٹتے ہوئے پرسرام تک

لہ ہسٹری آف دی مرہٹاس جلد (۲) صفحہ (۲۴۵)

پہنچ گئی۔ اور خود لال خان نے پرسرام بھاؤ کو اپنے ہاتھ سے گھوڑے سے نیچے کھینچ کر زخمی کر دیا
لیکن قبل اس کے کہ اس کا کام تمام کرے بھاؤ کے لڑکے نے آگے بڑھ کر لال خان
پر وار کیا جس سے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کے بعد بھی پٹھان جماعت پسپا نہ ہوئی بلکہ
آگے بڑھتی گئی۔ اور اپنی زد و برد سے غنیم کی فوج میں ایک تھلکہ ڈال دیا اس پٹھان جماعت
کی کمک پر الف خان نواب کرنول اور صلابت خان فرزند اسمٰعیل خان بنی تھے۔ مرہٹہ
فوج بھاگنے لگی اور بابا راؤ پھڑ کیہ بھی بھاگنے ہی کو تھا کہ جو بانجشی نے اُسے برا بھلا کہہ کر
روکا عین ایسے موقع میں جبکہ نظام علی خان کی فرانسیسی فوج موسیٰ ریموں کے تحت اپنی
مقابل فوج سے لڑنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی رگھوجی بھونسلہ نے بان چھوڑے اور
ٹھیک اسی وقت مرہٹہ سردار موسیٰ پیروں نے پینتیس ضرب توپ ایک دم داغے
جس پر اسد علی خان کا رسالہ منہزم ہو کر کوٹا البتہ موسیٰ ریموں اپنی پیدل فوج کو لیکر مقابلے
پر اڑا رہا اس عرصہ میں نظام علی خان کھڑلہ واپس ہو چکے تھے۔ شام تک موسیٰ ریموں اپنی
فوج سے مقابلہ کرتا رہا آخر پاس ہی کی ندی کی گزرگاہ میں اپنی فوج کے ساتھ پڑا رہا لیکن
کچھ رات گزرنے کے بعد جب مرہٹہ فوج طلایہ کا ادھر گزر ہوا تو اس نے صرف رفع شبہ
کے لئے بندوقیں فیر کیں جس پر موسیٰ ریموں کی فوج نے بے ترتیبی سے بندوقیں چھوڑیں
جس سے خود اسی فوج میں ایک حواس باختگی پیدا ہو گئی بندوقوں کی تاثر توڑ آواز نظام علی خاں
کے پڑاؤ تک پہنچی تو خیال ہوا کہ مرہٹہ فوج رات میں بڑھی آ رہی ہے اس لئے بندگانِ عالی
اپنے مقام سے اٹھ کر قلعہ کھڑلہ میں قیام گزیں ہوئے جب صبح ہوئی تو مرہٹوں نے دیکھا کہ

میدان میں توپ اور بندوق او سامان وغیرہ ایسا ہی پڑا ہوا ہے جیسا کہ کسی فوج کی ہزیمت میں ہوا کرتا ہے اور جاسوسوں کے ذریعے یہ پرچا لگا کہ خود نظام علی خان بھی قلعہ کھڑلہ میں متحصن ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس بہ مشکل تمام فوج کا دسواں حصہ باقی رہا ہے۔ معاً مرہٹہ فوج قلعہ کے قریب تک بڑھ آئی اور گولندازی شروع کر دی جو دو روز تک جاری رہی آخر نظام علی خان کو صلح کی سلسلہ جنبانی کرنی پڑی۔

کھڑلے کی جنگ میں نظام علیخاں کی شکست کا سبب

صاحب گلزار آصفیہ اس شکست کی توجیہہ یہ بیان کرتا ہے کہ ارسطوجاہ کی مخالفت و عداوت میں بعض سرکار عالی کے نمک حرام عہدہ داروں نے تھوڑی سی رقم کے لالچ پر مرہٹہ سرداروں سے ساخت باخت کر لی جس سے نظام علی خان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کی تائید و تصدیق اُس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ارسطوجاہ اور نانا پھڑنویس کے مابین ہوا جب کہ ارسطوجاہ تحت صلح نامہ مرہٹوں کے اسیر کی حیثیت سے اس کے پاس پہنچے تھے چنانچہ سب سے پہلے نانا فرنویس نے ان کو مخاطب ہو کر کہا کہ

"نواب صاحب۔ ہمارے سات لاکھ روپیوں نے جو کام کیا ہے آپ کے ایک کروڑ روپے نے نہیں کیا۔"

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ مہادیو جی سندھیہ کو فراہم کرنے میں ارسطوجاہ نے ایک کروڑ روپیہ صرف کیا تھا اور اسی لالچ یا اثر کے تحت وہ اپنے ہم قوموں کے خلاف

لہ گلزار آصفیہ صفحہ (۸۴)

نظام علی خان کے ساتھ شریک جنگ ہونے کے لئے ہندوستان سے دکن آرہے تھے اور برخلاف اس کے نانا پھڑنویس نے صرف ساتھ لاکھ روپے کے صرفہ سے عہدہ داران سرکار عالی کو اپنا کرلیا تھا جن کی نمک حرامی سے اس جنگ میں نظام علی خان کو ناکامی ہوئی

صلح نامۂ کھرڑلہ کے شرائط | محاصرے کے تیسرے روز صلح کی سلسلہ جنبانی ہوئی اور کشن راؤ بلال پنڈت پردھان کے وکیل کی حیثیت سے شرائط صلح لیکر آیا جو حسب ذیل تھے۔

(۱) نظام علی خان اپنے مدار المہام ارسطو جاہ کو مرہٹوں کے حوالے کردیں۔

(۲) وہ تمام حصۂ ملک جو دریائے تاپتی سے لیکر جنوب میں پورندیہ کے حدود تک ہے مرہٹوں کے تفویض کردیں۔

(۳) قلعہ دولت آباد اور وہ علاقہ بھی جس پر سداشیو راؤ بھاؤ نے ۱۷۶۰ء عیسوی (م ۱۱۷۴ھ) میں قبضہ کیا تھا دے دیں

(۴) بقایا، چوتھ اور اخراجات جنگ کی بابت جملہ تین کروڑ روپیہ ادا کریں۔

(۵) گنگرتی متصل علاقہ بھونسلہ سے ساڑھے تین لاکھ محاصل کا علاقہ سپرد کردیں

(۶) رگھوجی بھونسلہ کو انتیس لاکھ روپیہ ادا کریں جو نظام علی خان کے ذمہ واجب الادا تھا

(۷) ان تمام شرائط کی ایفاء کے بعد نظام علی خان حسب عملدرآمد قدیم برار کے محاصل کے (بابحد حصہ مقررہ) وصول کرنے کے مقتدر رہیں گے۔

اس صلحنامہ کی تکمیل ۹ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۳۰ مارچ ۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ ۱۲ رمضان ۱۲۰۹ھ (م ۲ اپریل ۱۷۹۵ء) کو نظام علیخان وہاں سے نکلکر، ۲ شوال ۱۲۰۹ھ م ۲۷ اپریل ۱۷۹۵ء کو حیدرآباد پہنچے

انگریزی فوج کی برطرفی

انگریزوں سے نظام علی خان کی ناراضی نظام علی خان کھڑلہ کی جنگ میں انگریزوں کے انکار اعانت سے ناراض ہو گئے تھے ان کی ناراضی بجا اس واسطے تھی کہ کمپنی سے اب تک جتنے معاہدے ہوئے تھے اس میں یہ شرط ضرور تھی کہ وہ فوجی مدد دیں گے چنانچہ ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء کے عہدنامہ میں بعوض پانچوں سرکاران شمالی کے قبضے کے انگریزی کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ ایک دستہ فوج نظام کے صحیح و واجب معاملات کے تصفیے کے لئے حسب ضرورت مستعد و آمادہ رکھے گی اور جس سال نظام کو ضرورت نہ ہو تو اس سال صرف تین سرکاران (راجمندری، ایلور، مصطفےٰ نگر) کی بابت پانچ لاکھ روپے بطور پیشکش دیگی۔ لارڈ کورنوالس نے بخط ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۸ء میں تصریح عہدنامہ مذکور لکھا ہے اس میں بھی اس عہدنامہ کی توثیق کی ہے تنسیخ نہیں کی اور ۱۲۰۴ھ م ۱۷۸۹ء کے معاہدہ پانگل میں بھی اس کی کوئی صریحی تنسیخ نہیں ہوئی تھی اور سرکاران شمالی بدستور انگریزی کمپنی کے قبض و تصرف میں تھے۔ پس اس عہدنامہ کی رو سے انگریزی کمپنی کو چاہیئے تھا کہ اگر اپنی طرف سے کسی فوجی مدد کا دینا مناسب تصور نہ کرتی تھی تو سرکار نظام کی ملازم انگریزی فوج ہی کو ان کے مطالبہ پر دے دیتی اور اگر اس کو بھی دینا نہیں چاہتی تھی تو اس عہدنامہ کے دفعہ سیوم کے اعتبار سے جو اوراق گزشتہ میں (از صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۵) درج ہے اس کو چاہیئے تھا کہ مرہٹوں اور نظام کے درمیان

تحمیل ہو کر بیچ بچاؤ کر دیتی لیکن یہ مداخلت ان کے جدید قرار دادہ اصول کے خلاف تھی اگر اُن پر کاربند نہ ہوتی تو کمپنی کی بدنامی کا ایک سبب بنجاتی۔ اسی لئے کمپنی نے اس معاہدہ سے قطع نظر کر کے عدم مداخلت یا غیر جانب داری اختیار کر لی اور نظام علی خان کو جواب صاف دیدیا۔ اور جب کھڑلے کی جنگ میں ان کو شکست ہو گئی تو وہ کمپنی کے نقض عہد سے اور زیادہ پُر دل ہو گئے۔ اور انگریزی فوج کو برطرف کر کے اپنے پاس سے کمپنی کے علاقہ میں واپس چلے جانے کا حکم صادر فرمایا اور موسیٰ ریموں کے تحت فرانسیسی فوج میں اضافہ کی نسبت احکام دیئے۔ اور اس کی تنخواہ میں ریاست کا ایک مرکزی علاقہ (میدک) بطور تعہد موسیٰ ریموں کو دیدیا گیا تھا جس کے لئے ایک زمانہ میں موسیٰ بوسی بہت متوقع تھا اس برطرفی اور فرانسیسی فوج میں اضافہ کی اطلاع جب عہدہ داران کمپنی کو ملی تو ان کے رزیڈنٹ ولیم کرک پیاٹرک المخاطب بہ شوکت جنگ نے اس خیال سے کہ یہ قوم ریاست حیدرآباد میں قوت نہ پکڑے۔ ذریعۂ مراسلہ[1] مورخہ ۲۹ ڈسمبر ۱۷۹۵ء (م ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۱۰ھ) میر عالم کو (جو انگریزی رزیڈنٹ اور مدار المہام سرکار عالی کے مابین وکیل تھے) لکھا کہ یہ قباحت سے خالی نہیں خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ انگریزی اور فرانسیسی قوموں کے درمیان محض خیر خواہی عامۂ رئیسان و فواید عموم خلائق کی بناء پر نزاع و نفاق پھیلا ہوا ہے اس قوم کو اس طرح ترقی و اقتدار دینا آئین اتحاد انگریزی کے منافی ہے اور اس سے کوتاہ بینوں کے خیال میں بعض امور کے احتمالات کا امکان ہے۔ اسی زمانے میں اس فرانسیسی فوج کے

---

[1] اصل خط کے لئے ملاحظہ ہو "میر عالم" صفحہ (۵۰)

ایک حصہ کو سرکار عالی کی طرف سے کڑپہ اور کھم میں متعین کیا گیا تھا تاکہ اس فوج کے ذریعے ان مخالفین کا سدباب ہو سکے جو اس سمت سے ممالک محروسہ سرکار عالی پر دست درازی کریں چونکہ یہ تعلقے انگریزی کمپنی کے حدود سے متصل تھے اس لئے لارڈ کورنوالس کو شبہ ہوا کہ یہ کوئی جارحانہ کارروائی ہے چنانچہ اس کا اظہار ان کی یادداشت مورخہ ۱۵ جون ۱۷۹۲ء سے ہوتا ہے جو یہ ہے۔

"یہ کارروائی ناجائز نہیں بھی تو شبہ انگیز ضرور ہے موسیٰ ریموں کی فوج کو وہاں سے واپس بلا لینے کے لئے نظام کو مایل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔

یہی نہیں بلکہ کھم میں ایک اور حصہ فوج روانہ کر کے سابقہ متعینہ فوج میں اضافہ کرنے کے لئے کمپنی سے پروانہ راہداری بھی طلب کیا گیا تاکہ نئی پہنچنے والی فوج حدود کمپنی میں سے آسانی کے ساتھ مقام متعینہ پر پہنچ سکے جس کے جواب میں کئی وجوہ کی بنا پر انگریزی ریذنٹ نے اجرا پروانہ سے انکار کر دیا۔

جب انگریزی فوج کی برطرفی کا فرمان بغرض تعمیل میر عالم کے پاس پہنچا تو انہوں نے بہ حیثیت وکیل اس حکم پر نظر ثانی کے لئے معروضہ کیا کہ یہ امر خلاف مصلحت ہے کیونکہ انگریزوں کے ساتھ سعی بلیغ اور حسن تدبیر سے اتحاد پیدا کر کے ان کی فوج کو ملازم کر لیا گیا ہے اور اسی سے ہماری ریاست کا استحکام اور سطوت و صولت قایم ہے اس حکم سے بندگانعالی کا رعب داب ان کے دلوں سے اور ریاست کے دشمنوں سے اٹھ جائے گا اور مہمات و حادثات پیش آتے جائیں گے جن کا مقابلہ دشوار ہو جائے گا مگر راجہ شامراج بہادر راجوار سطوجاہ کے

غیاب میں امور دیوانی کے اجراء کے ذمہ دار تھے) نظام علی خان کے صلاح کار تھے اور اس فوج کے مامور رکھنے میں اسراف ظاہر کرتے تھے کہ وہ فوج اپنی ضرورت کے وقت بھی اپنی مرضی کے کام نہ آسکتی تھی چنانچہ حالیہ جنگ کھرلہ میں اس سے کوئی کام نہ لیا جاسکا۔ آخر راجہ صاحب مذکور ہی کی صلاح کے موافق برطرفی کے احکام بحال رہے اور انگریزی فوج کو واپسی کا حکم دیدیا گیا۔

نظام علی خاں کے ورند اکبر عالیجاہ کا خروج

انگریزی فوج کی برطرفی کے بعد ایک غیر متوقع واقعہ پیش آیا یعنے صاحبزادہ اکبر عالیجاہ[1] نے ۹ ذیحجہ ۱۲۰۹ھ (م ۲۷ جون ۱۷۹۵ء) کو شب عید میں بعض ناعاقبت اندیشوں کے اغوا پر خروج کیا۔ اور ایک معقول فوج فراہم کر بیدر کی طرف نکل گئے اور وہاں پہنچ کر قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے ساتھ سدا سیو ریڈی، غالب جنگ، سیف جنگ، بدیع الزماں خان ناظم جنگ بھی شریک ہوگئے تھے۔

ان صاحبزادے صاحب کی تادیب کے لئے سدی عبداللہ خان جمعیت جوانان بار کے ساتھ متعین کئے گئے تھے جو اپنی فوج کے ساتھ صاحبزادے صاحب کے عقب میں قابو جو تھے۔ سدا شیو ریڈی ایک روز بحالت غفلت اس سرکاری فوج پر ٹوٹ پڑا۔ جس سے سرکاری فوج منتشر ہوگئی اور خود سدی عبداللہ خان بھی بری طرح زخمی ہوئے اور ان کے اہل وعیال کو سدا شیو ریڈی نے اسیر کرلیا۔ اس کی اطلاع پر نظام علی خان نے بصلاح امتیاز الدولہ ممتاز الامرا عالیجاہ کی والدہ بخشی بیگم صاحبہ کے مہر سے ایک نصیحت نامہ

---

[1] یہ نظام علی خان کے بڑے صاحبزادے ہیں امجد علی خان ان کا نام تھا یحییٰ بیگم صاحبہ کے بطن سے ۱۷۶۶ء میں تولد ہوئے۔ ۱۲ منہ ظہور النساء بیگم

لکھ بھیجا جس میں انہیں لکھا گیا تھا کہ بغاوت سے باز آکر قدمبوسی کے لئے حاضر ہو جاؤ تو نرمل اور برار کی جاگیر سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

انگریزی فوج کی مکرر ماموری

اس خط کے مضمون سے مطلع ہو کر میر عالم نے معروضہ کیا کہ عالیجاہ کو جاگیر دینا موجب خلل ہوگا جس سے ان کو رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو جائیگی اور امرا و رعایا ان کی طرف مایل ہو جائیں گے اور زمام ریاست خود بدولت کے دست قدرت سے نکل جائیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہے کہ برخاست شدہ انگریزی افواج ابھی حدود ریاست سے باہر نہیں ہوئی ہوں گی ان کو واپس طلب فرمالیا جائے جس پر ان افواج کو واپس طلب کرنے حکم ہوا جس کی تعمیل میں انگریزی فوج کنڈاپلی (مصطفےٰ نگر) میں بماہ اگسٹ جمع ہو کر میجر رابرٹس کے تحت ۳۱ر اگسٹ ۱۷۹۵ء (م ۱۵ر صفر ۱۲۱۰ھ) کو حیدرآباد پہنچی۔ اس موقع پر یہ بتانا نامناسب نہیں ہے کہ برخاست فوج انگریزی کے معنے یہی تھے کہ نظام علی خاں نے اس حکم سے اس معاہدہ کو منسوخ و کالعدم کر دیا جس کی بنا پر فوج انگریزی متعین و مامور تھی۔ اس کے بعد مکرر اس کی جو تعیناتی ہوئی ہے وہ کسی جدید معاہدے کے بغیر ہوئی ایسی صورت میں وہ فوج بلا کسی شرط کے بالکلیہ سرکار نظام کے احکام کے تابع ہونی چاہیئے۔ نہ کہ معاہدہ منسوخ کے تابع۔

سرکاری فوج کا مای پور سے مقابلہ اور مایا کا سرکاری فوج کی حفاظت میں آجانا

بہرحال یہ انگریزی فوج بھی میر عالم کے زیر اثر عالیجاہ کے مقابلہ پر مامور ہوئی۔ قبل ازیں بندگانعالی نے موسیٰ ریموں کو اپنی فراسیسی فوج کے ساتھ اس مہم پر جانے کا حکم دیدیا تھا اور پائیگاہ سے بھی سردار الملک گھانسی میاں کو

متعین کر دیا تھا۔ جب ساری سرکاری فوج بیدر کے قریب پہنچی تو باغی افواج نے مقابلہ کیا جس میں ان کو سخت ناکامی ہوئی اور باغی فوجیں منہزم ہو کر بھاگ نکلیں۔ صاحبزادے کو جب یہ اطلاع ملی تو شب ہی میں اپنے تن چند ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ بیدر سے نکل کر اورنگ آباد چلے گئے۔ اور راستہ ہی سے صاحبزادے نے پونہ سے استمداد کی لیکن مرہٹوں کے پاس سے جواب نفی پایا۔ جب مدد بھی نہ ملی اور فوج پر فوج مقابلہ پر جمع ہو گئی تو صاحبزادے صاحب خبردار ہوئے اور اپنے آپ کو سرکاری افواج کے حوالے کر دیا انہیں معقول انتظام کے ساتھ واپس لانے لگے لیکن کہتے ہیں کہ بتقاضائے غیرت راستہ میں زہر کھا گئے جس سے ہلاکت واقع ہو گئی۔

اس مہم کے بعد وسط ماہ شعبان ۱۲۱۰ھ (م اواخر ماہ فبروری ۱۷۹۶ء) میں نظام علی خان ایک شب خلوت مبارک کی چاندنی پر آتشبازی کا تماشہ ملاحظہ کر رہے تھے کہ قریباً آدھی رات کو مزاج بگڑا اور کچھ آثار لقوہ اور فالج ظاہر ہوئے صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ حکیم حمایت اللہ خان[1] نے کوئی دوائے تقویت بشمول گلاب تیار کی تھی جس کو بندگانعالی ان دنوں استعمال فرما رہے تھے حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان آمیزش گلاب والی دوا کو حضور کی طبیعت کے خلاف تصور کرتے تھے لیکن ان کے عرض معروض پر بھی بندگانعالی نے اس دوا کے استعمال کو ترک نہ کیا جس کا اثر ان امراض کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن سوء پرہیز سے امراض میں کوئی خاطر خواہ افاقہ نہ ہو سکا یہاں تک کہ ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۷ء) میں ارسطو جاہ پونہ سے واپس آئے اور آتے آتے وہ تمام حصہ ملک بھی

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۸۸)

واپس لائے جو کھڑلہ کی جنگ میں مرہٹوں کے قبض و تصرف میں جا چکا تھا اس استرداد کی اصل وجہ پیشوا کی حکومت میں درمیانی مخالفتیں تھیں جس کو تفصیل سے معلوم کرنے کے بعد اس استرداد کے حقیقی اسباب واضح ہو سکیں گے اسی لئے ہم اس تفصیل کو ضروری سمجھتے ہیں اور باب مابعد میں علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

پیشوا سے استرداد ملک

پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال اور ان کی قایم مقامی کے جھگڑے

۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ (م ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۵ء) کو پیشوا سوائی مادھوراؤ کا انتقال ہوگیا چونکہ وہ لاولد فوت ہوئے تھے اس لئے ان کی قایم مقامی کے لئے مرہٹہ سرداروں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اب مستحقین میں سوائی مادھوراؤ کے چچا رگھناتھ راؤ کے تین فرزند تھے سب سے بڑے باجی راؤ ان سے چھوٹے چمناجی اپا اور سب سے چھوٹے امرت راؤ اور یہ تینوں سیومیری کے قلعے میں نظر بند تھے انزہاق روح[1] سے قبل سوائی مادھوراؤ نے اپنی قایم مقامی کے لئے باجی راؤ کو نامزد کیا تھا لیکن تکاجی ہولکر اور نانا فرنویس ان کے خلاف تھے۔ نانا فرنویس یہ چاہتے تھے کہ ایک لڑکا متوفی پیشوا کی بیوہ کا متبنّیٰ ہو اور وہی گدی پر بٹھایا جائے اور اس کے قابل حکمرانی ہونے تک خود آپ معاملات ریاست میں دخیل رہیں صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ جیسے ہی ارسطو جاہ کو سوائی مادھوراؤ کے انتقال کی خبر ملی انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو یہ لکھ بھیجا کہ نانا فرنویس امرت راؤ کو گدی نشین کرنا چاہتے ہیں جو مناسب نہیں ہے باجی راؤ سن تمیز کو پہنچ گئے ہیں اور اجراء امور ریاست کے اہل

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد دوم صفحہ ۲۵۴

[2] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۷

اس لئے وہی گدی پر بیٹھنے کے قابل ہیں جس کے جواب میں سندھیہ نے بھی اس خیال سے اتفاق ظاہر کیا۔

باجی راؤ کو جب نانا فرنویس کے منصوبے کی خبر ہوی تو انہوں نے بلوبا تانتیہ (مختار سندھیہ) کے ذریعے دولت راؤ سندھیہ کو اس عہد و پیماں کے ساتھ فراہم کیا کہ اپنی گدی نشینی کے لئے اُن کی فوجی تائید میں جو کچھ اخراجات ہوں وہ بھی ادا کریں گے اور اس کے علاوہ چار لاکھ محاصل کا علاقہ بھی سندھیہ کو دیں گے اس معاہدے کی اطلاع نانا فرنویس کو ہوی تو اس نے اپنی تائید پر پرسرام بھاؤ کو تاسگاؤں سے بلوایا۔ لیکن اس کے آنیکے بعد مباحثہ میں یہی طے پایا کہ باجی راؤ کو گدی نشینی کے حیلے طلب کر کے اپنے عہدہ دار کی نگرانی میں رکھ لیا جائے چنانچہ پرسرام باجی راؤ کو قلعہ سیوتیری سے لالیا صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ ان کی گدی نشینی کے لئے ایک تاریخ مقرر ہوی اور یہ قرار پایا کہ اس تاریخ وہ پہلے ایک خاص مندر میں جائیں جہاں پوجا وغیرہ سے فارغ ہو کر گدی پر پہنچیں اور جس وقت وہ دیوان پہنچیں تو ان کو وہاں سے بالا بالا پانچ ہزار عربوں کی حفاظت میں پھر قلعہ جنیر پہنچا دیا جائے جہاں وہ نظر بند رہیں تاریخ مقررہ تک پرسرام نے باجی راؤ کو اپنا کر لیا اور اُن سے اپنے لئے مختاری ریاست کا وعدہ لیکر نانا فرنویس کے اس منصوبے کو بیان کر دیا اور تجویز یہ بنائی کہ تاریخ مقررہ کو ناسازیٔ مزاج کا عذر کر کے ٹال دیا جائے۔ جب تاریخ مقررہ اسی غیر واقعی عذر پر ٹال دی گئی تو نانا فرنویس کو کچھ شبہ ہو گیا۔

---

۱ گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۶

مرہٹوں کی باہم معاملی کے جھگڑے میں ارسطوجاہ کی حکمت عملی اور اُن کی مخلصی

اسی دوران میں ایک روز دولت راؤ سندھیہ سیر و شکار کے سلسلے میں ارسطوجاہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اُن سے بھی آملے اور تقریب ملاقات یہ بتائی گئی کہ کسی نے ارسطوجاہ کے گھوڑے "ہمدم" کی تعریف ان سے کردی جس کے دیکھنے بلکہ حاصل کرنے کا شوق ان کو ہوگیا جب اُدھر سے گزرنے لگے تو اس گھوڑے کی خاطر وہ ارسطوجاہ سے جا ملے جنہوں نے بعد ملاقات اپنا گھوڑا معہ ساز و سامان ان کو دیدیا جب نانا فرنویس[1] کو یہ اطلاع ملی کہ راجہ سندھیہ ارسطوجاہ سے آملے تو ان کو تردد ہوا اور وہ فوراً ان کے پاس چلے آئے اور دریافت کرنے لگے کہ کیا باتیں ہوئیں۔ آخر بڑے اصرار اور قسما قسمی کے بعد ارسطوجاہ نے کنایتہً اتنا کہدیا کہ بہرحال آپ کی خیر نہیں ہے بے فکر نہ رہیں۔ اب نانا فرنویس پریشان ہوگئے اور ارسطوجاہ ہی سے صلاح چاہی انہوں نے یہ رائے دی کہ بہتر ہے کہ آپ کانکن چلے جائیں اور جاتے جاتے اپنا سوال جواب پیش کردیں اگر اس کا تصفیہ حسب مراد ہوجائے تو فبہا ورنہ اپنی تدبیر آپ کریں اور انگریزوں کو ہموار کرکے یہ دیکھتے رہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اس کو تسلیم کرکے نانا فرنویس نے ارسطوجاہ سے کہا کہ آپ بھی میرے شریک رہیں اور مجھ سے دور نہ رہیں اس کے بعد اسی شب نانا فرنویس پورندھر چلے گئے اور وہاں سے واپس پورندھر جاتے ہوئے انہوں نے باجی راؤ سے یہ اقرار نامہ حاصل کرلیا کہ وہ ان کے ساتھ متحد و متفق رہیں گے مخالفت نہ کریں گے

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۸

اور جاتے جاتے ارسطوجاہ کو جلد تر اپنے پاس لانے کے لئے ایک مرہٹہ سردار کو دو سو سوار کے ساتھ چھوڑ دیا جس کی اطلاع ارسطوجاہ کی طرف سے راجہ سندھیہ کو دیگئی تو وہ معاً اپنی فوج کے ساتھ ان کے پاس چلے آئے جب دولت راؤ کی فوج کو آتا دیکھا تو نانا پھڑنویس کے متعین کردہ سوار اور سپاہی ارسطوجاہ کے پاس سے فرار ہو گئے۔

نانا پھڑنویس وائی پہنچنے کے بعد بلّوبا تاتیہ (مختار دولت راؤ سندھیہ) نے پرسرام بھاؤ کو فراہم کر کے بتاریخ ۲۶ مئی ۱۷۹۶ء (م ۱۹ ذیقعدہ ۱۲۱۰ھ) چمپاجی اپا کو گدی نشین کر دیا اور پرسرام بھاؤ ان کا مختار و وزیر بنا۔ اس نوبت پر باجی راؤ راجہ سندھیہ کو فراہم کرنے کے لئے ان کے ڈیرے گئے جہاں باتوں باتوں میں دیر ہو گئی وہیں ان کو یہ خبر ملی کہ چمپاجی اپا کو پرسرام بھاؤ گدی نشین کرنے کے لئے ان کی قیام گاہ سے لے گیا جس کے بعد باجی راؤ نے سندھیہ ہی کی حمایت میں رہنے کو پسند کیا اب سندھیہ نے اپنے اخراجات فوج پرسرام سے طلب کئے اس نے یہ وعدہ کیا کہ ارسطوجاہ کو کھڑلہ کے صلح نامہ کے بموجب ادائی رقم کے لئے کہے گا۔ وہ رقم دیدیں تو اُن (سندھیہ) کو ادا کر دیجائیگی لیکن ارسطوجاہ نے اس کے مطالبہ پر ادائی رقم کا وعدہ اس شرط سے کیا کہ پہلے ان کو نظر بندی سے مخلصی ملے البتہ وہ ادائی رقم تک پونہ کی سکونت نہ چھوڑیں گے جس کی ان کو اجازت مل گئی اور وہ پونہ کے باہر گھانسی رام کوتوال کے میدان میں جا ٹھیرے اور جب انہوں نے نانا پھڑنویس کے مقابلے میں پرسرام بھاؤ کو مدد دینے کے لئے فوج کے فراہم کرنے کا ذکر کیا تو پرسرام نے خوشی سے ان کو فراہمی فوج کی اجازت دیدی جس پر انہوں نے وہیں پونہ کے ساہوکاروں سے کچھ رقم قرض حاصل کر[1]

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۶۹

ایک معقول فوج تیار کرلی اور مزید فوج کی ضرورت محسوس کر کے غالباً اسی زمانہ میں انہوں نے نظام علی خان کو معروضہ لکھا کہ سرکار سالی کی افواج جلد تر روانہ کی جائیں۔ چنانچہ بندگانعالی نے فوراً عبسی میاں اور سبحان خان کو روانہ فرمادیا اور ان کے بعد فرانسیسی فوج کو موسیٰ پیرو اور موسیٰ ریموں کے تحت بھیجدیا جن کے ساتھ راجہ راو رنبھا اور سردار الملک گھانسی میاں اور اسد علی خان بھی تھے۔

اب پرسرام بھاؤ نے نانا پھڑنویس کو اپنی خدمت پر رجوع ہونے کے حیلے سے بونہ طلب کیا لیکن نانا پھڑنویس نے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے آنے سے قبل چند شرائط کی تکمیل منظور ہے جس کے لئے وہ (پرسرام) اپنے فرزند ہری پنت کو ان کے پاس روانہ کردے جسنے ہری پنت نانا پھڑنویس کی طرف روانہ ہوا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہ بڑی بھاری اور منتخب فوج کے ساتھ آرہا ہے تو ان کو سوءظن ہوا جس کی تائید بابا راؤ پھڑکیہ کے خط سے بھی ہوی جس میں اپنی آپ حفاظت کرنے کے متعلق اس نے لکھا تھا وہ وہاں سے معاً گانکن چلے گئے اور پرتاب گڑھ سے ہوکر مہاڑ جا پہنچے۔ بلّوبا تاتیہ ان کے تعاقب میں سندھیہ کی پیادہ پلٹن کو مقرر کر رہا تھا لیکن پرسرام نے نانا پھڑنویس کے خفیہ طرفداروں کے اثر میں آکر اس کو اس امر سے باز رکھا البتہ نانا پھڑنویس کی جاگیرات سندھیہ کو دیدیں اور ان کے مکانات اور دوسری جائداد ضبط کرلی۔

اس کے بعد باجی راؤ کی طرف سے ایک مرہٹہ[1] سلحدار بالاجی کنجر نے ان کی

---

[1] ہسٹری آف دی مرہٹاس مصنفہ گرانٹ ڈف جلد ۲ صفحہ ۲۶۲

اعظم الامرا ارسطوجاه مسند الملک معین الدوله
سپهر اقتدار علام سپهر حشمت

گدی نشینی کے لئے نانا پھڑنویس سے ریشہ دوانی شروع کی اور ادھر نانا پھڑنویس بھی مرہٹہ سرداروں کو فراہم کرنے لگے جس میں ان کو کامیابی بھی ہوگئی چنانچہ بابا راؤ پھڑکیہ امیر بائیگاہ پیشوا نکا راؤ ہولکر ان کے مویہ ہوگئے اور بلّو باتاتیہ کے ایک مخالف رایاجی پٹیل[1] کے ذریعے انہوں نے دولت راؤ سندھیہ کو بھی اپنا موید بنالیا اور نظام علی خان کو اپنا طرفدار بنا لینے کے لئے انہوں نے ارسطو جاہ سے سلسلہ جنبانی کی جس پر اس دور اندیش مدار المہام نے کھرلہ کی جنگ میں دیئے ہوئے ملک اور رقم کے استرداد کا مطالبہ کیا اور اُس کے علاوہ اُن مزید اخراجات کا بھی مطالبہ کیا۔ جو اس نوبت پر نانا پھڑنویس کی طرفداری میں عاید ہوں جس پر نانا پھڑنویس نے ایک عہد نامہ مرتب اور اپنی دستخط سے تکمیل کر کے مہاڑ سے ارسطو جاہ کے پاس بھیجدیا۔ نانا پھڑنویس کی موجودہ ایسے عہد نامہ کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایک فقرہ یہ اضافہ کردیا کہ ان شرائط پر سری منت باجی راؤ کے دستخط کرادئے جائیں گے یہی عہد نامہ عہد نامۂ مہاڑ کے نام سے موسوم ہے جس کی نقل ضمیمہ (ج) میں درج ہے۔

---

[1] اس شخص کا نام سکارام گھاٹکے تھا جس کا تعلق کاگل حاماں سے تھا یہ اپنے ایک عزیز الموت راؤ گھاٹکے سے لڑکر شکست یافتہ اور کولاپور سے نکل کر سرام بھاؤ کا ملازم ہوگیا جس کے بعد نانا پھڑنویس کے پاس ایک سو سوار کی عہدہ داری پر مامور ہوا جب نانا پھڑنویس پونہ سے نکل گئے تو یہ سندھیہ کی فوج میں ملازم ہوگیا۔ اس کی لڑکی بہت خوبصورت تھی دولت راؤ اس لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اور غالباً اسی غرض سے اس نے اپنی فوج میں اس کو ملازم رکھا تھا۔

نانا پھڑنویس کے منصوبوں کی تکمیل | اس سازش و تیاری کی اطلاع جب بلوبا کو ہوئی تو اس نے باجی راؤ کے اکثر طرفداروں کو گرفتار کر لیا اور خود اُن کی قیام گاہ کا بھی محاصرہ کر لیا اور اس خفیہ فوج کو بھی نکال دیا جو باجی راؤ نے نانا پھڑنویس کی بھیجی ہوئی رقم سے مہیا کر لی تھی لیکن یہ برطرف شدہ فوج عالم پراگندگی میں وائی تک پہنچ گئی تھی کہ مناجی پھڑکے اس سے جا ملا اور اس کو پھر جمع کر لیا اور دوسرے سرداروں کے ساتھ یہ حصہ فوج بھی ملخ ہو گیا اس تمام فوج کی رقمی احتیاج نانا پھڑنویس نے پوری کر دی اور اس کو ایسا کیا کہ ساپلی گھاٹ میں جمی رہے۔ اس طرح وہاں تقریباً دس ہزار فوج جمع کر لی گئی جس کے بعد باجی راؤ کی گدی نشینی کا اعلان کیا گیا۔

بلوبا نے اس تمام کارروائی کو باجی راؤ ہی کی کارسازی پر محمول کیا اور ان کو قید کر کے ہندوستان بھیج دینے کے لئے سکارام گھاٹکے (رایاجی پٹیل) کو مامور کیا۔ باجی راؤ کو معلوم تھا کہ اس کی لڑکی پر دولت راؤ سندھیہ عاشق ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو فراہم کر کے ترکیب یہ نکالی کہ گھاٹکے کو اس امر پر راضی کر لیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیہ سے کر دے چند و عدوں کے تحت وہ راضی ہو گیا جس کی اطلاع باجی راؤ نے اپنی حسن کارگزاری کے اظہار کے ساتھ دولت راؤ سندھیہ کو کر دی اور سندھیہ کے فراہم ہونے تک (ہندوستان جانے سے رُکنے کے لئے) خود آپ بیمار ہونے کا عذر کر کے نیرا ندی کے کنارے ہی ٹھیرے رہے۔

جب راجہ سندھیہ بھی نانا پھڑنویس کے ہم خیال ہو گئے اور منصوبہ پوری طرح مکمل ہو گیا تو ۲۷ اکتوبر ۱۷۹۶ء (۲۴ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ) کو سندھیہ نے بلوبا کو گرفتار کر لیا

اور ایک حصّہ فوج بمعیت فوج نظام علی خان نارو پنت چکردیو کی رہبری میں پرسرام بھاؤ کو گرفتار کرنے پر مامور ہوا۔ جس کی سُن گُن پاکر پرسرام بھاؤ چمناجی کو لیکر سیونیری بھاگا جہاں وہ گرفتار کرلیا گیا صاحب گلزار آصفی نے اس کی گرفتاری میں نظام علی خاں کی فوج کی کارگزاری کی تفصیل یہ بتائی ہے کہ ارسطو جاہ[1] نے اس مقصد کے لئے اپنی فوج میں سے سُبحان خان میراں یار جنگ (عیسٰی میاں) و موسٰی پیرو کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ رات کو پرسرام کے گھر کا محاصرہ کرکے اس کو گرفتار کرلیں لیکن وہ محاصرہ سے کچھ ہی قبل اپنے مکان سے نکل بھاگا اور پونہ سے دو کوس پر اپنے لڑکے کے لشکر میں پہنچ گیا جب یہ خبر ملی تو سبحان خان اپنی فوج لیکر آدھی رات کے قریب اس لشکر پر حملہ کردیا لیکن پرسرام کو یہاں سے بھی نکلجانے کا موقع مل گیا اور جب یہ خبر ملی کہ وہ قلعہ جنیر[2] کی سمت گیا ہے تو سبحان خان نے معاً اس کا تعاقب کیا آخر صبح صبح اس کو قلعہ جنیر کے دروازے پر گرفتار کرلیا اور ارسطو جاہ کے پاس پیش کردیا جنہوں نے اس کو دولت راؤ سندھیہ کے حوالے کردیا۔

عہدنامۂ جہاٹ کی تعمیل | نانا پھڑنویس ۲۵ نومبر ۱۷۹۶ء (م ۲۴ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ) کو جہاٹ سے پونہ واپس ہوکر اپنی خدمات پر مامور ہوئے اور باجی راؤ ۴ دسمبر ۱۷۹۶ء (م ۳ جمادی الثانی ۱۲۱۱ھ) کو گدی نشین ہوئے۔ پرسرام بھاؤ کی جاگیرات اور قلعہ احمد نگر سندھیہ کو دیدیا گیا اور رگھوجی بھونسلہ کے اقرارنامہ کی تعمیل کردی گئی لیکن عہدنامہ جہاٹ کی تعمیل سے باجی راؤ نے انکار کردیا جس پر

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ (۱۷۱)

[2] عالباً یہ وہی قلعہ سیونیری ہے جس میں باجی راؤ اور ان کے دونوں بھائی نظربند تھے۔

ارسطوجاہ بگڑے اور بلا حصول رخصت ۱۳ جولائی ۱۷۹۷ء (م ۱۸ محرم ۱۲۱۲ھ) کو حیدرآباد لوٹے۔ ارسطوجاہ پونہ سے نکل کر۔ بیدا ٹیکہ[1] تک پہنچے تھے کہ نانا پھڑنویس نے اُن کی تالیف قلب کیلئے بیش بہا معتمدین کو تحفہ تحایف کے ساتھ روانہ کیا اور معاہدے کے تصفیہ تک وہیں رُکے رہنے کی تاکید کی چنانچہ وہ ڈیڑھ مہینے تک وہیں ٹھیرے اور اس دوران میں نانا پھڑنویس نے حسب بیان کھارے[2] بہ اختلاف جزوی باجی راؤ کو عہدنامہ مہاڑ کی تعمیل پر رضامند کرلیا۔ اور اس علاقہ کا سہ ربع حصہ نظام علی خان کو واپس دیا گیا جو صلح نامہ کھڑلہ کی رو سے پیشوا کو ملا تھا اور بیدر کے چوتھ میں سے سہ ربع حصہ بھی نظام علی خان قرار پایا اور دو کرور نقد اداشدنی رقم میں سے صرف پندرہ لاکھ منہا کرکے دستاویزات پر بقیہ کی بھرپائی کردیگئی۔

نظام علیس رلے شنس وت مرہٹاس کے مولف کا خیال ہے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل محض جنگی دھمکی کے تحت ہوئی ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت تمام مرہٹہ سردار اپنے مقام کو واپس ہو رہے تھے اور نظام علی خان کی فوج ارسطوجاہ کے تحت پونہ سے قریب ٹھیری ہوئی تھی اگر اس موقع پر مہاڑ کے عہدنامہ کی تعمیل سے انکار ہی کردیا جاتا تو اس امر کا امکان تھا کہ ارسطوجاہ اعلان جنگ کردیتے جن کا مقابلہ پیشوا کو تنہا کرنا پڑتا اور اُن کی فوج غالباً ان کے مقابلہ کے لئے کافی نہ ہوسکتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نانا پھڑنویس نے جس وقت اس عہدنامہ کی تکمیل کی ہے وہ

---

[1] کھارے جلد دہم صفحہ ۵۱۵

[2] موجب حوالۂ نظام علیس رلے شنس وت مرہٹاس۔

کسی حیثیت سے اس کی تکمیل کے مجاز نہیں تھے چنانچہ اس کا فقرہ (۱۲) اس کا شاہد ہے جس میں وہ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ان فقرات عہدنامہ پر سری منت بالاجی کے تکمیلی دستخط کرادیں گے اور انہیں کی اس عدم قابلیت کا لحاظ کر کے غالباً ارسطوجاہ نے اس عہدنامہ کے بعد ہی ۲ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (م ۳ نومبر ۱۷۹۶ء) کو دولت راؤ سندھیہ سے ایک علیحدہ عہدنامہ طے کیا جو ضمیمہ (د) میں درج ہے اور جس کا فقرہ (۲) یہ ہے۔

"بالاجی پنڈت نانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند بدین موجب از طرف مشارٌالیہ بالعمل خواہد آمد احیاناً اگر وقتے در آن ظہور رسد اینجانب (سندھیہ) شریک صاحب (ارسطوجاہ) گردیدہ موجب قرار عمل کنانیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی پنڈت پھڑنویس قرار کردہ باشند بداں موجب از جانب نامبردہ بالعمل خواہد آمد احیاناً اگر وقتے در آن رود دہد صاحب شریک باما شدہ بموجب قرار از نامبردہ عمل کنانند ذمہ دار این مراتب صاحب اند و درین از طرفین تفاوت نشود۔"

غالباً یہی معاہدہ نانا پھڑنویس اور باجی راؤ کے منشاء کو زیادہ متاثر کرنے والا تھا اس واسطے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل نظام علی خان کے حق میں نہیں ہو رہی تھی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ارسطوجاہ کو اسی فقرہ کے تحت سندھیہ سے مدد لینی پڑتی جس کا نتیجہ جنگ ہی ہو سکتا تھا اور ظاہر تھا کہ سندھیہ کی فوج تقریباً تمام ہندوستان میں بہتر اور آزمودہ تھی عجب نہیں جو خود سندھیہ نے اس فقرہ کے نظر کرتے اور نانا پھڑنویس نے اپنے تکمیل کردہ عہدنامہ کے پاس و لحاظ سے اس کی تعمیل کے لئے باجی راؤ کو مجبور کیا ہو۔

نظام علیس رائے شنس کے مولف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدنامۂ مہاڑ کی تعمیل جزاً ہوئی لیکن صاحب گلزار آصفیہ کا بیان ہے کہ بموجب اقرار[1] نانا پھڑنویس نے ایک کروڑ روپیہ نقد اور تین کرور روپیہ کی دستاویز اور صوبہ بیدر کے چوتھ کی معافی کی سند اور گذاشت محالات و قلعہ دولت آباد لیکر اور پونہ کے ساہوکاروں سے جو قرض ایک کرور روپیہ حاصل کیا تھا اس کی ادائی نانا پھڑنویس کے ذمہ کر کے ارسطوجاہ حیدرآباد واپس ہوئے۔

عہدنامۂ مہاڑ میں ایک کروڑ روپیہ نقد ادا کرنے یا ارسطوجاہ کے ذمگی قرض کی ادائی کا بار اٹھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر ہے یہ البتہ ممکن ہے کہ تحت اخراجات جنگ بموجب فقرہ (۸) مندرجۂ معاہدۂ مہاڑ ان کو دس لاکھ روپے دئے گئے ہوں جس پر صاحب گلزار آصفیہ نے ایک صفر کا اضافہ کر دیا۔

بہرحال مرہٹوں کی اس خانہ جنگی میں نظام علی خان کا معقول فایدہ ہوا جو ان کے فہمیدہ و مدبر مدار المہام ارسطوجاہ کی حسن سعی اور حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۱۷۵

جنگ میسور

۱۷۹۹ء
۱۲۱۳ھ

اسباب جنگ | ٹیپو سلطان کے لڑکے جو ۱۷۹۲ء (م ۱۲۰۶ھ) کے صلحنامہ کے تحت بطور یرغمال کمپنی کے زیر نگرانی تھے اوایل ۱۷۹۴ء (م ۱۲۰۸ھ) میں بہ اعزاز و اکرام واپس کر دئے گئے اس کے بعد سے غالباً ٹیپو سلطان اپنی سلطنت کی وسعت کے خیال میں دور دور کے منصوبے قایم کرنے لگے چنانچہ وہ اپنے قلعہ جات کی ترمیم و تعمیر کی طرف توجہ کرنے کے علاوہ دور دور کی خود مختار سلطنتوں سے مراسلت کرنے لگے ایران کے ایک شاہزادے ان کے پاس آئے شاہ افغانستان سے کوئی مفاہمت ہوئی اور ایک سفیر کو خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کے پاس روانہ کیا شاہ فرانس (نپولین اعظم) سے بھی ریشہ دوانی کی یہ اعمال اس قابل نہیں تھے کہ وہ جماعت (یا کمپنی) ان کو صرف نظر کر جاتی جو طلب منفعت اور ملک گیری کی خاطر اپنا وطن (انگلستان) چھوڑ ہندوستان میں قسمت آزمائی کے لئے آئی ہو۔ انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے اس کو نظر تعمق سے دیکھ کر قرار یہ دیا کہ ٹیپو سلطان انگریزوں ہی کے خلاف کسی جارحانہ کارروائی کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی خیال سے ان کے منصوبوں کے دفع دخل کی

تیاریاں کرنے لگے۔

کمپنی کے کورٹ آف ڈائرکٹرس نے خاص اسی غرض سے لارڈ مارنگٹن (المعروف مارکوئیس ویلزلی) کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنایا جنہوں نے مسایل ہندوستان پر غور کرتے ہوئے مرہٹوں کے مقابلے میں نظام علی خان کو کمک نہ دینے پر اپنے مراسلہ مورخہ ۲۲ فروری ۱۷۹۸ء موسومہ پریزیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول میں بایں الفاظ اظہار خیال کیا ہے۔

"یہ کوئی دور اندیشانہ پالیسی نہیں ہے کہ نظام اور مرہٹے آپس میں لڑکر کمزور ہو جائیں درآں حالیکہ ٹیپو سلطان آرام میں ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے مطمح نظر صرف ٹیپو سلطان تھے گورنر جنرل موصوف نے اس امر پر بھی توجہ کی کہ مرہٹوں اور نظام علی خان کو معاہدوں کے ذریعے اپنے قابو میں لالیا جائے تاکہ وہ ٹیپو سلطان سے متفق ہو کر ان کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو جائیں۔

مارکوئیس ویلزلی بہ حیثیت گورنر جنرل ۱۷ مئی ۱۷۹۸ء (م یکم ذی الحجہ ۱۲۱۲ھ) کو کلکتہ پہنچے یہاں آنے کے تین ہی ہفتے بعد ان کو یہ اطلاع ملی کہ ٹیپو سلطان کے دو ایلچی فرانس پہنچے جن کے ذریعے انہوں نے حکومت فرانس سے اتحاد قایم کرنے کی تحریک کی اور اسی سلسلہ میں کچھ فرانسیسی عہدہ داروں کو بھی طلب کیا جس پر وہاں سے تقریباً دو سو سپاہی معہ عہدہ دار ٹیپو سلطان کے پاس روانہ کئے گئے جو بنگلور کی بندرگاہ پر ۲۶ اپریل ۱۷۹۸ء (م ۱۰ ذیقعدہ ۱۲۱۲ھ) کو پہنچے[۱]

---

[۱] مسوار ایڈکرسیا ڈلس آف مارکوئیس ویلزلی مرتبہ آر۔ آر۔ پیرس جلد اول صفحہ ۱۵ [۲] حسب مراسلہ لارڈ مارنگٹن مورخہ ۲۰ مارچ ۱۷۹۹ء موسومہ کورٹ آف ڈائرکٹرس۔ [۳] ملس ہسٹری آف برٹش انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۲۶ء صفحہ ۶۶

نظام علی خان آصف جاہ ثانی

انگریز مورخ اس فرانسیسی فوج کے آنے کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان انگریزوں سے سابقہ جنگ کا انتقام لیکر اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو واپس حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ہم کو اس کے تسلیم کرنے میں اس وجہ سے تامل ہے کہ سپاہیوں کی اس قلیل تعداد[1] سے اس سوءظن کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ یا تو انگریزی کمپنی کو نیچا دکھانے کے لئے صرف انہی دو سو سپاہیوں کی کمی تھی یا یہ کہ ٹیپو سلطان کو صرف انہیں دو سو سپاہیوں کی امداد کی ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ ٹیپو سلطان انگریزوں کے موافق نہیں تھے اور عجب نہیں کہ وہ یہ بھی چاہتے ہوں کہ نہ صرف اپنے مقبوضہ حصہ ملک کو انگریزوں سے واپس حاصل کرلیں بلکہ ان کو ہندوستان سے بھی نکال باہر کردیں لیکن اس نوبت پر ان کے ان اعمال پر یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاہ کابل و شاہ ایران سے جو مراسلت ہوئی تھی وہ مرہٹہ ریاست کے مقابلے کے لئے تھی۔ شاہ ترکی سے جو مراسلت ہوئی اس کا امکان محض قومیت کے اعتبار سے تھا یا اس لئے کہ خلیفۃ المسلمین کے پاس سے اپنی شاہی کے لئے سند طلب کریں جس کے بعد سے وہ مستند طور پر اپنی ریاست کے خود مختار بادشاہ کہلائے جاسکیں کیونکہ جو امور کہ مخالفین ٹیپو سلطان ان کو برا ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ وہ بطور خود بادشاہ یا سلطان کا لقب اختیار کئے ہوئے تھے۔ شاہ فرانس سے جو مراسلت انہوں نے کی اس لئے ہوسکتی تھی کہ اپنی فوج کو زیادہ باقاعدہ بنانے اور اس کو یورپی اصول پر فوجی اور حربی تعلیم دلانے کے سامان مہیا کریں اور

---

[1] اس کی تعداد ٹیپو سلطان نے اپنے اطلاعی خط مورخہ ۳۰ اگست ۱۷۹۸ء میں سو مدراست فرانس میں صرف ساٹھ سپاہی بتائی ہے اور لارڈ مارنگٹن نے مشمول عہدہ داران دو سو بتائی ہے۔ ملس ہسٹری آف انڈیا جلد ششم طبع ۱۸۱۷ء صفحہ ۶۷

اس مخالف انگریز قوم سے اس قسم کی مدد حاصل کرنے میں سہولت اسی صورت میں تھی کہ اس قوم کو یہ جتائیں کہ وہ خود بھی انگریزی قوم کے افراد سے خوش نہیں ہیں۔ بہرحال ٹیپو سلطان کے ان اعمال کو انگریزی کمپنی نے سخت ترین بدگمانی سے دیکھا اور یہ تصفیہ کر لیا کہ جتنا جلد ہو سکے ان کے منصوبوں پر پانی پھیر کر ان کی روز افزوں قوت کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا جائے۔ سب سے پہلے لارڈ صاحب نے مدراس گورنمنٹ کی فوج کو سواحل ملیبار و کورومنڈل پر اترآنے کے احکام دیئے اور اپنے اس خیال کی تائید و تکمیل میں جو بورڈ آف کنٹرول کے پریزیڈنٹ کے موسومہ خط میں ظاہر کیا تھا ٹیپو سلطان سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نظام علی خان اور مرہٹہ راجگان و پیشوا کے ساتھ ایک فریدمعاہدہ کرنے کی کوشش کی تاکہ اس پیش پا افتادہ مہم میں ان دیسی ریاستوں کی فوجی قوت کمپنی کے زیر اثر آجائے اور ان کے خودمختارانہ اقتدارات کمپنی کی صواب دید پر منحصر ہو جائیں۔

عہدنامۂ امدادی کی تکمیل | ۱۷۹۷ء (م ۱۲۱۲ھ) تک حیدرآباد میں ولیم کرک پاٹرک رزیڈنٹ تھے جب وہ کیپ آف گڈہوپ چلے گئے تو ان کے بھائی جیمس اچلیس کرک پیاٹرک ان کے قایم مقام ہوئے۔ انہیں کے ذریعے نظام علی خان کے ساتھ ایک عہدنامہ یکم ستمبر ۱۷۹۸ء (م ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ) کو تکمیل پایا جس میں دایمی طور پر انگریزی امدادی فوج کو ملازم رکھنے اور اس فرانسیسی فوج کو جو سرکار عالی میں ملازم تھی برطرف کر دینے کا معاہدہ ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ ان فرانسیسیوں کو جو اس فوج میں ملازم ہوں انگریزی کمپنی کے حوالے کر دیا جائے اور آیندہ کوئی یورپین بلا اطلاع کمپنی مامور و ملازم نہ کیا جائے۔ لفٹنٹ کرنل ولسن کا

بیان ہے کہ اس[1] فرانسیسی فوج کی برطرفی کے لئے نظام علی خان اوران کے وزیر ارسطو جاہ کو راغب کرنے میں بڑی دقتیں اٹھانی پڑیں ولسن کا یہ بیان خلاف واقعہ نہیں ہے اس واسطے کہ نظام علی خان کے تخیل کے تحت ارسطو جاہ کا مسلک یہ تھا کہ فرانسیسیوں سے خطرے کی صورت میں انگریزی افواج سے مدد لیں اور انگریزی افواج سے خطرے کی صورت میں فرانسیسی فوج سے اور اس فوج کو برطرف کر دینے کی صورت میں اس فایدہ کے حاصل کرنے کا موقع باقی نہیں رہتا بلکہ صرف انگریزی فوج کی رضاجوئی میں رہنا پڑتا جیسا کہ بعد میں فی الحقیقت ہوا لیکن اس وقت نظام علی خان کے مرض فالج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ریاست کے اندرونی حالات اوران کی قایم مقامی کی کشمکشوں میں (جس کا ذکر آگے آئے گا) ارسطو جاہ اس عہدنامہ کی تکمیل پر مجبور ہوئے اور نظام علی خان سے تکمیلی دستخط حاصل کرلی۔ یہ وہی عہدنامہ ہے جس کی رو سے ریاست آصفیہ تمام خارجی معاملات میں انگریزی کمپنی کے زیر اثر آگئی اور ایک حد تک اپنی تحقیقی خود مختاری کھو بیٹھی اور چونکہ یہ خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا ترجمہ ہم ضمیمہ ھ میں درج کرتے ہیں۔

عہدنامہ کی تکمیل کی نوبت پر سکندر جاہ کی تخت نشینی میں استمداد کی شرط اور اس کے اسباب

اس عہدنامہ کے شرایط کے تصفیے کے لئے جو مشکلات انگریزی کمپنی کو درپیش تھیں ان کا اجمالی ذکر مارکوئس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۴۷)[2] مؤرخہ ۱۰ کپتان جے اے کرک پیاٹرک میں کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو جاہ یہ بخوبی جانتے تھے کہ اس عہدنامہ کے شرایط زیادہ تر کمپنی کے مفید مطلب تھے۔

---

[1] ہسٹری آف دی مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ [2] ڈسپیچس آف دی مارکوئس ویلزلی مرتبہ آرم مارٹن جلد اول صفحہ ۱۵۸

اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ چند ایسے امور بھی طے کر لئے جائیں جو اپنے لئے بھی مفید ہوں وہ امور یہ ہیں :-

(۱) سکندر جاہ کی تخت نشینی کی تائید انگریزی گورنمنٹ کرے ۔

(۲) ریاست آصفیہ کے اندرونی انتظامات و رفع مناقشات کے لئے انگریزی افواج متعینہ ریاست سے مدد ملا کرے ۔

(۳) حیدر آباد اور پونہ کی ریاستوں میں جو اختلافات واقع ہیں یا آیندہ ہوں ان کے ارتفاع میں انگریزی کمپنی حصہ لے اور مدد دے ۔

ان میں سے مابعد الذکر دو امور ایسے تھے جن کے متعلق انگریزی کمپنی نے قبل ازیں جواب دیدیا تھا کہ اس کو ریاست کے ان امور سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ ان امور میں نظام کی کوئی مدد نہیں کر سکتی جس پر ارسطو جاہ کو ضروری معلوم ہوا کہ ان ہر دو مسایل کے متعلق بھی انگریزی کمپنی سے کوئی سمجھوتہ کر لیں ۔ اور امر مقدم الذکر یعنے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق تائید حاصل کرنے کی ضرورت اس وجہ سے پائی گئی کہ نظام علی خان کی علالت (از مرض فالج) کے دوران میں سکندر جاہ نے جلد بازی کر کے امور ریاست میں بیجا مداخلت[1] کی تھی جو نظام علی خان کو ناگوار گذری اسی بنا پر خود بدولت نے اُن پر نگرانی قایم کر دی تھی سکندر جاہ کی جلد بازی کا سبب یہی ہو سکتا ہے کہ نظام علی خان نے یہ تصفیہ کر لیا تھا کہ اپنے ممالک محروسہ کو تین حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ اپنے فرزندوں میں سے سکندر جاہ

---

[1] مرتبہ سر اُدرینٹ ملی الائی دی نظام صفحہ ۱۹۳

فریدوں جاہ اور جہاندار جاہ کے نامزد کردیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کے[1] متعلق سندیں بھی تیار کردی گئی تھیں لیکن امیر پائیگاہ اور راجہ شامراج نے اس خیال کے تحت کہ فریدوں جاہ نظام علی خان کے قایم مقام ہوں ان اسناد کو بروئے کار آنے سے روک رکھا۔

فریدوں جاہ ایک حدتک انگریزوں کے مخالف تھے جب ارسطو جاہ پونہ سے واپس آکر خدمت مدار المہامی کا جایزہ حاصل کر چکے تو انہوں نے دیکھا کہ نظام علی خان کے وہ صاحبزادے (سکندر جاہ جن کے عقد میں وہ اپنی پوتی کو دینا چاہتے تھے اس طرح محروم کئے گئے ہیں تو ان کو اپنی آیندہ توقعات کے منقطع ہوجانے کا یقین ہوگیا اس لئے انہوں نے سکندر جاہ سے خفیہ طور پر مفاہمت کرکے پہلے نظام علی خان سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ سرکاری کاغذات پر سکندر جاہ[2] دستخط کیا کریں کیونکہ فالج کا اثر سیدھی جانب پر ہونے کے باعث نظام علی خان اس قابل نہیں رہے تھے کہ سرکاری کاغذات پر کچھ لکھ سکیں یا دستخط کرسکیں اس حکم کے حصول کے ساتھ ساتھ ارسطو جاہ نے ان کی تخت نشینی کے لئے انگریزی کمپنی سے تائید حاصل کرنیکی تجویز کی۔ اور اسی تجویز کے تحت مابہ البحث عہدنامہ کی تکمیل کے وقت اس مسئلہ کو بھی پیش کردیا۔ کپتان جے لے کرک پیاٹرک کی اطلاع دہی پر مارکوئیس ویلزلی نے ان کو مراسلہ نشان (۳۷) میں یہ لکھا کہ :-

"میرا مصمم ارادہ ہے کہ سکندر جاہ کی تخت نشینی میں تائید کیجائے لیکن میں نے اس کو اعظم الامر اسے فی الحال مخفی رکھنے کی جو تم کو ہدایت کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا اظہار

---

[1] اورعیت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۴ [2] اورعیت فل الائی دی نظام صفحہ ۲۱۶۔

ممکن ہے کہ نظام کے دل میں کوئی بدگمانی یا شک پیدا کرے"۔

اس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نظام علی خان سکندر جاہ کو تخت نشین کرنا نہیں چاہتے تھے اور اُن کی تخت نشینی کی نسبت جو مفاہمت کہ ارسطو جاہ اور انگریزی کمپنی کے مابین ہو رہی تھی وہ نظام علی خان کے بلا علم و اطلاع تھی۔

ارسطو جاہ کے ان پیش کردہ امور میں سے تخت نشینی سکندر جاہ کے متعلق کسی تحریری وثیقہ یا تصفیہ کے بغیر عہد نامہ تکمیل پا گیا اور میسور کی جنگ کے بعد ویلزلی نے سکندر جاہ کی تخت نشینی میں مدد دینے کے لئے آٹھ شرائط پیش کر کے جے اے کرک پیاٹرک کو لکھا کہ

"اگر سکندر جاہ[1] ان شرائط سے ناراض ہوں تو تم ارسطو جاہ اور میر عالم سے مل کر نظام کے کسی اور لڑکے کو انہیں شرائط کے ساتھ تخت پر بٹھانے کے لئے آمادہ کرو"۔

یہ شرائط سکندر جاہ نے بلا علم و اطلاع نظام علی خان تسلیم کر لئے۔

فرانسیسی فوج کی برطرفی تحت معاہدہ ۱۷۹۸ء

معاہدۂ مذکور کی تکمیل کے ڈیڑھ مہینہ بعد تک بھی فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی عمل میں نہیں آئی جب انگریزی رزیڈنٹ نے اپنی سابقہ فوج میں اضافہ کے لئے مزید انگریزی فوج طلب کر لی تو نظام علی خان کو یہ دھمکی دی کہ اگر فرانسیسی[2] عہدہ داروں کے برطرف کرنے میں اب بھی کوئی پس و پیش ہو تو وہ خود اپنی فوج کو حکم دیدینگے کہ

---

[1] ڈسپیاچیس آف ویلیسلی مرتبہ آرتھر مارٹن جلد اول صفحہ ۱۳۵ مراسلہ بستان (۴۱) مورخہ ۱۷ نومبر ۱۷۹۹ء

[2] اورمت مل الاٹی دی نظام صفحہ ۲۲۹

فرانسیسی فوج کی چھاؤنی پر حملہ کردے اور اس کے ساتھ اپنی انگریزی فوج کو اس چھاؤنی سے قریب تر جا ٹھیرنے کا حکم بھی دیدیا۔ جس کے بعد بندگانعالی نے فرانسیسی عہدہ داروں کو برطرف کرکے اہالیان کمپنی کے سپرد کردینے کا حکم دیا جے، اے، کرک پیاٹرک حکم برطرفی کے حصول کیلئے جس وقت نظام علی خان[1] کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کے مددگار مسٹر مالکم اور ڈاکٹر بوئے بھی تھے حضور نے احکام برطرفی کے ساتھ رزیڈنٹ کو ایک ایک جیغہ سرپیچ اور کنٹھی مروارید سے اور ایک ایک جوڑ دست بند اور بھجبند سے سرفراز کیا اور ان کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک جیغہ اور سرپیچ عنایت ہوا۔

سرکار عالی کی فرانسیسی فوج میں صرف ایک سو چوبیس فرانسیسی عہدہ دار تھے جن کی برطرفی کے بعد ان کے تحت کی فوج نئے عہدہ داروں کے سپرد کردیگئی اس برطرفی کے لئے جو اہتمام انگریزی کمپنی کے ذریعے ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ برطرف ہونے والے عہدہ دار اگر چاہتے تو اپنی ماتحت فوج کے ذریعے ریاست کی افواج پر حملہ کردیتے۔ بہرحال احکام برطرفی کی تعمیل کی غرض سے کرنل جارج رابرٹس کے تحت چار ہزار تین سو پچاس سپاہیوں کی فوج بجواڑے سے حیدرآباد آئی جو یہاں کی سابقہ فوج (متعلقہ بنگالا) سے ملحق ہوگئی۔ اس فوج کے حیدرآباد آجانے کے بعد ہی رزیڈنٹ بہادر نے حملہ کی دھمکی دیکر فرانسیسی عہدہ داروں کی برطرفی کے احکام حاصل کئے جس کے بعد اس فوج نے فرانسیسی فوج کی چھاونی کا محاصرہ کرلیا اور اس کے سپاہیوں کی دلجوئی کرکے اُن سے وعدہ کیا گیا

---

[1] اس وقت جو بدولت قلعہ محمد نگر میں رونق افروز تھے۔

ان کی پوری پوری تنخواہیں (جو اداطلب تھیں) ادا کر دیجائیں گی۔ اس توقع میں سپاہیوں نے فرانسیسی عہدہ داروں سے انحراف کر لیا جس کے بعد ان میں کا ہر ایک عہدہ دار ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ اس طرح انگریزی فوج نے ان کو اپنی حراست میں لیکر کمپنی کے علاقہ میں روانہ کر دیا

عہدنامۂ مذکور کی تکمیل و تعمیل کے دوران میں گورنر جنرل کو یہ اطلاع کہ شاہ فرانس (نپولین اعظم) نے مصر پر حملہ کر دیا ہے جس کے فتح ہو چکنے کی صورت میں اس کا ہندوستان پر حملہ آور ہو جانا قرین عقل بھی تھا اور آسان بھی اس لئے لارڈ مارنگٹن نے ادھر مدراس کی فوج کو حکم دیا کہ میسور کے حدود کی طرف بڑھے اور اُدھر بمبئی کی فوج کو احکام بھیجے کہ سر ریگ بٹلر کی طرف بڑھ آئے تاکہ مدراس کی انگریزی فوج کی کمک کر سکے اور ایک طرف سے سرکار عالی کی انگریزی افواج بھی طلب کی گئیں۔ عہدنامۂ مذکورۃ الصدر میں کوئی ایسی شرط صراحتہً موجود نہیں ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلے پر اس فوج سے کام لیا جائے گا یا سرکار نظام کی اور فوج سے مدد حاصل کی جائیگی اور اس مدد کے معاوضہ میں مال غنیمت یا حصۂ ملک جو کچھ بدست ہو اس کی تقسیم باہمی کس تناسب سے ہوگی البتہ اس کے فقرہ پنجم میں بالاجمال یہ مذکور ہے کہ

"یہ امدادی فوج ہر وقت اہم خدمات کے لئے آمادہ رہیگی مثلاً حفاظت ذات بندگان تعالی یا ان کے ورثا اور قایم مقاموں کے لئے باغیوں کی اور ریاست میں فتنہ و فساد مچانے والوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے لیکن اس کو چھوٹے چھوٹے معمولی امور پر یا حصول محاصل کے لئے مثل فوج سلہندی مامور نہ کیا جائے گا"[1]

---

[1] دی ٹری ٹیز مرتبہ سی یو ایچی سن جلد پنجم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۵۰۔

سابقہ جنگ میسور (۱۷۹۲ء م ۱۲۰۷ھ) کے قبل ایک معاہدہ ۱۷۹۰ء (م ۱۲۰۴ھ) میں ہوا تھا جس میں فوجی امداد اور اس کے معاوضہ میں باہمی تقسیم کا ذکر ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس عہد نامہ میں تین فریق (نظام علی خان پیشوا اور انگریزی کمپنی) تھے اور اس کی دوسری شرط[1] میں ہر سہ فریق سے نقض معاہدہ کی وجہ سے ٹیپو سلطان پر فوج کشی کرنے کی قرارداد تھی۔ اس عہد نامہ کا اثر اس جنگ (۱۷۹۲ء) کی صلح کے ساتھ ہی باقی نہیں رہا کہ اس تو بہ پر اس سے استفادہ کیا جاتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ٹیپو سلطان کے کچھ اثرات ریاست آصفیہ میں قایم ہو گئے تھے کہ نظام علی خان کے بھانجے امتیاز الدولہ ممتاز الامرا کے ذریعے ٹیپو سلطان ریشہ دوانی کر رہے تھے اور ان کے ایک سفیر موسوم بہ مدینہ صاحب ان کی طرف سے حیدرآباد آتے جاتے تھے اور غالباً یہاں کے امرا میں سے بعض ان کی حمایت میں بھی تھے اس لئے انگریزی کمپنی کے عہدہ داروں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ اس عہد نامہ میں اس آنے والی جنگ میسور کا کوئی ذکر صراحتہً کیا جائے یا اس کے متعلق کوئی شرط مرقوم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ اس عہد نامہ سے سخت مخالفت کی جاتی۔ صرف فوجی اضافہ کی غرض ظاہر کر کے اور فرانسیسی عہدہ داروں کے برطرف کر دینے کی قرارداد پر عہد نامہ ۱۷۹۸ء (م ۱۲۱۳ھ) طے کیا گیا۔ ممکن ہے کہ ارسطو جاہ سے رزیڈنٹ نے بالمشافہ میسور پر فوج کشی کی نسبت کوئی اقرار کیا ہو یا خفیہ طور پر کوئی اور معاہدہ ہوا ہو جس کا کوئی شایع شدہ داخلہ ہمارے حیطۂ علم میں نہیں ہے۔

اس موقع پر طلیبی فوج کے ساتھ اس فوج کی سپہ سالاری کی نسبت مارکوئس ویلزلی نے

---

[1] دی ٹری ٹیز جلد نہم طبع ۱۹۲۹ء صفحہ ۴۴۔

رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کو لکھا۔

"کوشش[1] کی جائے کہ اس مہم میں اعظم الامرا (ارسطو جاہ) افواج نظام کے سپہ سالار رہیں اور اگر کسی خاص وجہ سے وہ نظام کے ساتھ رہ جائیں یا یہ کہ ان کو افواج کے ہمراہ مہم پر چلنے کے لئے آمادہ نہ کیا جا سکے تو کسی اور شخص کو سپہ سالاری کے لئے انتخاب کرنے میں احتیاط کو کام میں لایا جائے (خیال رہے کہ) سپہ سالار ایسا شخص ہونا چاہیئے جو معتبر اور امیر ہونے کے علاوہ غرض واحد میں دلچسپی رکھنے والا بھی ہو افواج نظام کی سپہ سالاری کے لئے ایسا شخص ہو جو ان امور کے علاوہ فوجی معلومات اور جنگی تجربہ بھی رکھتا ہو اور حیدرآباد کے دربار میں ایسے صفات کا آدمی ملنا مشکل ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ انگریزوں کو اپنی تائید کی نسبت ارسطو جاہ پر پورا بھروسہ تھا لیکن اس کے ساتھ ویلزلی کو یہ بھی خیال تھا کہ چونکہ نظام علی خان ان دنوں صحیح المزاج نہیں تھے اس لئے ارسطو جاہ کا ان کی قربت سے دور رہنا نہ خود ان کے مفاد کے مدنظر قرین عقل تھا اور نہ خود کمپنی کے مقاصد کے لحاظ سے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ اس فوج کے سپہ سالار ارسطو جاہ نہوں تو کوئی ایسا شخص ہو جو ان کا ہم خیال ہو اور ریاست کے امرا میں سے نہ امیر پایگاہ ہی انگریزی کمپنی کے طرفدار تھے اور نہ راجہ شامراج و ممتاز الامرا۔ ویلزلی کے جملہ آخر سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ چونکہ دربار میں ان صفات کا آدمی ملنا مشکل تھا جن کا انہوں نے

---

[1] سلیکشن آف آیم مارش جلد اول صفحہ ۳۳۳ مراسلہ مورخہ ۸ نومبر ۱۸۰۳ء۔

ذکر کیا ہے اس لئے وہ یہ چاہتے تھے کہ منجانب ریاست کوئی انگریزی سردار ہی اس خدمت کے لئے نامزد کر دیا جائے لیکن اس کو پسند نہ کیا گیا آخر کار نظام علی خان کی منظوری سے ارسطو جاہ نے میر عالم کو سپہ سالاری پر مامور کر دیا اور ان کے ہمراہ ہادی الدولہ بہرام جنگ حمید نواز جنگ اور ابو تراب خان کو مہم پر جانے کا حکم ہوا۔ یہ فوج دریائے کرشنا کے کنارے پہنچ کر رک گئی اس کے متعلق ویلزلی نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعے جے اے کرک پیاٹرک کو یہ اطلاع دی کہ

"مجھے کپتان ویلیٹ کا ایک خط ملا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ نظام انفنٹری نے (چھ ہزار کی تعداد میں) دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ ڈالا ہے اور آگے بڑھنے سے منحرف ہو گئی ہے میر عالم اس فوج کو آگے بڑھنے کے لئے آمادہ نہیں کر سکتے ہیں۔"[1]

اس سے پایا جاتا ہے کہ یا تو فوج کو ٹیپو سلطان پر حملہ کی غرض سے نکلنے کی اطلاع اس مقام پر ملی اس لئے اس نے ان کے مقابلہ سے انحراف کر دیا یا یہ کہ دریائے کرشنا کی طغیانی کی وجہ سے اس نے اس کے پار ہونے سے انکار کر دیا بہر حال اس کو آمادہ کیا گیا اور یہ فوج جب دریائے کرشنا پار ہو چکی تو فروری ۱۷۹۹ء (رمضان ۱۲۱۳ھ) میں کرنل آرتھر ویلزلی کی فوج سے ملحق ہو گئی۔ اور میر عالم کی نگرانی فوج بے قاعدہ پر قائم رہی حملہ یا پیش قدمی میں ان کے احکام یا مشورے کو کوئی دخل نہ رہا۔

---

[1] ڈسپاچیز آف آف ویلزلی مرتبہ آرتھر ماریس جلد اول صفحہ ۴۱۵ مراسلہ بنام (۱۳۷) مورخہ ۲۱ جنوری ۱۷۹۹ء

وجہ تحریک اور اعلان جنگ | انگریزی افواج کی پیش قدمی کے بعد غالباً وجہ تحریک جنگ پیدا کرنے کے لئے مارکوئس ویلزلی نے ٹیپو سلطان کو مطالبات[1] ذیل میں متواتر چند خطوط لکھے۔

(۱) نووارد فرانسیسیوں کو انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جائے۔

(۲) انگریزی کمپنی کا وکیل (رزیڈنٹ) دارالریاست سرینگ پٹن میں رکھا جائے

(۳) بنا در مقبوضہ (مثلاً کوڑیال بندر منگلور وغیرہ) بغرض تجارت انگریزی کمپنی کے تفویض کر دیئے جائیں۔

یہاں ہم کو اس سے کوئی بحث نہیں کہ یہ مطالبات کس حد تک بجا تھے بہرحال ان کا جواب ٹیپو سلطان نے گورنر جنرل کے حسب دلخواہ نہ دیا اسی بنا پر میسور پر فوج کشی کا اعلان کر دیا گیا۔

حالات جنگ اور شہادت ٹیپو سلطان | صاحب نشان حیدری کے بیان کے موافق اس موقع پر ٹیپو سلطان کے ملک میں کچھ ایسی سازشیں ہو گئی تھیں کہ بعض ملازم عہدہ دار و امرا در پردہ خود ان کے مخالف ہو گئے اور احکام کی عدم تعمیل اور ٹال مٹول سے غنیم کو اپنے حسب منشا حملہ آور ہونے میں کامیابی کا موقع دیتے تھے چنانچہ ان کا دیوان میر صادق، سپہ سالار قمر الدین خان وغیرہ اسی زمرہ میں تھے اور ٹیپو سلطان کو ان کے حقیقی خیر خواہوں سے بدظن کرا کے اُن سے دور کر رہے تھے تاکہ وہ ان کا ساتھ نہ دے سکیں۔

مدراس کی انگریزی فوج جب جنرل ہارس کے تحت میسور کی طرف بڑھی تو ٹیپو سلطان نے

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۸۳

پورنیا[1] کو ان کی مدافعت کے لئے مامور کیا۔ جو اپنی فوج کو انگریزوں کی مدافعت سے باز رکھ کر اس کے آگے پیچھے لگا رہا تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قابو کی تلاش میں ہے اور اس کی فوج نے کسی مقام پر کہیں حملہ بھی کر دیا تو حملہ آوروں پر زجر و توبیخ کر دی جس سے پھر اس کی فوج نے حملہ کا قصد ہی نہ کیا جب ٹیپو سلطان کو انگریزی فوج کے بڑھے آنے کی اطلاع ملی تو وہ بذات خود چین پٹن تک آ گئے لیکن عین اسی موقع پر انگریزی جنرل اپنا رُخ پھیر کر دوسری سمت چل نکلا ٹیپو سلطان نے یہ خبر پا کر وہی رُخ اختیار کیا آخر مڑولی (عرف نگلشن آباد) میں غنیم کو جا لیا۔ اس مقابلہ میں قمرالدین خان نمکحرامی کر کے اپنی ہی فوج پر ٹوٹ پڑا جس سے ٹیپو سلطان کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اسی دوران میں یہ خبر ملی کہ کورگ کے راستہ سے بمبئی کی انگریزی فوج سرینگ پٹن کی طرف آ رہی ہے اس اطلاع کے ساتھ ہی ٹیپو سلطان کچھ فوج جنرل ہاریس کی مدافعت پر چھوڑ کر آپ کورگ کی طرف متوجہ ہوئے جہاں ٹیپو سلطان کے بعض سرداروں نے میجر اسٹوارٹ کا مقابلہ کر کے اس کو راستہ سے ہٹا دیا جس کے بعد وہ کالی کوٹ کی طرف نکل گیا اور ٹیپو سلطان سرینگ پٹن لوٹے اس اثنا میں جنرل ہاریس سرینگ پٹن کے قریب آ گئے تھے ایک سمت خود اُن کی فوج تھی دوسری طرف سرکار نظام کی امدادی باقاعدہ انگریزی فوج اور بے قاعدہ ریاست کی فوج[2] اور تیسری جانب بمبئی کی فوج ان ہر سہ افواج نے سرینگ پٹن کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کر دی ٹیپو سلطان کے بعض نمک حرام عہدہ داروں کی وجہ انگریزی افواج ایک شکستہ فصیل کی

---

[1] نشان حیدری صفحہ ۳۸۳ [2] صاحب نشان حیدری نے ریاست حیدرآباد کی فوج کی تفصیل یہ بتائی ہے کہ مل رامرٹ کے تحت چار ہزار سپاہ مدراس و دو ہزار سپاہ بنگالہ، سر عالم کے تحت آٹھ ہزار سوار، روس پائے کے تحت چھ ہزار جوان بار

راہ سے قلعہ میں در آئیں اور دروازوں پر قبضہ کر لیا جس کے بعد ٹیپو سلطان بذات خود نکل آئے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے ۴ مئی ۱۷۹۹ء (م ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۱۳ھ) کو شہید ہو گئے۔ سرینگ پٹن پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

یہاں ہم یہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ واقعات سے کوئی امر ایسا نہیں پایا جاتا جس سے یہ یقین کیا جا سکے کہ انگریزی کمپنی یا ان کے حلیف نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ کا یہ خیال یا یہ منصوبہ تھا کہ ٹیپو سلطان کو شہید کر دیں اور اس کے بعد تمام ملک میسور کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ خود ٹیپو سلطان کے نمک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے سلطنت منتزع ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آجائیں چنانچہ قلعہ سرینگ پٹن پر قبضہ ہونے تک بھی ان کو صحیح خبریں نہیں پہنچائی جاتی رہیں اور مقابلے سے پہلو تہی کرتے رہے اور نہ اس عالم پریشانی میں ٹیپو سلطان کے صلاح کاروں نے کوئی صحیح مشورہ ان کو دیا۔ جب محاصرہ کی صورت دگرگوں ہوتی نظر آئی تو ٹیپو سلطان نے اپنے فرانسیسی سردار موسیٰ اسپیو کو طلب کر کے مشورہ کیا جس پر اس نے رائے دی کہ شب میں ایک حصہ فوج کے ساتھ معہ خزانہ قلعہ سے نکل کر چیتل درگ چلے جائیں اور قلعہ سرینگ پٹن خود (موسیٰ اسپیو) اس کے سپرد کر دیں۔ یہ ممکن تھا کہ ٹیپو سلطان اس مشورے پر عمل کر کے قلعہ چیتل درگ میں پناہ گزیں ہو جاتے یا ان شرائط کو (گو وہ کتنے ہی شدید کیوں نہ ہوں) قبول کر لیتے جو انگریزوں نے ان کی تحریک صلح پر پیش کئے تھے لیکن انہوں نے نہ ان شرائط کو قبول کیا اور نہ موسیٰ اسپیو کے مشورے پر کاربند ہوئے بلکہ پھر اپنے دیوان میر صادق اور پورنیا سے مشورہ کیا جنہوں نے اس

فرانسیسی سردار کی رائے کا تخلیہ اس طرح کیا کہ

"فرانسیسی[1] اور انگریز دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال حضرت یقین فرمالیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کے سپرد کیا یہ انگریزوں کے تفویض کردیں گے۔"

اس کے بعد بدرالزماں نے اس پر اور مستزاد کیا کہ

"قبلۂ عالم[2]! جیسے ہی حضرت کا مع خواتین و خزانہ و شہزادگان قلعہ چھوڑ کر باہر تشریف لیجانا معلوم ہوگا سب جانثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازہ جمعیت قائم نہ رہے گا۔"

جس پر ٹیپو سلطان فسخ عزیمت کر کے خزانہ و جواہرات کے صندوق وغیرہ جیسے کے ویسے رکھا دیئے اور راضی برضائے مولیٰ ہو بیٹھے۔

---

[1] سلطنت خداداد صفحہ ۲۴۹ [2] سلطنت خداداد صفحہ ۲۵۰۔

تقسیم ملک میسور

ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد ملک میسور اور ٹیپو سلطان کی مال و دولت پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ جس کے بعد اس کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس نوبت پر فریقین معاہدہ صرف دو (نظام علی خان اور انگریزی کمپنی) تھے جن میں اس تمام ملک و مال کی تقسیم ہونی چاہیئے تھی لیکن ویلزلی یہ چاہتے تھے کہ اس کی تقسیم میں اپنی آئندہ صلاح فلاح کو پیش نظر رکھ کر اس کو اس قسم سے تقسیم کریں کہ نظام علی خان کا رقبۂ حکومت بھی بہت زیادہ ہونے نہ پائے اور اس جنگ میں ٹیپو سلطان کے جس عہدہ دار (میر قمرالدین خان) نے انگریزوں کی طرفداری کی ہے اس کو بھی کوئی حصہ دیا جائے۔ اور مرہٹوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگرچہ وہ اس جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لئے تھے جس سے ان کی غرض یہ تھی کہ اس قوم کو بھی اس طرح اپنا ممنون احسان کر کے ہموار کر لیا جائے اور سابق راجہ میسور کی بیوہ کے لڑکے کو تخت سلطنت پر متمکن کر دیا جائے تاکہ ایک تو اس طرح نیا بنایا ہوا راجہ ان کا شریک و حلیف رہے اور دوسرے یہ کہ اس نئے راجہ کو متمکن کرنے کی صورت میں بیوہ رانی سے اس معاہدہ کی تعمیل میں معقول جلب منفعت ہو جو انگریزی کمپنی نے ذریعۂ ترمل راؤ (نایب رانی میسور) ۷ ستمبر ۱۷۸۲ء (۱۹ شوال ۱۱۹۶ھ) کو بمقام بنجاور کیا تھا۔ یہ سب امور ایسے تھے کہ لارڈ صاحب مذکور

فرد فرید اس کو طے کرتے تو اس کا امکان تھا کہ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ کے دل میں سوظنی اور مخالفت پیدا ہو جاتی۔ اسی بنا پر انہوں نے تقسیم ملک و مال کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جس کے ارکان جنرل ہارسس، کرنل آرتھر ویلزلی[1] ہنری ویلزلی[2] (لارڈ کولی) لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک، لفٹنٹ کرنل باری کلوز، کپتان ملکم، اور منرو مقرر ہوئے۔ اور ریاست آصفیہ کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے ارسطو جاہ سے یہ منظوری حاصل کرلی کہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک نمایندۂ ریاست رہیں۔ اس کمیٹی کے مامور ہونے کے بعد مختلف اجلاس ہوئے جس میں تقسیم ملک و مال کے مسایل پیش ہوتے رہے اور جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً میر عالم اور جے اے کرک پیاٹرک (رزیڈنٹ) کے ذریعے ارسطو جاہ و نظام علی خان کو ہوتی رہی۔

تقسیم میں ملک کے علاوہ مال غنیمت بھی تھا جس میں نقد و جواہر کے علاوہ اجناس و جانور بھی تھے۔ مسایل تقسیم پر ارسطو جاہ نے متجانب نظام علی خان جو اختلاف کیا ہے ان کے خط موسومہ میر عالم سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے ضمیمہ ۹ میں بجنسہٖ درج کیا ہے۔

تقسیم مال کی نسبت ارسطو جاہ کو اطلاع دیگئی تھی کہ غنیمت میں صرف ایک لاکھ ہون کا مال سپاہ سرکار کے حصہ میں آتا ہے جس پر وہ تعجب ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

---

[1] یہ مارکوئس ویلزلی کے دوسرے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ ویلنگٹن سے مخاطب ہوئے۔

[2] یہ مارکوئس ویلزلی کے سب سے چھوٹے بھائی تھے جو بعد میں لارڈ کولی سے مخاطب ہوئے۔

"گورنر جنرل بہادر نے تو یہ لکھا تھا کہ توشک خانہ و آلات حرب و ضرب کے علاوہ کرور ہا روپیہ کا مال تھا جس میں بندگانعالی مساوی کے شریک ہیں اگر یہ کہا جائے کہ سرکار عالی کی جمعیت کم ہے اور کمپنی کی زیادہ اسی تناسب سے تقسیم ہوگی تو کہا جائے کہ اس صورت میں شراکت مساویانہ باقی نہیں رہیگی جس کی قرارداد ہوئی ہے اور اس سے کمپنی کی بدنامی ہوگی ہرگز اس حصہ کو قبول نہ کیا جائے اور اہل کمپنی یہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ غنیمت سپاہیوں کا حق ہے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ٹیپو سلطان کے متعلقین و فرزندان نصف ملک اور خزانہ کے طلبگار ہیں تو ان کو کیوں دیا جاتا ہے اس واسطے کہ قلعہ بورنش کے ذریعے فتح ہوا ہے اور فرانسیسیوں کے مثل وہ بھی ایسروں میں داخل ہیں انہیں صرف بقدر پرورش قوت لایموت دینا مناسب اور واجب ہے بقیہ حصہ مساوی ہو اور سرکار عالی اور کمپنی انگریزی اپنے اپنے حصہ میں مختار رہے چاہے اپنے سپاہیوں کو دے یا نہ دے۔"

ملک کی تقسیم میں پہلے یہ قرارداد ہوئی کہ اس کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک ٹیپو سلطان کے پسماندوں اور فرزندوں پر تقسیم ہوگا اور باقی دو شرکاء تقسیم کرلیں گے لیکن چونکہ کمیٹی کے مطمح نظر یہ تھا کہ انگریزی کمپنی نظام علی خان، پیشوا اور ٹیپو سلطان کے وہ عہدہ دار جو اس جنگ میں انگریزی کمپنی کے طرفدار رہے ہوں اس سے مستفید ہوں اور ان کے علاوہ ریاست میسور پر سابق راجہ کی اولاد سے کسی کو متمکن کرکے اس سے بھی تحت معاہدہ جلب منفعت کرے اس لئے وہ قرارداد کالعدم کردی گئی اور

جب ان مسایل کو پیش کر کے ارسطو جاہ کو یہ اطلاع دیگئی کہ اس طرح ملک تقسیم ہو جائے تو سات لاکھ ہون سالانہ محاصل کا علاقہ سرکار عالی کے حصہ میں آئیگا جس میں سے دو لاکھ ہون سالانہ کا علاقہ ٹیپو سلطان کے سپہ سالار میر قمرالدین خان کی جاگیر میں دیا جائے تو ان کے حصہ میں صرف پانچ لاکھ ہون کا علاقہ بچ رہے گا اس علم کے بعد ارسطو جاہ نے میر عالم کو لکھا کہ

"حالیہ جنگ کے دوران میں ٹیپو سلطان نے جب مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی تھی تو ان کے پاس جنرل ہارس نے یہ شرط پیش کی تھی کہ دو کرور روپیہ نقد اور نصف ملک دیدیا جائے اگر اسی پر صلح ہو جاتی تو یقیناً بندگان عالی اس میں سے نصف حصہ پاتے جب ان شرایط پر صلح نہیں ہوی اور ملک حسب مراد بالکلیہ فتح اور شرکا کے قبضہ میں آگیا ہے تو اس کی تقسیم میں جو کچھ شرکا کو ملے وہ اس حصہ سے زیادہ ہی ملنا چاہیئے جو ان شرایط کے تحت مل سکتا تھا نہ کہ اس سے کم"۔

کمیٹی نے ارسطو جاہ کی اس حجت پر کوئی لحاظ نہ کیا اور انہیں امور کے تحت تقسیم کی قرارداد کرلی جو ان کے پیش نظر تھے۔ اس کے بعد تفویض و تعین مواضعات کا مسئلہ تھا جس میں منجملہ دیگر مواضع کے ارسطو جاہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ چیتل درگ نظام علی خان کے حصہ میں آئے لیکن مارکوئس ویلزلی کو اس سے بھی اختلاف ہوا اور قرار یہ دیا کہ وہ کمپنی کے کسی ساختہ پرداختہ شخص کے تابع رہے چنانچہ انہوں نے مراسلہ مورخہ ۵ جون ۱۷۹۹ء کے ذریعہ لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پیاٹرک (رکن کمیٹی تقسیم) کو لکھا کہ

"چیتل[1] درگ اور بیدنور وغیرہ راجہ میسور کے قبضہ میں دیئے جائیں گے اور ملجا اس کے کہ اس راجہ کے ساتھ ہم نے معاہدہ کیا ہے مجھے اعتماد ہے کہ وہ کافی طور پر ہمارے زیر حکم رہیں گے لیکن میں اس امر پر متفق نہیں ہو سکتا کہ چیتل درگ نظام کے قبضہ میں دیا جائے یہ ہر طرح ایک غیر مطمئن انتظام ہوگا اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ ایسا خیال میر عالم[2] کا ہو تو ان کے دل سے نکال دو۔"

چیتل درگ کا قلعہ نہایت مستحکم اور شاندار تھا اور حدود ممالک سرکار عالی سے قریب ہونے کے باعث ارسطو جاہ اس کو ممالک محروسہ میں داخل کرنا چاہتے تھے اگر وہ سرکار عالی کے تفویض کیا جاتا تو ممالک محروسہ اور نئے راجہ میسور کے حدود باہم ملجاتے جس کو انگریزی کمپنی مناسب تصور نہیں کرتی تھی اور سوائے اس کے کمپنی کا مقصد غالباً یہ بھی تھا کہ اس موقع پر اس معاہدہ سے بھی فایدہ اٹھایا جائے جو رانی میسو کے ساتھ ۲ ستمبر ۱۷۸۲ء کو نسبت تخت نشینی راجہ اس کے نابالغ کے ذریعے ہوا تھا اور جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔

"نظام[3] اور مرہٹوں کو اس حصۂ ملک کے سوائے جو وراثتہً ان کے قبضے میں رہا ہو اور کوئی خطہ نہ دیا جاوے۔"

اسی لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مزید قطعہ نظام علی خان کے قبض و تصرف میں جائے اگر ایسا ہو جاتا تو کمپنی کو اس معاہدے کے تحت کسی مطالبہ کا قانونی حق

---

[1] ڈسپاچیس آف ولزلی مرتبہ آرم مارٹن جلد ۲ صفحہ ۲۵ [2] میر عالم اس معاملہ میں صرف ایک سفیر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ [3] دی ٹریٹیز سنڈ اینگیجمنٹس جلد ششم صفحہ ۳۲۸ طبع ۱۹۲۶ء

باقی نہیں رہتا۔ ان امور متنازعہ پر حسب منشاء ارسطو جاہ میر عالم نے کمیٹی تقسیم میں اور مستقیم الدولہ[1] نے رزیڈنٹ (جے اے کرک پیاٹرک) سے استبداد کیا جس کی اطلاع پر مارکوئیس ویلزلی نے اپنے مراسلہ نشان (۲۳) مورخہ ۳۰ جون ۱۷۹۹ء لکھا کہ

"باوجود برٹش گورنمنٹ اور میرے حسن سلوک کے میر عالم نے ہم دونوں (یعنے ویلزلی اور کرک پیاٹرک) کے خلاف بے چینی پیدا کرنے کے لئے اپنی بے بنیاد شکایات کے ذریعے (جو انہوں نے اعظم الامرا کو سرنگاپٹم سے لکھے ہیں) ہر ایک کوشش کو عمل میں لایا ہے مجھے معتبر اطلاع ملی ہے کہ میر عالم کی اس روش کی سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں کہ وہ سرنگاپٹم کی تقسیم غنیمت میں کوئی ذاتی حصہ پانے سے محروم رہے ہیں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی عاقبت اندیشی سے اپنے آپ کو جنرل ہاریس کے حصہ کے مساوی کا مستحق قرار دیتے ہیں ان کے اس ناواجبی ادّعا سے انحراف کئے جانے پر یہ بے چینی واقع ہوئی یہ طرز عمل ان کی شان سے بعید اور ان کے اقرار کے مغایر ہے اور برٹش گورنمنٹ کے جو عنایات ان پر رہے ہیں اس کے خلاف ہے اور آئندہ سے میرے خیال میں وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل نہ ہوں گے۔"

اس سے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ صاحب نے میر عالم کو ریاست میں اور خود رئیس کے پاس بدنام کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ مال غنیمت سے اپنے لئے کسی حصہ کے طلبگار تھے جس کے نہ ملنے پر وہ یہ اعتراضات پیدا کر رہے ہیں۔ ارسطو جاہ کا محولہ خط دیکھا جائے تو

---

[1] میر عالم جب جہم میسور پر روانہ ہوئے تو ان کی جگہ مستقیم الدولہ ارسطو جاہ اور رزیڈنٹ کے مابین وکیل مقرر ہوئے تھے

معلوم ہوگا کہ ان اعتراضات میں میر عالم کی ذاتی رائے کو بہت کم دخل تھا جو کچھ انہوں نے عمل کیا صرف امتثال امر میں بموجب ہدایت کیا ہے۔

اس کے بعد اسی خط میں ویلزلی نے نظام علیخان اور ارسطو جاہ کے اعمال پر بھی تنقیدی نظر ڈالی ہے اور اس میں ان فوائد و برکات کا ذکر کیا ہے جو نظام علی خان اور ان کی ریاست کو انگریزی اتحاد سے حاصل ہوئے تھے تاکہ ان سب کے اظہار کے ساتھ نظام علی خان یا ان کے دیوان ارسطو جاہ تقسیم کے مسئلہ پر زیادہ گہری نظر ڈالکر کسی غلطی فہمی میں نہ پڑیں یا مخالف نہ ہو جائیں چنانچہ مارکوئیس ویلزلی لکھتے ہیں۔

"نظام اور اعظم الامرا کے اعمال بھی اسی قبیل سے ہیں ہیں اس سے زیادہ سبک اور خارج از عقل کوئی امر نہیں پاتا جو انہوں نے ہماری اور نظام کی فوج سے اس کی بہادری اور محنت کے صلے اور انعام کے حقوق چھین لینے کے لئے کیا ہے نظام کی فوج کیا بہ اعتبار تعداد اور کیا بلحاظ قابلیت اتنی ناقص اور کم تھی کہ کمپنی کے مماثل نظام کا حصہ قرار دینے میں بڑی ناانصافی ہوگی اس صورت میں ہماری فوج خاطر خواہ محنت اٹھانے کے باوجود اپنے موجبہ استفادہ سے محروم رہیگی۔ نظام کے رسالے کو (جو بے قاعدہ ہونے کی وجہ سے انتظام کے قابل نہیں) چھوڑ کر باقی فوج ہماری افواج کے ساتھ ساتھ انعام پائے اس کے سوائے اور کوئی اصول اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ نظام کے رسالے کی بابت میر عالم کے ساتھ ایک تصفیہ ہوا تھا آیا میر عالم نے نظام کی پیدل فوج کو ان کے رقمی انعامی حصص سے محروم رکھا اور نظام کے ذاتی استعمال کے لئے اس کو محفوظ کر دیا یہ ایسا سوال ہے جس کے

دریافت کرنے کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ میں ایک ایسے معاملہ میں دخل دیکر برٹش گورنمنٹ کے اعمال کو وھبیہ لگانا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس امر میں میرے انکار سے ہز ہائنس کے ساتھ کے اتحاد کو نقصان پہنچیگا میں اپنے اس خط کو نظام اور اعظم الامرا اور مستقیم الدولہ کے رویہ اور زبان پر روشنی ڈالتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ بڑا افسوس ہے کہ میں ان کی حالیہ گفتگو کی اطلاعوں میں ایک ایسی ہوا پاتا ہوں جو ہمارے اور ریاست حیدرآباد کے تعلقات کی مضبوطی کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ مستقیم الدولہ کی زبان سخت ناپسندیدہ ہے اور چونکہ وہ میر عالم کے قریبی رشتہ دار[1] ہیں اس لئے ان کے مربّی اور قرابت دار کی (مطالبۂ انعام میں) ناکامیابی ان کی اس گستاخی اور جراوت کا در پردہ باعث ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ مستقیم الدولہ نے جو زبان استعمال کی ہے اس کی نسبت قبل از قبل اعظم الامرا سے مشورہ ہو چکا تھا یہ صورت قابل زجر و توبیخ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مستقیم الدولہ سے میرے ان اقتدارات کا اظہار کرو گے جو نظام نے مجھ کو قبل ازیں دئے ہیں یہ فرد اقتدار جو میرے ہاتھوں میں دیگئی برٹش گورنمنٹ کے اعلیٰ اقتدار کے نظر کرتے بالکل مہمل اور فضول ہے۔

سر رینگ پٹن کے قلع قمع کے بعد سے نظام نے دو فعہ یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ میرے ان مکمل اقتدارات میں ذرا بھی مداخلت نہ کرینگے جو انہوں نے فتح میسور میں اپنے فوایدکی نسبت استحکام میں لانے کے لئے میرے سپرد کئے تھے میری خواہش ہے کہ تم بہت جلد مستقیم الدولہ کو اُن کی شوخ کلامی پر جو انہوں نے برٹش گورنمنٹ کی نسبت کی ہے مبیّنہ طریقہ پر تنبیہ کریں

---

[1] میر عالم کی علاقی ہیں مستقیم الدولہ سے منسوب تھیں۔

اور اگر مزید سختی کی ضرورت ہو تو اُن کو ان کے پنشن[1] (الونس) سے محروم کر دیں اور ساتھ ہی تم دیوان کو اسی تفصیل کے ساتھ جس سے مجھے واقف کیا گیا ہے یہ ظاہر کریں کہ آیا انہوں نے اپنے نوکروں کو ایسی ناجائز گستاخی اور بدکلامی کی اجازت دے رکھی ہے اس موقع پر اعظم الامرا کو ان قواید و برکات سے آگاہ کرانا نامناسب نہ ہوگا جو نظام گورنمنٹ نے گزشتہ سال برٹش طاقت سے اتحاد کی بدولت حاصل کئے ہیں چنانچہ تھوڑے[2] ہی عرصہ میں نظام کو اس مسلح اور باقاعدہ جماعت (فرانسیسی) کی بغاوت سے خلاصی دلائی گئی جو ان کی ریاست کے مرکز میں اس کی آزادی پر اثر ڈال رہی تھی۔ ان[3] کے دشمن مرہٹوں کی مداخلت انگریزی قوت سے روکی گئی جس سے ان کی قوت کی تباہی ہو جاتی۔ ان کا[4] نہایت ناممکن التسخیر دشمن (ٹیپو سلطان) ان کے خزانہ پر کوئی مزید صرفہ عاید کئے بغیر تباہ و تاراج کر دیا گیا اور اس[5] دشمن کے عوض ایک ایسی قوت (یعنے نیا راجہ میسور) قایم کی گئی جو ان کے ساتھ متحد ہے اور جس سے ان کی ریاست کو بالکلیہ اطمینان ہے (اس کے علاوہ انہوں[6] (نظام) نے ملک کا ایک بڑا حصہ اور اس کا محاصل اور فتح و شہرت اپنی فوج کے ذریعے حاصل کی ہے جس نے برٹش آفیسروں کے تحت جنگ میں اپنی خدمات بجا لائے فی الجملہ انہوں (نظام) نے ایک پست حالت سے اپنے ملک میں اور بیرونجات میں حقیقی قوت اور عزت اور نام حاصل کیا اور ہندوستان کے اور بادشاہوں میں ایک ذی وقعت مرتبہ پایا یہ سب برٹش طاقت کے ساتھ اتحاد کے نتایج ہیں جو بلا کسی کوشش اور محنت کے انہوں نے

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ انگریزی سے مستقیم الدولہ کو بھی کوئی الاونس ماہوار مقرر تھا۔

حاصل کئے یہ بھی کوئی عاقبت اندیشی ہے کہ مال غنیمت پر نہر ہائی لنس کی عدم دست رسی (جو برٹش گورنمنٹ سے اس بنا پر جائز رکھی گئی تھی کہ مال غنیمت سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کیجائے جنہوں نے اس جنگ کے موقع پر اپنی جانوں کو خطرے میں ڈالا تھا) سے باوجود اتحاد سے اتنے فوائد حاصل کرنے کے اپنے تعلقات کو خطرے میں ڈالنے کے درپے ہو

یہ خط اس وقت لکھا گیا ہے جب کہ کمپنی نے اپنے حسب منشا تقسیم ملک و مال کر کے اسی کے تحت طے نامہ مورخہ ۲۲ رجون ۱۷۹۹ء (م ۷ رمحرم ۱۲۱۴ھ) کی تکمیل کرلی جس کی رو سے (ان تمام منہائیوں کے بعد جن کا ذکر قبل ازیں کیا گیا ہے) پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیس پگوڈا پونے دو فیم کا علاقہ نظام علی خان کے حصہ میں آیا۔ اور اس علاقہ میں سے بھی دو ثلث حصہ نظام کو ملا جو پیشوا کے لئے رکھا گیا تھا اس لئے کہ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

تقسیم ملک و مال کی جو کمیٹی قایم ہوئی تھی اس کی برخواست کے بعد میر عالم مدراس میں مدعو کئے گئے جہاں ۸ ربیع الثانی ۱۲۱۴ھ (م ۹ ر ستمبر ۱۷۹۹ء) کو بڑا بھاری جشن فتح منایا گیا اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو کر ۲ رجمادی الاول ۱۲۱۴ھ (م ۲ ر اکتوبر ۱۷۹۹ء) کو معہ افواج امدادی حیدرآباد پہنچے۔ اس فوج کی چھاؤنی کے لئے بلدہ حیدرآباد کی شمالی سمت میں حسین ساگر کے پرے ایک مقام تجویز کیا گیا یہی مقام بعہد سکندر جاہ اچھی طرح آباد ہو گیا تو انہیں کے نام پر اس کا نام سکندرآباد رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں سکندر جاہ کی شادی ارسطو جاہ کی پوتی جہاں پرور بیگم سے بمقام

بیدر رہوی۔ اس تقریب سے فراغت پانے کے بعد نظام علی خان انتظام ممالک مفتوحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور میر عالم کو اس کے بندوبست اور حصول عمل دخل کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے تحت مہاراجہ چندولال وغیرہ بھی مامور کئے گئے۔

اسی تنظیم کے دوران میں نظام علی خان نے اس حصہ ملک کو اپنے صاحبزادے سلیماں جاہ اور ارسطو جاہ کی جاگیر میں دیکر اس کی اطلاع لارڈ صاحب کو کردی لیکن اسی زمانے میں انگریزی کمپنی کے مدنظر ایک ایسے طے نامہ کی تکمیل تھی جس کی رو سے سرکار نظام کی انگریزی امدادی فوج میں دو پلٹن اور ایک رجمنٹ کا اضافہ کیا جائے اور اس کی تنخواہ میں حالیہ مفتوحہ ملک اور سابقہ حاصل کردہ علاقہ (جو ۱۷۹۲ء م ۱۲۰۵ھ کی جنگ میسور میں بحصہ نظام آیا تھا) حاصل کرلیا جائے۔ اور جب اس تجویز کی بموجب انگریزی رزیڈنٹ جے۔ اے۔ کرک پیاٹرک نے نظام علی خان سے طے نامۂ امدادی بابتہ ۱۸۰۰ء، ۲۲ ر جمادی الاول ۱۲۱۵ھ (م ۱۲ ر اکتوبر ۱۸۰۰ء) کو تکمیل کرالیا تو لارڈ صاحب نے ذریعۂ مراسلہ مورخہ ۲ ر نومبر ۱۸۰۰ء (م ۱۴ ر جمادی الثانی ۱۲۱۵ھ) لکھا۔

چونکہ اس خط میں[1] سرفرازی جاگیر کی اطلاع دیگئی ہے اس سے حدود مواضع ونام مقامات کا تعین نہیں ہوتا ہے اس لئے ان کی صراحت فرمائی جائے۔ جس سے یہی پایا جاتا ہے کہ اس کے جواب میں جن جن مواضع کا نام لکھا جاتا ان کی نسبت یہی عذر کیا جاتا کہ وہ اس طے نامہ کی رو سے افواج امدادی کی تنخواہ میں دوامًا تفویض کردئے گئے ہیں

---

[1] اصل خط اور اس کی مسکلہ فرد کی نقل یہ ہے۔ "آیہ ملک وتعلقات درہم پیوستہ سلطان حصہ سرکار دولتمدار

اسی سنہ میں اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ محمد وفادار خان کا باغ انگریزی رزیڈنٹ کی سکونت کے لئے مختص کر کے اس میں ایک محل تعمیر کرایا گیا جس کا صرفہ سرکار عالی پر عاید ہوا صاحب حدیقۃ العالم نے اس کا خرچ جملہ دو لاکھ روپے بتایا ہے اب تک بھی اس کے ضروری مصارف وغیرہ کی پابجائی تا حد علم حکومت سرکار عالی سے ہوتی ہے۔

مرعالم کی خدمت وکالت سے علیحدگی اور اس کے اسباب اور خدمت وکالت کا انصمام دیوانی میں

اس بندوبست اور عمل دخل کے اختتام پر مارکویس ویلزلی کے اس مراسلہ[1] کا اثر ظاہر ہوا جو انہوں نے رزیڈنٹ کرک پیاٹرک کے نام لکھا تھا اور جس میں انہوں نے میر عالم کی نسبت خیال ظاہر کیا تھا کہ "وہ بدگمانی سے دیکھے جانے کے قابل ہوں گے"۔ چنانچہ وہ نظر بند[2] کر دیئے گئے اور ان کی خدمت وکالت ارسطو جاہ نے اپنی خدمت دیوانی میں ضم کر دی۔

خدمت وکالت کے انصمام کے بعد سے رزیڈنٹ اور مدار المہام کے مابین کوئی توسل قایم نہ رہا۔ جو کچھ مراسلت یا حکم احکام ہوتے بالراست طے پاتے۔ عہدنامۂ امدادی کی تکمیل سے قطع نظر بھی کر لیجائے تو سکندر جاہ کی تخت نشینی میں لارڈ صاحب سے استمداد کی تحریک پہلی اور انصمام وکالت دوسری غلطی تھی جس سے ارسطو جاہ نے ریاست کی خود مختاری کو کچھ کم نقصان نہیں پہنچایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تفصیل دیل عبارت قلمبند شد:۔

مرخور دار سعادت آثار اقبال مارو کا منگار امدار رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر

مدار المہام سعادت و اقبال نشان زبدۂ خاندان خجستہ دولت آصفیہ وکیل مطلق ارسطو جاہ مہتمم

دو حصہ

[1] مراسلہ نشان ۲۳ مورخہ ۳ جون ۱۷۹۹ء

یک حصہ

[2] تفصیل مطلوب ہو تو ملاحظہ ہو "مرعالم"

انتقالِ نظام علی خانؒ

نظام علی خاں کا انتقال اور اس کا سبب | میسور کی جنگ کے اختتام کے بعد انگریزی کمپنی کی توجہ مرہٹہ ریاستوں پر منعطف ہوی اور اس کوشش میں رہی کہ ان کو بھی اپنے زیر اثر کر لے چنانچہ ۱۸۰۱ء (م ۱۲۱۵ھ) کے بعد سے ۱۸۰۳ء (م ۱۲۱۸ھ) تک وہ اسی تگ و دو میں لگی رہی اور چونکہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے حدود مرہٹہ ریاستوں کے حدود سے متصل تھے اس لئے مرہٹوں کے مقابل کی جنگ میں نظام علی خان کی امداد ضروری تھی اور اس کے علاوہ عہدنامہ جات کی رو سے بھی بصورت جنگ کمپنی کی مدد کرنا ان پر لازم تھا لیکن اس وقت تک ان کے ایام حیات ختم ہو گئے اور انہوں نے سابقہ مرض (فالج) کے سلسلہ میں ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ (م ۶ اگست ۱۸۰۳ء) کی صبح عالم جاودانی کی سیر فرمائی اور ریاست کو اپنے صاحبزادے سکندر جاہ اور مدار المہام ارسطو جاہ کے بید قدرت میں چھوڑا۔

انزہاق روح کے ساتھ ہی ارسطو جاہ کی تحریک پر رزیڈنٹ نے حضوری ڈیوڑھی پر اور ہر ایک صاحبزادے کے محل پر ایک ایک سرکردۂ ولایتی معہ دو دو سو جوانان بار کے متعین کر دیا جس سے تخت نشینی میں کوئی فتنہ و فساد ہونے نہ پایا۔

نظام علی خان کی نعش صحن مکہ مسجد میں ان کی والدہ کی بائیں جانب سپرد خاک کی گئی۔ ان کے اور ان کے بعد کے انتقال کئے ہوئے رؤسا کی قبروں پر ایک معمولی سائبان تھا چند سال قبل ہمارے اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہٗ نے ان تمام قبور پر ایک سنگ بست عمارت تعمیر کروائی ہے جس کے دیکھنے سے گذشتہ بادشاہوں کی عظمت و وقار کا تصور ذہن میں آجاتا ہے قبر پر شاہ تجلی کے مشہور شاگرد شیر محمد خان ایمان کا یہ قطعہ کندہ کر کے لگایا گیا ہے۔

بر روح پاک میر نظام علی مدام — خوانند باوضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان — مستوجب بہشت۔ باخلاص فاتحہ

۱۲۱۸ھ ۱۲۱۸ھ

ارواح و اولاد نظام علی خاں | صاحب نگارستان آصفی نظام علی خان کے صرف چار محلات کا نام بتا کر یہ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ اور بہت سی ازواج تھیں صاحب گلزار آصفیہ و تزک آصفیہ و شجرۂ آصفیہ نے ایک ایک مزید نام بتایا ہے ان مورخین کے اعتبار سے جملہ سات محلات معلوم ہوتے ہیں لیکن ہماری تلاش میں فی الجملہ نو محلات دریافت ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) زیب النسا بیگم (۲) بخشی بیگم (۳) تہنیت النسا بیگم (۴) عنایت النسا بیگم (۵) فضل النسا بیگم (۶) سلطانی بیگم (۷) جانی بیگم (۸) کریم النسا خانم۔ (۹) بہرور بانو بیگم ۔ بقول صاحب شجرۂ آصفیہ زیب النسا بیگم معروف بہ برہان پوری بیگم کے بطن سے جہاندار جاہ تھے دوسری بیوی بخشی بیگم کے بطن سے میر احمد علی خان عالیجاہ تھے

جو خروج کرنے کے بعد ۱۲۱۱ھ (م ۱۷۹۶ء) میں انتقال کر گئے تیسری بیوی تہذیب النسا بیگم سے
دو۔ اجزادے تولد ہوئے ایک میر اکبر علی خان سکندر جاہ دوسرے میر تیمور علی خان اکبر جاہ
چوتھی بیوی عنایت النسا بیگم سے دو فرزند (میر سبحان علی خان فریدوں جاہ و میر جمشید علی خان[1]
جمشید جاہ) اور دو لڑکیاں (بشیر النسا بیگم و ریاض النسا بیگم) ہوئے تھے بہرور بانو بیگم سے
میر جہانگیر علی خان سلیمان جاہ اور روشن آرا خانم کے بطن سے میر جہاندار علی خان کیوان جاہ تھے
ان کے علاوہ جو صاحبزادیاں تھیں ان کے متعلق یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کس کس کے بطن سے
تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں :۔

دیگر صاحبزادیاں :۔ (۱) فخر النسا بیگم (۲) جہاں آرا بیگم (۳) ساجدہ بیگم
(۴) امیر النسا بیگم (۵) سلیمہ بانو بیگم (۶) نقشبندی بیگم (۷) قمر النسا بیگم۔
(۸) کابلی بیگم (۹) جمدۃ النسا بیگم (۱۰) فرحت النسا بیگم (۱۱) نور جہاں بیگم
(۱۲) امامی بیگم صاحب شجرۂ آصفیہ نے دو نام فرید بتائے ہیں ایک بدری بیگم
دوسرے بہجت بیگم۔

عمارات بلدۂ حیدرآباد کو پایۂ تخت قرار دینے کے بعد اپنی رہائش کی خاطر نظام علیخان نے
کئی محل تعمیر کرائے۔ چہار بنگلہ (جو عرف عام میں چوملہ کے نام سے مشہور ہے) گلشن محل
مہابت محل۔ موخر الذکر ہر دو محل اب اس نام سے موسوم و معروف نہیں ہیں زمانۂ مابعد میں
یا تو ان کے نام بدل دیئے گئے ہیں یا ان کو منہدم کر کے ان کی جگہ کسی اور نام کے محل تعمیر ہوئے

---

[1] صاحب نگارستان آصفی نے ان کا نام میر انتظام علی لکھا ہے اور صاحب گلزار آصفیہ نے میر جمشید علی۔

نوازش محل[1] نام کا بھی ایک محل تعمیر ہوا تھا جو نظام علی خان کے قدیم خانساماں نوازش علی کے زیر اہتمام تکمیل پایا اور اسی مناسبت سے اس کا نام نوازش محل رکھا گیا انہیں نوازش علی کے زیر نگرانی یادشاہی عاشور خانہ کی ترمیم بھی ۱۱۷۸ھ میں ہوئی تھی روشن بنگلہ اور پنج محلہ بھی نظام علی خان ہی کی تعمیرات کردہ عمارات میں ہے کہا جاتا ہے کہ یہ اس چوبینہ سے تعمیر ہوئے ہیں جو نرمل کے ابراہیم باغ کی عمارتوں کو منہدم کر کے حیدرآباد لایا گیا تھا۔ اس کے متعلق صاحب تذکرۂ نرمل کا بیان ہے کہ ابراہیم بیگ[2] خان دھونسہ کے فرزند احتشام جنگ جب ایلچپور پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے ایک مکان کی تیاری شروع کی اس شہر میں ایک مکان موسوم بہ سبز بنگلہ تھا جس کو آصف جاہ اول نے تعمیر کرایا تھا احتشام جنگ نے اس محل کو منہدم کر کے اس کے ملبہ اور چوبینہ سے اپنا محل تیار کیا جب یہ اطلاع نظام علی خان کو ہوئی تو وہ بہت غضب آلود ہوئے۔ اسطوجاہ نے ان کے رفع غضب کے لئے یہ صورت انتقام پیش کی کہ احتشام جنگ کے والد کی بنا کردہ عمارات جو ابراہیم باغ میں واقع ہیں منہدم کر کے ان کا چوبینہ بلدہ طلب کر لیا جائے اور اس سے یہاں مکانات و محل تیار کرائے جائیں چنانچہ حسبہ الحکام جاری ہوئے اور تعمیل ہوئی۔ روشن بنگلہ اور غنی محل غنی یار خان داروغہ عمارات کی زیر نگرانی تیار ہوئے تھے۔ اسی پر سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ پنج محلہ بھی انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔

تمت دور دوم

---

[1] گلزار آصفیہ صفحہ ۹۳ [2] تذکرۂ نرمل صفحہ ۹۰۔

ضمیمہ (الف)

شجرہ نظام علیخان

میر قمرالدین خان نظام الملک
آصف جاہ اول

میر محمد سپاہ امیر الامراء عاری الدین خان فیروز جنگ	میر احمد خان نظام الدولہ ناصر جنگ شہید	سید محمد خان امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ	میر نظام علی خان نظام الملک **آصف جاہ ثانی**	مہر شریف خان شجاع الملک سالت جنگ	میر مغل علی خان ناصر الملک ہمایوں جاہ

میر احمد علی خان مایلجاہ	میر اکبر علی خان سکندر جاہ **آصف جاہ ثالث**	میر سبحان علی خان فریدوں جاہ	میر تیمور علی خان اکبر جاہ	میر حمید علی خان حمید جاہ	میر ذوالفقار علی خان جہانداد جاہ	میر جہانگیر علی خان سکندر جاہ	میر جہانداد علی خان بخیوان جاہ

میر فرخندہ علی خان نامر الدولہ **آصف جاہ رابع**	میر زین العابدین علی خان صمصام الدولہ	میر گوہر علی خان مبارز الدولہ	میر تفضل علی خان سیف ملک میر یادستا	میر منور علی خان منور الدولہ	میر فیاض علی خان ذوالفقار الدولہ	میر محمود علی خان قطب الدولہ	میر داور علی خان فرالدولہ	میر فتح علی خان مظفر الدولہ

میر تہنیت علی خان افضل الدولہ
آصف جاہ خامس

میر جہانگیر علی خان
روشن الدولہ

میر محبوب علی خان
آصف جاہ سادس

اللہ ملکہ ودولتہ

میر عارف علی خان بہادر	نواب میر عثمان علی خان مدظلہ **آصف جاہ سابع**	میر احمد محی الدین خان صلابت جاہ	میر محمد محی الدین خان سالت جاہ

والاشان میر مکرم علی خان **اعظم جاہ ولی عہد**	والاشان میر نجف علی خان معظم جاہ	میر کاظم علی خان کاظم جاہ	میر عابد علی خان عابد جاہ	میر حشمت علی خان حشمت جاہ	میر ہاشم علی خان ہاشم جاہ	میر تقی علی خان تقی جاہ	میر بشارت علی خان بشارت جاہ	میر رحمت علی خان رحمت جاہ	میر سعادت علی خان سعادت جاہ

میر برکت علی خان مکرم جاہ محمدی

ضمیمہ (ب)

عہدنامہ ایت گیر سنہ ۱۱۹۸ھ

اول اینکہ بتجویز طرفین آنچہ مصلحت قرار یافت بعد قرار یافتن آن مصلحت نفع و نقصان ندیدہ آن مصلحت را بہ انجام باید رسانید و بعد شروع شدن آن مصلحت اگر دل راؤ پنڈت پردھان آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و در خاطر حضرت بندگانعالی آید کہ این مصلحت را دار مدار نکردہ بانصرام باید رسانید لازم کہ پنڈت پردھان بلا اندیشہ متفق مشورہ بندگانعالی بودہ مصلحت مذکور را بانجام رسانند۔ علی ہذا القیاس مابین مصلحت در دل حضرت بندگانعالی آید کہ این مصلحت را دار مدار کردہ فیصل باید نمود و بدل راؤ پنڈت پردھان آید کہ دار مدار نکردہ این مصلحت بانصرام باید رسانید لازم کہ بندگانعالی بلا اندیشہ متفق مشورہ پنڈت پردھان بودہ مصلحت مذکور را بانجام باید رسانید و اگر بصلاح طرفین آید کہ این مصلحت را بدار مدار فیصل باید کرد آن وقت مضایقہ نیست بمشورہ طرفین ہر چہ قرار باید موافق آن دار مدار باید کرد۔

دویم انکہ در خاطر بندگانعالی آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت راؤ پنڈت پردھان آن مصلحت نیامد و بندگانعالی بجد شدند کہ این مصلحت قرار می دہم باید کرد لازم کہ پنڈت پردھان قبول نمودہ در مصلحت قرار دادہ بندگانعالی شریک باشند علی ہذا القیاس در خاطر راؤ پنڈت پردھان آمد کہ فلان مصلحت باید کرد و در مصلحت بندگانعالی آن مصلحت نیامد راؤ پنڈت پردھان

بحد شدند کہ مصلحت کہ قرار می یابد ہم باید کرد۔ لازم کہ بندگانعالی قبول فرمودہ در مصلحت قرار دادہ راؤ پنڈت پردھان شریک باشند۔

سیوم آنکہ وقتے کہ باتفاق طرفین ہم کرناٹک قرار یافت آنچہ ملک وقلاع وگدھی ہا و کھڈنی مال وامتعہ وغیرہ بدست آید از انجملہ محالات پنجاہ وسہ لک وہشتاد وسہ ہزار روپیہ جمع کامل بابت عمل مادھوراؤ متوفی کہ پیشکش آں پانزدہ لک روپیہ حیدر علی خان قبول نمودہ بود آن تعلقہ بطرف راؤ پنڈت پردھان باشد در آن حصۂ سرکار بندگانعالی نیست و تعلقہ کڑپہ وغیرہ بابت عبدالحلیم خان وغیرہ اقربا و از تعلقہ کرنول وغیرہ جاگیر رستم خان بہادر وغیرہ پسر و اقربا و آنچہ در تعلقہ ادونی وغیرہ از ۱۱۸۲ف کہ در تصرف حیدر علی خان بود و درین ولا فتح علی خان قابض و متصرف است در سرکار بندگانعالی باشد در آن حصۂ راؤ پنڈت پردھان نیست سوائے این ہر چہ بدست آید نصفا نصف حصہ نمایند و یکے حصۂ ملک نوشتہ انداز دو یکے بردارد و در حصہ ملکے کہ در سرکار بندگانعالی خواہد آمد راؤ پنڈت پردھان را در آن از وجہ چوتھ وغیرہ بابت ہائے شراکت نیست مگر آنچہ وجہ چوتھ و مقطعہ تعلقۂ ادھونی و کرنول در سرکار راؤ پنڈت پردھان می رسید جاری باشد۔

چہارم آنکہ در دولت حضرت بندگانعالی یا بر دولت راؤ پنڈت پردھان اگر مخالفے نظر بد کردہ عزم کند چہ بندگانعالی و چہ راؤ پنڈت پردھان سود و زیان ندیدہ باجمعیت آمدہ شریک یکدیگر شوند و بر تنبیہ مخالف سرگرم باشند ہرگاہ یا ہم نوشتہ برسد بے درنگ ہمان وقت یکے شریک دیگرے بر دولت ہر کہ مخالف نمودار شد موافق مصلحت آن شخص سردار دیگر

متفق باشد وار صواب دید او مخالفت نورزد۔

پنجم آنکہ اگر بر دولت بندگانعالی و راؤ پنڈت پردھان یک دفعہ مخالف ہا عزم نمایند بمشورت بندگانعالی و راؤ پنڈت پردھان دفعیہ و تنبیہ او باید کرد و بپاس دولت خود متحرک سلسلہ علیحدہ علیحدہ نباید شد و ہر چہ کردن باشد بتجویز طرفین باید کرد۔

دفعہ ششم آنکہ قرار مدار عملداری جزئیات مثل جوتھ و سردیسمکھی وغیرہ فیمابین بعمل آمدہ است موافق آن کما یشداران راؤ پنڈت پردھان و عمال و جاگیرداران سرکار بندگانعالی باہم قایم باشند احیانا از کسے زیادتی سوائے اقرار بعمل آید فیمابین ہر دو سرکار موافق قرار از نوشت خواند تصفیہ نمایند بنا بر جزئیات خلل در کلیات نباید و کلیات موافق قرار قایم باشد

ہفتم اینکہ در دولت حضرت بندگانعالی یا در دولت راؤ پنڈت پردھان اگر کار کمک فوج رو دہد از جانبین کمک بعمل می آمدہ باشد۔

ہشتم آنکہ از طرفین تدبیر بر ہمی دولت یکے دیگرے نکند و اگر سررشتہ بر ہمی دولت یکے بدست دیگرے بیاید آن سررشتہ را بر ہم سازد و گفتہ کسے درین امر مسموع نباشد و وازین مراتب ہمدیگر اطلاع می شدہ باشد۔

نہم آنکہ ہر مشورت کہ مقرر کردن باشد بنا بر آن بر نوشت و خواند خطوط است تفصیل آن از طرفین نوشتہ شود و حوالہ آن بر خطوط وکلا در میان نباشد و اگر حوالہ خط کسے باشد مسودۂ آن خط بصاد و ہمدیگر پیش او باشد و اصل آن پیش ہمدیگر نماید۔

دہم آنکہ بتجویز طرفین مصلحتے قرار یافت و از طرفین متوجہ آن مصلحت شدند اتفاقا مخالف و بیگر

بر ملک حضرت بندگانعالی با راؤ پنڈت پردھان نمودار شود بمشورت ہمدیگر ورزند واز مصلحے کہ
بروقایم شدند نمودہ تنبیہ مخالفے کہ بر ملک یکے روآوردہ باشد از طرفین باید کرد ۔

یازدہم اینکہ از سرداران ہر دو دولت راج کاران طرفین نباید داشت فقط دوستے
اگر نماید مضایقہ ندارد ۔

دوازدہم آنکہ بخاطر راؤ پنڈت پردھان رسید کہ فلان مصلحت باید کرد آن مصلحت بخاطر
بندگانعالی نرسیدہ دیگر مصلحت اگر بر خاطر حضرت گوارا شد اگر ازین جہت کشش بمیان آمد از
طرفین ہمچنین کشش باہم نباشد و بر ہر مصلحے کہ نفع و نیک باشد آن مصلحت را باید کرد ۔

سیزدہم آنکہ ہفت لک روپیہ بابت مقطعہ راج مندری وغیرہ بابت سرکار بندگانعالی
بطرف انگریز است بندگانعالی بگیرند و پانزدہ لک روپیہ پیشکش راؤ پنڈت پردھان کہ بطرف
فتح علی خان است راؤ پنڈت پردھان بگیرند تہنامہ بندگانعالی و راؤ پنڈت پردھان با انگریز
است احیاناً از طرف انگریز بر خلاف تہنامہ بعمل آید و ہم بر آنہا از طرفین کردن لازم شود سرکار
مصطفےٰ انگرو ویلور و سیکاکل و راج مندری چہار سرکار بلاشرکت در سرکار بندگانعالی و
تعلقہ تنجاور بلاشرکت بطرف راؤ پنڈت پردھان باشد تتمہ آنچہ مال ملک وغیرہ و قلاع
و گڈھی ہا نصفا نصف باید گرفت ۔

دفعہ چہاردہم آنکہ از طرفین سوائے صلاح و امداد فوج ہر کس کہ مکان یا ستوستان این طرف
تنگ بھدراچلم حضرت بندگانعالی یا راؤ پنڈت پردھان ہر کس کہ تسخیر نمایند اگر در تعلق بندگانعالی
باشد خود قابض و متصرف شوند و وجہہ چوتھ معہ تابینی و ساہوتره و سردیسکھی موافق معمول

واجبی بالمقطعہ ہرچہ جاری باشد براؤ پنڈت پردھان می دادہ باشند واگر تعلق راؤ پنڈت پردھان باشند در قبضہ خود دارند و وجہ پیشکش سرکار بندگانعالی آنچہ واجبی باشد راؤ پنڈت پردھان بہ بندگانعالی می دادہ باشند واگر آن طرف دریائے تنگ بھدرا بے امداد فوج یا از فوج یک کس یا ہر دو فوج بہر طورے کہ تسخیر شود یا بدست آید حصۂ آن ما ہم نصفا نصف می گرفتہ باشند و راؤ پنڈت پردھان بعد گرفتن نصف حصہ برائے چوتھ وغیرہ مزاحمت نرسانند۔

پانزدہم اینکہ برادران و اقربا وغیرہ چہ از سرکار بندگانعالی یا راؤ پنڈت پردھان بطرف ہر کس کہ خواہد آمد آنہا را جانبا یداد و بلکہ دستگیر نمودہ می فرستادہ باشند درین مادہ قصور از طرفین نشود۔

شانزدہم آنکہ از طرفین ہر یک مصلحت کہ قرار یابد بعد شروع آن اگر از ہر دو دولت بر دولت یکے مخالف دیگر وارد شود مصلحت اول را بہر طور دار مدار نمودہ تنبیہ مخالف وازو باتفاق طرفین بعمل باید آورد اگر درین مصلحت چیزے نقصان از نقدی یا از ملک بشود ہر دو طرف بعنوان بالمناصفہ۔

ہفدہم آنکہ در عزم از انگریز و فتح علی خان آنچہ ملک وغیرہ بہ تسخیر خواہد آمد قرار تقسیم آن در دفعہ سیوم و سیزدہم نوشتہ شدہ مگر ہرچہ از زراج کاری دولت و رعیت یا بعنوان دیگر ملک مال وغیرہ بدست طرفین آید موافق قرار دفعہ سیوم و سیزدہم نصفا نصف بلا تفاوت باہم می گرفتہ باشند۔

ضمیمہ (ج)

عہدنامۂ ہاڑ از بالاجی پنڈت

یادداشت قرارنامہ بالاجی جنارد ھن باسرکار حضرت بندگانعالی نظام علی خانبہادر به استصواب اعظم الامراء بہادر سما بسبع تسعین[1] ماۃ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ھ در دولت سری منت پنڈت پردھان تخلل کمال رومنود من (نانا پھڑنویس بالاجی پنڈت)۔ بکوکن وجہار رقم انجام دولت بہتر نسبت به تجویز حضرت (نظام علی خان) اینکه در آینده دولت محفوظ ماند آن نمایند این چنین در دل آمده معرفت اعظم الامرا بہادر قرار یافت اگر از دولت خواه فہمیده غیر فہمیده قصورے شده باشد آن از دل حضرت فراموش شود واز طرفین تا امروز آنچه شد شد آینده از دل صاف عمل خواہد نمود و اعظم الامراء بہادر مدار المہام سرکار حضرت اند و من دولت خواه کار پرداز سرکار سری منت ہر دو باہم از یک مصلحت و یک تجویز عمل نمایند و در چیزے که ہر دو دولت را رونق و بہتری باشد آن موجب تجویز و مصلحت ہمدیگر از طرفین بعمل آمد و درین تفاوتے ہرگز نیاید در آنچه محافظت دولت سری منت و در حق خیرخواه بہتر باشد از طرف حضرت و اعظم الامراء بعمل آید و آنچه

---

[1] معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سنہ (۱۷۹۷ء) کے عربی الفاظ مرہٹہ سرداروں کے ذہن نشین ہو گئے تھے اور وہ تقریباً ہر ایک سنہ کے بیان کرنے سے پہلے انہیں الفاظ کو دہراتے تھے یہ ممکن ہے کہ وہ ان الفاظ کو سنہ کا مرادف سمجھتے ہوں

رائے دولت حضرت نیک وبخق اعظم الامرا بہتر باشد آن از طرف سری منت وخیر خواہ اجل
خواہد آمد درین تفاوت کنندہ راقسم وسوگند دین وایمان خود است ۔

۲ سندھیہ سردار معتبر سرکار سری منت است وکاروباری مشارالیہ بالاجی اننت
وغیرہ غیر رویہ نمودہ پرسرام راجندر را در مصلحت خود گرفتہ سری منت باجی راؤ صاحب را
مقید داشتہ اند بنابر آں فوج وبار وغیرہ جنگی سرانجام سرکار حضرت وحضرات وغیرہ
فوج سرکار سری منت وسینا صاحب صوبہ رگھوجی بھونسلہ باہم متفق شدہ باجی راؤ صاحب
وچماجی اپا صاحب را یکجا نمایند بنابریں ہرچہ محنت ومشقت خواہد افتاد جمعیت سرکار
حضرت نماید واعظم الامرا بہادر از جمعیت پانزدہ ہزار سوار وپانزدہ ہزار پیادہ وتوپ وغیرہ
سرانجام جنگی باخیر خواہ شریک باشند ۔ کمپنی انگریز بہادر شریک مصلحت خیر خواہ خواہند
شد ۔ واگر شریک نشدند تاہم ایشان برخلاف مصلحت این جانب نخواہند شد دوستدار
مضبوطی این مراتب نمودہ است ۔

۳ ملک وغیرہ معہ قلعہ دولت آباد جملہ عوض از سرکار حضرت کہ بر مقام کھرڑہ (کھرڑی)
قرار داون آن شدہ بود آں جملہ ملک وقلعہ ودست آویز عوض نقد واپس دادہ خواہد شد
وسابق در مقام یادگیر (ایت گیر) کہ تہہ نامہ فیما بین سرکارین شدہ بود آن بحال و
برقرار است ملک گذاشت کردہ آنچہ باقی بر آن محالات است تقاضائے آن ہم
نخواہد شد دوانی بیر وغیرہ چہارم توقعہ صوبہ بیدر وغیرہ جملہ عوض سوراج در قرار کھرڑہ
آمدہ آں دستاویز ہا واپس دادن قرار یافت آن واپس دادہ خواہد شد تا سنہ ۱۲۰۴ ف

عوض سوراج معہ دوانی بیر وغیرہ بموجب معمول حضرت بدہند۔

۴ فیمابین سرکار حضرت و رگھوجی بھونسلہ سینا صاحب صوبہ تہ نامہ است بدآن موجب برطبق تجویز حضرت و اینجانب بعد بندوبست دولت سری منت بندوبست وفیصلۂ آں کردہ خواہد شد۔

۵ در دہلی و اشنا وغیرہ محال قدیم نواب بودند درین ولا محال مذکور معرفت مہدجی سندھیہ گذاشت شدند و نیز چنین قرار یودہ کہ یک محال آیندہ گذاشتہ آید برطبق آں راو سندھیہ را گفتہ محالات حضرت بطرف حضرت اجرا خواہد کنانید۔

۶ ہردو سرکار تا امروز از سوال و جواب جزئیات سنواتی آنچہ خواہد بود از آں ہردو سرکار دست بردار شوند از آیندہ عمل سوراج در تمام می دادہ باشند در محالات و تھانہ جات وغیرہ بموجب معمول باشد۔

۷ بقایا یا بابت عمل کہ اجراست آں و تھانہ معمولی باید داد۔ سوال و جواب سنواتی را از طرفین درخواست نمایند و آیندہ موافق تہ نامہ براہ راست باشند از ابتدا مرضی حضرت چنین است کہ سوراج صوبہ بیدر واگذاشت کنند چون بر ہر دولت مدنظر حضرت مساوی است و باجی راؤ صاحب خاوند اند خیر خواہ بقسمیہ قرار می کند کہ این مقدمہ وطنی است باجی راؤ صاحب را ہموار نمودہ گذاشت کنانیدہ خواہم داد۔

۸ قرار صدر مخصوص بذات مبارک حضرت و بدین موجب بھونسلہ جلد بیاید و شریک شود و صاحب و این جانب آں را نوشتہ بطلبند بدین موجب صاحب می گویند

برائے خرچ مبادلہ بسبت لک روپیہ بدہندہ لک روپیہ خواہیم داد۔ بروقت خواہد رسید واگر نرسید بمرور گیرند دستگردان دادہ خواہد شد۔

فوج ٹیپو نمود نشود بندوبست این از انگریز واز آن طرف باید کرد۔ فوج نمودار نخواہد شد واگر شود پس صاحب واین جانب وکمپنی انگریز بہادر باہم بموجب قرار ٹین بندوبست خواہیم نمود

عوض مردم فتوریان ومفتریان سرکار حضرت اگر در تعلقہ سرکار سری منت باشد مدعائے خود را ثابت باید نمود اگر مدعا بہ اثبات رسد بنا بر دادن عوض بمردمان نسبت سرکار خود تاکید کردہ خواہد شد۔

آنچہ صدر مرقوم گشتہ بر آن دستخط سری منت کنانیدہ دادہ خواہد شد۔

نواب واین جانب ہر دو دولت باہم بحساب دامن وچولی اند اگر طرفین را کسے ہر چند بنہاید در دل نباید آورد اگر بیاید بہمان وقت تصفیۂ آن می کردہ باشند واگر مخالفتے بر دولتے ازین دولت ہا برپا شود پس ہر دو متفق شدہ دفعیہ مخالف نمایند واظہار تکلیف خود نکنند۔

بر طبق قلم بند شدن بصفائے دلی طرفین عمل نمایند واز طرفین غرض خود را دخل ندہند

بموجب صدر طرفین رویہ اختیار کنند۔

جملہ قلم در شمار چہاردہ بدین موجب پنجم ماہ ربیع الآخر السوین ماست سینہ سبعہ تسعین

سلہ یہ الفاظ سنہ بھی بے معنی سے ہیں۔

ضمیمہ (د)

تہہ نامۂ سندھیہ

یادداشت قرارنامہ بانواب اعظم الامرا بہادر نسبت سرکار نواب آصف جاہ نظام علی خان بہادر از طرف مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ عالیجاہ بہادر بہ استصواب رایاجی پٹیل وکشناجی سیٹھی حضرہ سابع تسعین مأۃ الف سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری ستاک یک ہزار و ہفت صد و ہیجدہ نرنام سنوت سرقلم بندی تفصیل وار۔

از کنولاس باشی مہاراجہ مادھوراؤ سندھیہ و آن صاحب دوستی و برادری و قرار مدار آنہا بود ہمان از طرف ما از آن صاحب بحال و برقرار۔ سرکار این جانب و سرکار نواب صاحب واحد امورات ہر دو سرکار متحد دانستہ در آنچہ کہ نیک است از طرفین بعمل خواہد آمد در ہیچ بارہ جدائی نمانده است ہر یک امور بصلاح و مصلحت طرفین می شده باشد۔

شری منت راجیسری باجی راؤ رگھناتھ صاحب را بر دولت قایم کنند و بالاجی پنڈت مانا پھڑنویس را بطور سابق بر کاروبار قایم سازند بدین نمط فیما بین این جانب و صاحب تذکرہ بمیان آمده قرار شد بر طبق آن صاحب و این جانب یکدل شده

آن را در عمل آرند در آن تفاوت نشود و باجی راؤ صاحب و اپا صاحب و امرت راؤ صاحب
را یک جا کرده باید داد و مردم کوتہ اندیشان را بنا بر خلش رخنہ نماند بدین سان صاحب
و این جانب نمایند۔

(۳) بالاجی پنڈت نانا پھڑنویس از سرکار نواب آصف جاہ بہادر قرار کردہ باشند
بدین موجب از طرف مشارٌ الیہ بعمل خواہد آمد احیاناً اگر وقتے در آن بظہور رسد این جانب
شریک صاحب گردیدہ بموجب قرار عمل کنانیدہ خواہد داد و از سرکار این جانب ہم بالاجی
پنڈت پھڑنویس قرار کردہ باشند بدان موجب از جانب نامبردہ بعمل خواہد آمد احیاناً اگر
وقتے در آن رود ہد صاحب شریک باماندہ بموجب قرار از نامبردہ عمل کنانند ذمہ دار
این مراتب صاحب اندودرین از طرفین تفاوت نشود۔

(۴) راجہ بیری بالاجی جنار دھن پھڑنویس را از طرف پرسرام راچندر وغیرہ و بالاجی
اننت پاگاہ نویس وغیرہ اندیشہ ہست در نوعے کہ اندیشہ مشارٌ الیہ از نامبردہ ہا رفع
شود ہمین از طرف صاحب و این جانب بعمل آید و در چیزے کہ از بالاجی پنڈت ترقی
دوستی و اتحاد شود از طرف صاحب و این جانب بظہور رسد و از طرف مشارٌ الیہ نیز
ہم چنان بعمل خواہد آمد۔

(۵) سری منت باجی راؤ رگھناتھ صاحب و بالاجی جنار دھن این ہا را آوردہ
قایم نمایند و خود بحیدر آباد روند و این جانب بجام گاؤن برود پس برائے طلبیدن
مشارٌ الیہا جلدی شود بالاجی پنڈت را خاطر جمع نمودہ بنا بر طلب مشارٌ الیہ از ین جانب

وصاحب روانگی معتبران لشتابی مع خطوط دل جمعی شود۔

بموجب مرقومہ الصدر قرار پنج قلم این جانب بذات از سرکار تواب و از آن صاحب نمودہ است آن مدام بحال خواہد ماند درین از گفتۂ کسے کار و بارے یعنے در قرار مذبور تصور شدنی نیست۔

ترقی و زیادتی دوستی روز بروز شود اگر کسے از قلم بیدی صدر تفاوت نماید در میانگی آن دین و ایمان خود یعنے قرآن و نان و بیل و بھنڈارا است۔

تباریخ دویم جمادی الاول کاتک سدہ مقام مانجری نزدیک پونا بدین موجب قرار۔

ضمیمہ (ھ)

عہدنامۂ امدادی

سنہ ۱۷۹۸ء
سنہ ۱۲۱۳ھ

از آنجاکہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے بہ اعتبار اس اتحاد کے جو ان کے اور انگریزی کمپنی کے مابین قایم ہے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کی ملازمت میں ایک دستہ فوج انگریزی کمپنی کا اضافہ کیا جائے ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل بہادر نے اس پر لحاظ کر کے اور حالیہ معاملات اور ٹیپو سلطان کے مخالفانہ طرز عمل کے اعتبار سے (جو انہوں نے جزیرۂ فرانس کو اپنے ایلچی روانہ کر کے اور ایک باہمی معاہدہ اس گورنمنٹ سے بمقابلہ انگریزی قوم طے کرنے کی تجویز کے ساتھ ایک دستہ فرانسیسی فوج کا اس سے حاصل کر کے کیا ہے) یہ ضروری خیال کیا ہے کہ ایسی صورت اختیار کی جائے جو متحدین کے مقبوضات کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور اسی بنا پر بمقابلہ ٹیپو سلطان مدافعانہ شرکت و اتحاد قرار پایا اور اس غرض کے لئے گورنر جنرل مذکور نے کیپٹن جیمس اچلیس کرک پیاٹرک متصرم رزیڈنٹ دربار نظام کو یہ اختیار دیا ہے کہ منجانب آنریبل یونائٹڈ ایسٹ انڈیا کمپنی ہز ہائی نس کی خدمات کے لئے انہیں کے اخراجات سے آنریبل کمپنی کی طرف سے ایک دستہ فوج کے مستقل اضافہ کی نسبت نظام الملک آصف جاہ بہادر

شرایط ذیل معاہدہ طے کریں جو اس وقت صورت عمل میں آئے گا جب کہ یہ معاہدہ گورنر جنرل کی دستخط ہو کر واپس آجائے۔

۱ارل کورنوالس کے خط مورخہ ۲ جولائی ۱۷۸۹ء موسومہ ہز ہائی نس دی نظام کا مضمون حامل عہد نامہ تا بحد معاہدہ نسبت قیام فوج بسرکار نظام علی الحالہ واجب العمل و برقرار رہے گا۔ یعنے نئی امدادی فوج کے احکام انہیں شرایط کے تابع رہیں گے جو موجودہ فوج سے متعلق ہیں تاوقتیکہ پیشوا ان میں کسی تبدیلی پر رضامند ہوں اور ہز ہائی نس اس کو پسند کریں۔

۲حسب قواعد مجریہ کمپنی نئی امدادی فوج بالکلیہ یا جزاً کمپنی کی گورنمنٹ کے ضروریات کے تحت برخواست ہو سکے گی بشرطیکہ اس کی اس تعداد میں کمی نہ ہو جس کا ہز ہائی نس کے پاس رہنا مشروط ہے۔

۳نئی امدادی فوج کی تنخواہ اس روز سے ریاست کے ذمہ ہوگی جس روز کہ وہ ان کے حدود میں داخل ہو جائے یہ جملہ فوج چھ ہزار سپاہی معہ بندوق پر مشتمل ہوگی۔ اور ان کے ساتھ متناسب تعداد توپوں کی ہوگی جو یوروپیوں کے تحت ہوگی اور جن کی مجموعی تنخواہ دو لاکھ ایک ہزار چار سو پچیس روپے ماہانہ ہوگی اور جس کی ماہ بماہ باقاعدہ ادائی کے لئے اطمینان بخش طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اس امدادی فوج کے اخراجات معہ ضروریات لازمہ کے سالانہ چوبیس لاکھ سترہ ہزار ایک سو روپے ہوں گے اور یہ رقم سالانہ چار مساوی قسطوں میں ادا ہوگی یعنے انگریزی ہر تین مہینوں کے ختم پر

چھ لاکھ چار ہزار دو سو پچہتر روپے نقد خزانۂ ہز ہائی نس سے بلا ردّ و کد ادا کئے جائیں گے۔ اگر یہ اقساط زیر باقی رہ جائیں تو اس کی رقم ان پیشکش میں مجرا ہو گی جو منجانب کمپنی ہز ہائی نس کو بابت سرکاران شمالی واجب الادا ہو احیاناً ان اقساط کی ادائی میں تعویق ہو تو اس صورت میں ایسے اضلاع کی تفویض عمل میں آئے گی جن کا حقیقی محاصل رقم مذکور کے برابر ہو۔

۴ فوج امدادی کی جملہ اشیاء مایحتاج و غلہ کا محصول سابر اسی طرح ادا ہو گا جس طرح کہ سابقہ دستۂ فوج کا ہوتا رہا۔ اسی طرح ایک خاص مقام اس فوج کے قیام کے لئے مختص کیا جائے گا جہاں وہ اس وقت تک رہیگی جب تک کہ اس کے عملی خدمات درکار ہوں اور جب ریاست کی کسی مہم پر اس کو مامور کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک معتبر ملازم ریاست مقرر ہوا کرے گا اور اس فوج کے کماندار اور دیگر عہدہ داروں کے ساتھ ایسا سلوک مرعی رکھا جائے گا جو ہر دو ریاستوں کے اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے مناسب ہو۔

۵ مذکورہ فوج امدادی ہر وقت اہم امور میں ادائے خدمات کے لئے تیار رہیگی۔ ایسے اہم امور مثلاً یہ ہوں گے۔ ہز ہائی نس کی ذات یا نسلاً بعد نسلٍ ان کے وارثان یا قایم مقاموں کی حفاظت، اور باغیوں اور برپا کنندگان فتنہ و فساد کی تنبیہ لیکن اس کو معمولی امور میں مثل سرحد بندی مامور نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو وصول محاصل میں لگایا جائے گا۔

۶۹ امدادی فوج کے حیدرآباد پہنچتے ہی فرانسیسی ملازمین و عہدہ دار نہر ہائی نس کی ملازمت سے برطرف کر دئے جائیں گے اور وہ فوج بھی (جو اُن فرانسیسی عہدہ دار کے تحت ملازم ہے) برطرف کر دی جائیگی تاکہ اس سابقہ فرانسیسی فوج کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور نہر ہائی نس بذات خود اور اپنے ورثا، اور قایم مقاموں کی جانب سے یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ پھر کسی فرانسیسی کو اپنی یا اپنے کسی سردار یا تابع کی ملازمت میں نہ رکھیں گے اور نہ رکھنے دیں گے اور نہ کسی فرانسیسی کو اپنے ممالک محروسہ میں رہنے دیں گے اور نہ کسی یوروپین کو اپنی ملازمت میں رکھیں گے اور نہ بلا علم و رضامندی کمپنی اپنے ملک میں رہنے دیں گے۔

۷۰ تمام فرانسیسی اور وہ سپاہی جو کمپنی کی ملازمت سے نکل کر اس فرانسیسی فوج میں ریاست کی کسی اور فوج میں شریک ہو گئے ہوں گرفتار کر کے برٹش رزیڈنٹ کے تفویض کر دئے جائیں گے اور مذکورہ قسم کے کسی شخص کو آیندہ نہر ہائی نس کے ممالک میں پناہ گزیں ہونے کی اجازت نہ ہوگی بلکہ ہر ایسا شخص بلا تعویق گرفتار اور حوالۂ رزیڈنٹ کر دیا جائے گا اور اسی طرح کمپنی کے علاقہ میں بھی کسی کو پناہ نہیں دیجائیگی اور نہر ہائی نس کی ملازمت سے نکل بھاگے ہوئے سپاہی بھی بلا تعویق گرفتار اور سپرد کر دئے جائیں گے۔

۷۱ از آنجا کہ حسب فقرہ (۶) نہر ہائی نس نے حزم و احتیاط اور بعض برائیوں کے ارتفاع کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو اور نیز ان کی مرتب کردہ فوج کو اپنی ملازمت سے

علیحدہ کرنے کا اور ان کی جگہ بشرائط وقیود متذکرہ خط ارل کورنوالس موسومہ نہر ہائی نس
دی نظام آنریبل کمپنی کی فوج کے قایم کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے اس لئے یہ قرار پایا کہ
بنظر باہمی فواید پیشوا و نہر ہائی نس اور بہ اعتبار رفاہ رعایائے ہر ایک کمپنی کی گورنمنٹ
برضامندی ومنظوری ہر دو (نظام وپیشوا) اپنی مساعی جمیلہ اس امر کی بنسبت عمل میں
لائیگی کہ اس نئے معاہدے میں ایک ایسا فقرہ داخل کیا جائے جو ہر ایک کو دوسرے سے
مطمئن کردے اگر پیشوا ایسے نیک مشورے سے جو دونوں ریاستوں کے حق میں مفید ہو
متفق نہ ہوں اور اختلافات ان دونوں ریاستوں (یعنے ریاستہائے آصف جاہ بہادر
راؤ پنڈت پردھان میں پیدا ہوں تو انگریزی گورنمنٹ اقرار کرتی ہے کہ خود مداخلت
کرکے حق وصداقت وانصاف کے ساتھ آپس میں صفائی واتحاد کرادیگی نواب آصف جاہ
بہادر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راؤ پنڈت پردھان کی سرکار کے خلاف کوئی زیادتی نہ کریں گے
اور یہ کہ بصورت اختلافات انگریزی گورنمنٹ کی اصلاح اور ان کے حق وصداقت وانصاف
کو بلا ردّ وکد تسلیم کرلیں گے۔

۹ سابقہ معاہدات مابین انگریز وریاست نواب آصف جاہ اور پیشوا برقرار رہیں گے اگر
اس کے بعد راؤ پنڈت پردھان اسی قسم کے معاہدۂ امدادی میں کمپنی کے ساتھ شریک
ہونے کی خواہش ظاہر کریں تو آصف جاہ بطیب خاطر اظہار رضامندی کریں گے۔

۱۰ یہ اضافۂ امداد کا معاہدہ جو دس شرائط پر مشتمل ہے آج کے دن کیا پٹن کرک پیاٹرک
اور نواب آصف جاہ بہادر کے مابین طے پاکر کیا پٹن کرک پیاٹرک نے اس کی ایک انگریزی

اور فارسی کی کاپی اپنی دستخط و مہر سے نواب صاحب کو دی جنہوں نے اپنی طرف سے بھی ایک ایسی ہی کاپی باقاعدہ تکمیل کرکے کیاپٹن کرک پیاٹرک کو دی کیاپٹن کرک پیاٹرک اقرار کرتے ہیں کہ اس معاہدے کی گورنر جنرل کی مصدقہ کاپی پچاس روز کی مدت میں حاصل کرکے ہز ہائی نس کو دیں گے جس کے بعد کیاپٹن کرک پیاٹرک کی دی ہوئی کاپی واپس کردی جائیگی۔ اس اثنا میں مجوزہ فوج کو طلب کرنے کے لئے لکھنے میں تاخیر نہ کیجائیگی

حیدرآباد میں بتاریخ یکم سپٹمبر ۱۷۹۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ ہجری دستخط و مہر ہوئی۔

جے۔ اے کرک پیاٹرک

منصرم رزیڈنٹ

ضمیمہ (و)

رقعۂ اسطوجاہ موسومہ میر عالم

میر صاحب جلیل المناقب عظیم الاوصاف سلامت

دو قطعہ مکتوب بہجت اسلوب یکے مرقوم شب بست و نہم ذی حجہ سنہ ۱۲۱۳ ہجری متضمن کیفیت جنگ کہ سواران سرکار دولت مدار محنت و تردد ہا بعمل آورند و تردد ات صبح و شام و آوردن مفخر الدولہ و برادر لارڈ بہادر میر دوران بہادر را ہمراہ خود از چین پٹن بسرینگ پٹن و بہ اصرار نگاہداشتن بہادران معزز بہ میر دوران بہادر کہ بعد ملاقات لارڈ بہادر روانہ خواہد شد و نوشتن آن جلیل المناقب بہ راجہ روشن رائے بہادر مشاورہ جنرل ہاریس بہادر وغیرہ کہ پنج ہزار سوار جاگیر دار و پائگاہ وغیرہ خود نگاہداشتہ تتمہ سواران را رخصت حضور پرنور نمایند و با جمعیت پلاٹن و سواران کوچ نمودہ از راہ گورم کنڈہ روانہ قلعۂ گتی شود و اینکہ ابن لارڈ نہ مثل لارڈ سابق است و نہ این فوج انگریزی مثل فوج سابق پیشتر کہ ہمیشہ با حیدر علی خان مقابلہ می شد گاہے از پنج یا ہفت پلٹن زیادہ نبود و الحال شصت پلٹن معہ سیزدہ پلٹن سرکار درین مہم حاضر بود و علاوہ این فوج و ساز و سر انجام عزم بلند لارڈ بہادر بتحریر نمی گنجد کیفیت آن مفصلاً

ملاقات ظاہر خواہند نمود و بعمل آمدن این تہ نامۂ جدید در عجب وقت و دولت راؤ
بے اندیشہ کہ ثانی اثنین ٹیپو سلطان توان گفت یقیناً دولت خود را برباد می دہد و دولت
باجی راؤ اگر درین صدمہ بشرط حسن تدبیر بالاجی پنڈت و سخن شنوی این جانب کہ از حالات
بنیاد آن گذاشتن شرط است بالمرّہ برباد نشود البتہ ضعیف و بے رونق کالمعدوم
خواہد شد و سوالے کہ از راجہ رگھوجی بھوسلہ بعمل آمدہ البتہ حشمت جنگ بہادر ظاہر نمودہ
باشند یعنے شراکت و یکدلی راجہ مذکور با سرکار دولتمدار و کمپنی انگریز بہادر اگر راجۂ مذکور
بصاف دلی اقبال این معنی نماید و آیندہ بر جادۂ دولت خواہی ثابت قدم بماند محفوظ
خواہد ماند و اگر مثل سابق بر رویہ خاندان خود قابو طلبی کند نتیجہ خوب نخواہد دید و درین
باب این جانب ہم آنچہ مناسب باشد بر اجۂ مذکور خواہند نوشت کہ فی الحقیقت این
سوال مبنی بر سلسلہ جنبانی این جانب است کہ پیشتر مکرر درین باب گفتہ بودند باید
کہ رگھوجی ممنون و مرہون این جانب باشد و روبراہ نمودن جواب و سوال تقسیم غنیمت
کہ ہر روز تکرار ہا می شود و اگر درین مادہ چیزے از حشمت جنگ بہادر ہم نویسانیدہ شود
بہتر است معہ نقل خط منشی امرقومہ بستم شہر شوال و ثانی محررۂ شب پنجم محرم الحرام سنہ ۱۳۱۴ھ
مشعر بر این کہ بعد پنج شش روز باز ناسخ و منسوخ بعمل آمدہ یعنے دریافت موقوفی آمدن
لارڈ بہادر بموجب ممانعت ڈاکٹران و شروع شدن سوال جواب ہا با مفخر الدولہ
بہادر و بمیان آوردن مذکور گورم کنڈہ و رسانیدن بہادر معز روز دویم خریطۂ
لارڈ بہادر معہ نقل عنایت نامہ موسومۂ بہادر موصوف و گفتن اینکہ الحال این مقدمہ

بعرض حضور برسید و درجہ پذیرائی یافت دیر و درنگ درین کار مناسب نسبت
ونوشتن روز دویم دو مرتبہ شقہ بالقول آن لہذا بطوری کہ تعلقہ مذکور بجاگیر خان مسطور
مقرر نمودہ شدہ از نقل سند موضوح می گردد و اینکہ لارڈ بہادر را نظر بدرستی کلیات
و آن عظیم الاوصاف را مطمح نظر عنایت سرکار دولتمدار و میر قمرالدین خان بہادر سردار
نامی و برخلاف اہل تپن معاملہ فہم و داشتن حلقہ بندگی حضور در گوش و غاشیہ اطاعت
بردوش و پیام نمودن آن عظیم الاوصاف مفخرالدولہ بہادر بتاریخ غرۂ محرم کہ اگر انفصال
معاملات درین جا می تواند شد پس وجہ توقف چہ خواہد بود اگر درین جا نمی تواند شد
روانگی مناسب تا کے بہ انتظاری توان نشست و جواب دادن بہادر معرکہ در دو
روز جواب این معنی منقح گفتہ می شود یعنے نقشۂ معاملات ہمین جا قرار دادہ خواہد شد
یا ملاقات با لارڈ ضرور خواہد گردید و رسیدن خطوط لارڈ بہادر با قرار داد نقشہ بنام دیہان
مغز و خلاصہ اینکہ جنرل ہاریس بہادر و کرنل کلوس بہادر خود و مفخرالدولہ و کیپٹن مالکم بہادر
را مختار معاملات ساختہ و نقشہ معاملات قرار دادہ فرستادہ اند انشاء اللہ تعالیٰ
از امروز کہ از تاریخ چہارم شہر محرم است شروع سوال جواب خواہد شد و راجۂ
روشن رائے بہادر بعد رسیدن خط آن جلیل المناقب کہ برائے روانگی پنج شش ہزار سوار
بحضور پرنور نوشتہ بودند در جواب نوشتند کہ مردم سپاہ برائے روانگی حضور یک ماہہ
پیشگی می خواہند و زر در خزانہ نیست کہ بہ آن ہا دادہ روانہ نمودہ شود و در جواب نوشتن
آن عظیم الاوصاف کہ بار بردار باید فرستاد تا بہ لشکر رسیدہ بندوبست روانگی افواج نمودہ

باز بہ پتن معاودت کردہ آید راجہ معز بعد رسیدن این خطہ دوسہ کوچ متواتر نمودند انشاء اللہ
تعالی عنقریب از راہ گورم کنڈہ بہ تعلقہ گنتی می رسند۔ روانہ نمودن چہار صد جوان بار تعلقہ
میر دوران بہادر بایک کمپانیٹن برائے تھانہ قلعہ گورم کنڈہ و مقرر نمودن قلعہ داری قلعہ مذکور
بطریق ضبطی بنام سعید حسین خان و برائے تعلقداری آنجا کہ براجہ روشن رائے بہادر نوشتہ
بودند و راجہ معز محمد امین خان بہادر عرب را مقرر کردند الحال کہ تعلقہ مذکور بنام میر قمر الدین خان
قرار یافتہ احتیاج تجویز تعلقدار نماند مگر تجویز تعلقدار گنتی ضرور و صورت اجازت بنام ناگن گوڑا
کہ بہ نسبت دیگران مالگذار و کفایت شعار است مقرر خواہند نمود و اطلاع نقشہ تقسیم ملک آنچہ
مسموع شدہ باید دید کہ این نقشہ ہم قایم می ماند یا تغییر و تبدیل می شود و گفتن آن عظیم الاوصاف
در مذکورات بہ اہل کونسل کہ اگر سپرنٹیندنت را برپا نمودن متضمن مصلحت دولت ہا و نیک نامی ہر دو
سرکار است و خواہ مخواہ بعمل می آید درین صورت بقرار نوکری در ہر دو سرکار کہ اگر در سرکار
دولت مدار المہام عمدہ رود بہ باید با تمام جمعیت ہمراہ رکاب با ہمراہ جمعیت سرکار حاضر باید شد
و در تقدیم نوکری و جانفشانی دقیقہ نباید گذاشت و اگر کار جزوی از قبیل تنبیہ زمینداران مفسد
روبکار گردد و جمعیت بر طبق حکم فرستادہ ہمراہ تعلقداران سرکار بہ تنبیہ اشرار پردازند و در سرکار
کمپنی نیز ہمین دستور چنانچہ مفخر الدولہ بہادر و مشیران دیگر جواب دادند کہ بندوبست این معنی
بعمل خواہد آمد و کیفیت گرفتن قریب شش لک روپیہ بطریق دستگردان از جنرل ہارسی بہادر
بدوازدہم ذی حجہ و رسانیدن براجہ روشن رائے بہادر و تتمہ چہار لک روپیہ بعد رسیدن
خزانہ کہ قریب رائے کوٹہ رسیدہ است و ببدرقہ دو پلٹن متعاقب می رسد براجہ مسطور

رسانیده می شود و کوچ کردن جنرل هاریس بهادر بسمت چتیل درگ مع نقل سند و اقرارنامه
مرسل قمرالدین خان بتاریخ شانزدهم محرم بمکجا وصول آورده مسرور خیریت ها و مطلع مضامین مندرجه
ساخت و هم از خطوط موسومه مستقیم الدوله بهادر کیفیت مرقومه مشروحاً توضیح انجامید چون
قابل ملاحظه و عرض حضور پرنور نبود لهذا اشمه از آن معروض داشته نشد اگرچه کیفیت تقسیم ملک و غنیمت
هنوز ناسخ و منسوخ و چیزے قرار نگرفته و بدون گرفتن قرار چه قسم این معنی را الیقینی بصور باید نمود بر ارباب هم
یک لمحه گوکه موجب نوشته سامی چیزے ازیں قرین صدق توان نمود لیس هیچ بست چرا که
آن عظیم الاوصاف فواید نامه جدید مطمح نظر دارند و نوشته اند به این نقشه در بن معامله رو بکار برعکس
تصور می نماید و مراد صاحب راجه قسم سرخروئی ارحداوند نعمت خود خواهد گشت و هم در چشمان که
ناتوان بین اند و در هر خریطه موسومه گورنر جنرل بهادر همین مندرج است که به استصلاح و استطلاع
و اتفاق بپیوایند بدآن عظیم الاوصاف که از تقریر و تحریر مکنونات و مرکوزات و از سر اسرار خفی و جلی
حضور پرنور واقف و آگاه اند بعمل آید و گورنر جنرل بهادر مکرر قلمی نموده اند که سرسبزی و بهتری سود
و بهبود رونق سرکار دولت مدار را بعینه بمنزله سود و بهبود سرکار کمپنی بهادر منصور دارند جوابش
مکرر همین درج گردیده که بمشاوره و استصلاح و استحسان آن جلیل المناقب موافق ارقام خود
بعمل خواهند آورد چنانچه بنقول خرائط و در جواب آن بامترشدات مکنونات و مرکوزات سرکار
سابق براین به آن عظیم الاوصاف و هم حسب الاستدعا بجهت جنگ بهادر اطلاع داده شد
که ذهن نشین گورنر جنرل بهادر نمایند و حالا باز مکرر قلمی می گردد اگرچه صاحبان کونسل پیش خود
بموجب مرکوزات و مکنونات حضور که قانون روسائے ماسلف و صلاح دولتین باشد

بعمل آرند یعنے ضابطہ روسائے عمدہ در رود اچنین امورات ہمین است کہ پسماندہ ہا را
طورے بفراغ معیشت لیکن نوعے کہ آیندہ قابوئے فتنہ پیرائی نماندمی دارند چنانچہ در معاملۂ
روہیلکہ ہم منظور والا ہمین است کہ خویش و اقربائے مخصوصہ ٹیپو سلطان مرحوم را در ذیل
دو کس کہ عمدۂ آن ہا باشد داشتہ یکے را در سرکار دولت مدار و یکے را در سرکار کمپنی انگریز
بہا در جائے بفراغ معیشت نگاہدارند و بہ تحریر و دریافت اوضاع و اطوار آیندہ اگر قابل
ترقی باشند ترقی خواہند یافت و منظور ازین ہمین کہ آیندہ زمانۂ حادث مثل وزیر علی خان
و غلام محمد خان روہیلہ طاقت فتنہ پیرائی باقی نماند بہتر و الّا ان جلیل المناقب دست از استحسان
و مترشدات حضور پر نور نداشتہ جواب صاف بہ اہل کونسل و مفخر الدولہ بہادر بدہند کہ صاحبان
بفضل الٰہی دانا اند و حکم سرکار بہ استصلاح و استطلاع و استحسان و صوابدید و اتفاق و اشتراک
و در آنچہ سود و بہبود و سرسبزی و بہتری و رونق و صلاح دولت باشد بعمل آید صادر گردیدہ
است درین تحریف نمی تواند شد و در احکام ہمین معنی برمی آید اگر اہل کونسل بگویند کہ گورنر
جنرل بہادر درین معاملہ مختار اند جواب شافی ہمین باید داد کہ نظر بر اتحاد و مخیری گورنر جنرل بہادر
آن ہم بہ اتفاق و اشتراک و صوابدید و استصلاح این جانب کہ در آن مفید حال و آیندۂ سرکار
باشد نہ کہ بر خلاف آن تجویز نشود چہ قسم بعمل می تواں آورد و ملاقات من بالارڈ بہادر ہر جا کہ
باشند ضرور و روا نہ پیش لارڈ بہادر باید شد و این ہمہ مراتبات را ذہن نشین باید نمود در
صورت اصلاح و استحسان خود نظم و نسق و حصۂ مساوات چہ در غنیمت و چہ در ملک مع حصہ
سپاہ خود کہ موافق قانون خود کار پردازان سرکار دولتمدار مختار اند بعمل باید آورد و اگر در آن جا ہم

این معنی اصلاح وصورت پذیر نگردد همین باید گفت که تا این مدت نیک نامی کمپنی مشهور آفاق
در تمامی رؤسائے ہند بود تا اینکه خرایط چنین مضمونات حاضر و موجود برعکس آن تصور می شود
پس صاحب ہر چه خواسته باشند بکنند و آن عظیم الاوصاف رخصت شده باید آمد و یقین
خاطر است که مواخذهٔ این معنی البته اہل ولایت باز پرس خواہند نمود بلکه در اظہار ہم این معنی
بعمل آید اولی است چنانچه همین مراتبات به حشمت جنگ بہادر ہم از طرف خود گفته فرستاده
شده که زبان زد خاص وعام چنین است وہم روز دویم به منشی جی زیاده از آن گفته شد که
همین مراتبات بر آن عظیم الاوصاف نوشته می رود که اگر پیش از اطلاع مراتب پوست
کنده احیاناً بخیال مختاری خود برعکس نوشته جات و اظہارات چشم پوشی نموده که دور از انصاف
و فہمیدگی کونسلان است بعمل آرند مناط الاعتبار نخواہد بود چنانچه مراتب مذکور را حشمت جنگ
بہادر به گورنر جنرل بہادر و معتمد الدوله بہادر زیاده ازین مفصل نوشته اند و گفته فرستاده اند که
انشاء الله تعالی موافق مرکوز و مکنون خاطر اقدس گورنر جنرل بہادر تا بمقدور بعمل خواہند آورد
و نیز در مقدمه گورم کنڈه که از مکنونات سرکار جیزے کم و زیاده شده است تعجب می نماید
چرا که گورنر جنرل بہادر در خریطه حضور پرنور و این جانب صاف نوشته اند که موافق مرکوزات
و مکنونات سرکار بعمل می آید چنانچه گورنر جنرل بہادر در خریطهٔ حضور پرنور نوشته اند که بلحاظ مراتب
مجوزهٔ سرکار بعمل خواہد آمد و بمن صاف ترقیم نموده اند بلکه بقید رسم ہائے تعلقات که هر کونزدا شتن
سرکار بود نوشته اند ازین معنی بسیار تعجب رو نمود چرا که خریطهٔ جنرل بہادر در حضور پرنور ارسال
داشته اند در ان مندرج است که خود بمیر صاحب و جنرل ہاریس بہادر ارقام نموده اند که

مقدمہ جاگیر خان مشار الیہ را بلحاظ مراتب مجوزہ و مرقوم آن والا قدر در اسرع از منہ انفصال
[illegible] آن خریطہ آن خطیہ الاوصاف کہ نقل آن برائے ملاحظہ [illegible] داشتہ اند در آن مرقوم
است کہ بہ نحو بہترین بقشتہ انفصال آن بذریعہ تصفیہ درخواست میر قمر الدین خان را در اسرع
از منہ پردازند چنانچہ اللہ در مضمون ہر دو خریطہ مذکور منصور می شود چنانچہ ہمین قسم بہ
حشمت جنگ بہادر گفتہ فرستادہ شد بہادر موصوف ہم متحیر و متعجب اند کہ باوجود اطلاع
دادن من مرکوزات سرکار و رسیدن جواب از پیش گورنر جنرل بہادر بہ تفصیل تعلقات یعنی
قلعہ معہ قصبہ و سہ تعلقہ یعنی کمار کالوہ و رائچوتی حسب الاستدعا در سرکار ماندہ تتمہ بجاگیر
میر قمر الدین خان قرار می یابد کہ چنین بظہور رسیدہ پس قصور صاحبان سرینگ پٹن می نماید
این معنی ہم نوشتہ می رود و یقین خاطر این جانب است کہ پسران و پسماندگان
ٹیپو سلطان را تا مقدور موافق مکنونات سرکار دولت مدار و اظہار میر صاحب خواہند کرد
و نصف ملک ہرگز بر آن ہا نخواہند داشت اغلب کہ پتن ہم سابق بر این در کونسل مذکوری
شدہ بود کہ تمامی ملک را سہ حصہ نمودہ یک حصہ بر آن ہا می دارند حالا آن ہم نماندہ است
پس وقتیکہ نظم و نسق درست نشود تقرر چنین شہرت کہ بخیال ہر کس ہر آنچہ می رسد بگوید مناط
اعتبار نمی تواں فرمود و یقین تصور دارند کہ گورنر جنرل بہادر بصوابدید و صامندی میر صاحب
جنان بعمل خواہند آورد کہ سرخروئی این جانب و میر صاحب در حضور پر نور زیادہ از منقوش
خاطر خواہد گردید یقین تصور داشتہ ہیچ تاملے درین باب بخاطر راہ یاب نفرمایند۔

از دریافت ارقام شریف کہ ملک ہفت لک ہون بحصہ سرکار اید در آن دو لک ہون

یا بته گورم کنڈه جاگیر میر قمر الدین خان منهار رفته باقی ماند پنج لک هون اگر ملکے که در آن
دقت اظهار زیاده محاصل زبان زد بوده باشد قریب ده لک هون خواهد بود بنظر غور تامل
نمایند که بعد اخراجات قلعجات وعمالان ومتصدیان وسه بندی محال وغیره چه قدر در
سرکار باقی خواهد ماند که در آن توقع نگاهداشتن این بلاٹن ها واین رجمنٹ ترپ سواران
نموده آید از وقتیکه این خبر دریافت گردید در تاملات عمیق متحیر چه قسم عهده برائی اخراجات
وکدام رو بصاحب واین جانب در حضور خواهد ماند ملحوظ این مراتب زیاده ازین جانب
به آن عظیم الاوصاف مطمح نظر است باز هم برائے اطلاع شمه از آن قلمی گردید چرا که پیش از
مفتوح شدن قلعه جنرل هارسی بهادر نسبت فرستادن پیام به ٹیپو سلطان زبانی کیپٹن مالکم
بهادر بر بین معنی که در صورت دادن دو کرور روپیه ونصف ملک صلح نموده آید از آن
عظیم الاوصاف مشاوره نموده بودند وآن جلیل المناقب نظر بر فواید دولتین تجویز پورش
ومورچال جواب دادند بفضل الٰهی حسب دلخواه قلعه مفتوح گردید باید که زیاده ازآن فواید
حاصل شود نه اینکه برعکس آن اظهار از آن طرف گردد دیگر اینکه آنچه آنها می خواهند که بجدو
کد تمام لک هون بهوپے از مال غنیمت بحصهٔ سپاه سرکار مع آن عظیم الاوصاف ومیر دوران
بهادر وغیره تجویز می کنند در آن ارادهٔ آن جلیل المناقب این است که نصف راجواهر
که بکفایت بدست می آید ونصف نقد بگیرند تعجب هزار تعجب رو نمود غنایم معه خزانه وغیره
که کمر گورنر جنرل بهادر کرورها سیوائے توشکخانه وآلات حرب وضرب محفوظ است
نوشته اند بس در همه چیز حصه مساوی باشد موافق قرار ومدار واگر بگویند که جمعیت ما

زیاده است وجمعیت سرکار کم بقدر آن می دهم همین باید گفت که پس شراکت مساوی کجا ماند
وخلاف نوشت وخواند بعمل می آید پس چه قدر بدنامی طرف کمپنی عاید حال تواند شد زنهار
زنهار اقبال گرفتن مبلغ مذکور نخواهند نمود قطع نظر ازین دوستی هاشمانت دیگران تصور باید
کرد و دیگر اینکه اهل کمپنی می گویند که روئیه سپاه ما این است که غنیمت حق سپاه است پس
پسران ٹیپو سلطان و وابستگان آنها را که نصف ملک وخزانه وغیره می خواهند که بر آن ها تجویز
بحالی دارند چرا نمی گویند که این حق ماست از یورش قلعه را مفتوح کردیم و آنها داخل اسیران که
حکم فرانسیسان دارند مگر بقدر قوت لایموت آنها بقدر مناسب تجویز باید نمود و تتمه در همه چیز
حصه مساوی شود در آن در حصه سپاه خود اهل کمپنی مختار اند و بدستور در حصه سپاه سرکار کار پردازان
سرکار دولتمدار موافق قانون خود مخیر اند چنانچه این مراتب هم به منشی جی وحشمت جنگ بهادر اطلاع
داده شد آنها ذمه گرفته اند که همین مراتب به گورنر جنرل بهادر نوشته شده است ازین معنی
مطمئن خاطر باشند که همین قسم بعمل خواهد آمد و این مراتب را ذمه خود گرفته اند که حصه سپاه بسرکار
حواله آن عظیم الاوصاف خواهد گردید آینده کار پردازان سرکار مخیر اند و از تعداد خزانه وجواهر و
اثاثه و آلات حرب وضرب وغیره نقد وجنس گوپرکاهے باشد خود واقف گشتند و بسرکار
اطلاع ندادند این کدام نیک طینتی و نیک نامی وحق پرستی است در عالم شراکت که حصه
مساوی در همه چیز باید آمد شریک نه کردن غیر از نفسانیت امر دیگر در نظر دوربینان متصور نمی گردد
و اینکه مفخر الدوله بهادر اظهار می کنند که امر جزوی وکلی این هم سپرد و لارڈ بهادر است جواب
باید داد که تا هم بودن آن هم به استصلاح وصوابدید آن عظیم الاوصاف ونظر بر عالم یگانگت و

دریافت مضمون خرایط گورنر جنرل بہادر مازہم از سرکار بدین مضمون درہمہ خرایط درج گردید
کہ درہمہ چیز بصوابدید واستحسان آن عظیم الاوصاف بعمل آمد چنانچہ حشمت جنگ بہادر قایل این
معنی اند مفخر الدولہ راہم ہمیں مراتب پوست کندہ جواب باید داد کہ در آن جا زیادہ ازین
مراتب بہ حشمت جنگ بہادر ابلاغ شدہ البتہ آگاہی دادہ باشند ونیز بہ این جانب حکم رسید
لہذا اظہار نمودہ می شود ودر صورتے کہ درہمہ باب استحسان خاطر آں جلیل المناقب باشند
اولیٰ والّا ہیچ وجہ من الوجوہ قبول نباید کرد۔

آنچہ در مقدمہ سخن شنوی این جانب بالاجی پنڈت مرقوم خامہ وداد بود دریافت
گردید ترقیم این معنی کہ از قبیل الہام متصور گشت پیش ازین بہ بالاجی پنڈت نویسانیدہ شدہ بود
کہ قیام واستقلال خود باعث رونق دولت باجی راؤ از چشم داشت بندگانعالی ودوستی این
جانب متصور دارند پس سرکار بندگانعالی بطرز صلاح وفلاح دوستی بہ اہل کمپنی نوشت وخواند
فرمودہ اند بدون اطلاع کمپنی انگریز بہادر در ہیچ باب یکشادہ پیشانی چیزے نمی تواں نمود و
این قسم تا کے پس بہتر آنست کہ مفید دولت وابستہ موافقت بہ اہل کمپنی نمودہ بندوبست
مقدمات خانگی وغیرہ خود بعمل آوردن اولی است کہ باعث آسایش ورفاہ خلایق واتحاد
سرکارین گردد چنانچہ درین روزہا بالاجی پنڈت از شیشادری پنڈت نویسانیدند نظر بر صلاح
سرکار دولتمدار از چندے چنین مراتب ذہن نشین باجی راؤ می نمودند چنانچہ چیزے رو براہ
آوردہ ام وچیزے می آرم درین روزہا کہ کرنیل پالمر بہادر را پاجی راؤ بہ تقریب شادی چمنا
اپا برادر خود باز یافت نمودند وقت برخاست گفتند کہ بعضے مراتب بہ بالاجی پنڈت

گفته شده است خواهند دریافت چنانچه بوے اظہار رنیڈت مذکور ازین برمی آید بہ حشمت جنگ
ازین معنی آگہی دادہ شدہ بود منشی جی ہم اظہار کردند کہ از اخبار ما ہم چنین بدریافت می رسد
کہ روبراہ وتہ نامہ جدید مطابق سرکار شاید بعمل خواہند آورد و سوالے کہ اہل کمپنی از رگھوجی
بھونسلہ نمودہ انداز اظہار حشمت جنگ بہادر مجملی معلوم گردید آنچہ قرار گیرد بہ استرضائے
حضور پرنور خواہد شد چنانچہ از سابق سلسلہ جنبانی این معنی بہ اہل کمپنی بود و درین مادہ بہ
رگھوجی نوشتہ شدہ بود حالا باز حشمت جنگ بہادر درخواست دارند کہ یک احکام بنام
رگھوجی متضمن استرضائے حضور می خواہند نوشتہ دادہ اطلاع آں عظیم الاوصاف نمودہ خواہد
شد پیش از دو سہ روز خط پسر رامچندر رنیڈت متوفی رسیدہ خلاصہ مضمون اینکہ بعد عشرۂ
محرم الحرام آنچہ سوال جواب کمپنی قرار می گیرد دریافتہ حاضر حضور می شوم۔ چوں مستقیم الدولہ
بہادر از قبیل ذکر از طرف خود بہ حشمت جنگ بہادر و منشی جی بمیان آوردہ بودند روز دیگر
کہ برادر منشی جی میر امان اللہ پیش بہادر مذکور آمدہ اظہار کردند و روبروئے ایشان فلمبند شدہ
است نقل آں بانقل خریطہ گورنر جنرل بہادر بازباختیاط تر سیل داشتہ شد موضوح
می گردد غرض آنچہ سوال جواب خاطر خواہ باشد زیادہ از اطلاع اینجا در ہمہ باب
بعمل خواہند آورد۔

در باب تجویز تعلقداری گنتی بنام ناگن گوڑا کہ مناسب ترقیم نمودہ اند بہ راجہ روشن رائے
نوشتہ سپرد مستر الیہ باید نمود بعد ازین بعرض حضور پرنور رسانیدہ خواہد شد۔

تجویز جاگیر میر قمر الدین خان مناسب وقت و مضمون سند و مچلکہ بسیار مستحسن از کمنونا مد

ومرکوزات حضور که دوسه تعلقه متعلقه گورم کنڈه بود تفویض خان مذکور گردیده کیفیت تکرار
آن ارنوشته حشمت جنگ بهادر از مفخر الدوله خواهند دریافت که قصبهٔ کمارو کالوه در آنجا
در سرکار می باید -

همواره از ترقیم خیریت مسرور می نموده باشند زیاده چه بقلم آید والسلام بمیر
دوران بهادر سلام -

اشاریہ

نظام علی خان

حصّۂ اوّل

الف

آزاد (غلام علی آزاد بلگرامی) ہنگامہ میں ۴۲، ۴۳،
دی اثر ہستی ۱۲۔
آسیر کا قلعہ ۹۔
آشٹی ۸ فٹ نوٹ۔
آصف الدّولہ (عازی الدّین خاں فیروز جنگ
میر محمد پناہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
کو اطلاع ۱۶، کی ہلاکی ۳۲، ۳۳، ۷۲،
آصف الدّولہ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) نہروی ۹۸۔
آصف جاہ اول (میر قمر الدین خان نظام الملک)
کے جد اعلیٰ ۱، کا خطاب ۱، کی تخصیت ۲،
کی اولاد ۳، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ، کی
روجہ ۵، کی مصروفیت ۶، کا انتقال ۷،
کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کی دکن میں آمد ۹،
کی قایم مقامی ۱۴، کے فرزند ۱۶، کے عہد میں
۲۵ فٹ نوٹ، دکن آنا، ۶۵ فٹ نوٹ،
کے مصاحبوں سے ۱۰۱، ۱۰۳،
آصف جاہ ثانی (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیخاں
فرزند آصف جاہ اول ۳، کے مولف کا سیاں
۹۷، کی کونسل ۹۸، کی توجیہ ۹۹، سدرین ۱۰۰۔
آصف جاہ سابع (نواب میر عثمان علیخان بہادر) جلد ۱ سنگنہ ۲۔
آکولہ، ۶۶،
آناگندی، ۹۳،
آنبہ جوگائی ۸۸،
ابراہیم خان گاردی (میر جنگ) ۱۰، ۳۷، کی طلبی ۳۸،
مقدمۃ الحبیش ۴۴، کو حکم ۴۵، بوسی کا عہدہ ۴۶،
۴۷، فرانسیسی فوج میں ۴۸، کو مامور کرنا ۶۳،
کو طرفدار سالبا ۷۰، کی حرص ۸۲، کا کام جنگ
میں ۸۵، مراحم ۸۸۔
ابراہیم علی خان (برادر زادہ و داماد شوکت جنگ) ۳۱۔
ابوالخیر خان (صورت امرا و پائیگاہ) دھارو مالوہ ۹۰
۶۵ فٹ نوٹ۔
اجنٹہ کا گھاٹ ۶۴۔
احمد خان (جمعدار) ۸۲۔

احمد خان (میر نظام الدولہ ناصر جنگ شہید) فرزند آصف جاہ اول ۳ ۔
احمد شاہ ابدالی، ۸۵، کا خطرہ ۹۱، کی فتح ۹۶
احمد نگر کے قلعدار ۸۴، پر تیسرا قدمی ۸۵، کی سمت ۹۴،
اخلاص خان سعد اللہ خانی ۴ ۔
ادھونی ۲۷، کو حیلا ماجا ۸۰، سے طلبی ۹۲،
کو روانگی ۹۳ ۔
اسد الدولہ (عبد الرحیم دوالفقار خان حیدر جنگ)
۲۵ فٹ نوٹ ۔
اسد جنگ (میر نظام علیخان نظام الدولہ) فرزند
آصف جاہ اول ۳ ۔
اسلم خان، صوبہ دار ۶۵
امتیاز الدولہ کی شادی ۴ فٹ نوٹ
امیر الممالک (آصف الدولہ سید محمد خان صلابت جنگ
طفر جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
قلعہ سیدر میں ۹۸، کا تعمیر ۱۰۰
امین الدین احمد ۶۶ ۔
انگول ۴۷ ۔
انند راؤ (زمیندار وزیگائیم) کا مخالف ۷۵
کوحط ۷۶، سے عدم محاسبہ ۷۸، تڑا رمیدار ۷۹
انور خان (محمد قطب الدولہ) ۶۴، کو قید ۶۵ ۔
انور نامہ، ۱۲، کا بیان ۱۵ ۔
اودگیر کا قلعہ ۸۴، پہنچا ۸۵ ۔
اورمی (مورخ) کا بیان ۲۴، ۳۱، کا قیاس ۴۱، ۴۳،
۴۸، ۴۹، کا خیال ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۸ ۔
اورنگ آباد (خجستہ بنیاد) ۱۰، مرکز حکومت ۱۶
سے نکلنا ۱۹، میں عاری الدین خاں ۲۰، میں
عمدہ بیگم ۲۱، سے نکلنا ۲۳، ۳۷، فٹ نوٹ،
میں صلابت جنگ ۴۰، کی طرف میتی قدمی ۴۱،
میں بوسی کا نہ رہنا ۴۱، کو سرار سے ۴۲، کے
مغرب میں ۴۷، سے قریب ۵۲، کی حکومت ۵۳،
۵۴، کی قربت ۵۵، میں قیام ۶۲، سے فاصلہ
۶۳، سے نکلنا ۶۴، سے طلبی ۶۶، میں نظام علیخان
۶۸، میں سکونت ۶۹، آنا ۷۰، سے کوچ ۷۱،
کا محاصرہ ۹۴، مرکز حکومت ۱۰۳، میں فوجی
خدمات ۱۰۴ ۔
اوسہ، ۸۵، کے قلعہ میں ۸۷ ۔
ایلچپور کا صوبہ ۹، ۳۷ ۔
ایلگندل، میں ۹۲ ۔

ب

بادشاہ بیگم، دختر آصف جاہ اول ۴، کے شوہر
۴ فٹ نوٹ ۔
باسم ۶۶ ۔
بالاجی راؤ پیشوا ۲۲، کو نقصان ۲۴، کے پاس
صلابت جنگ ۲۵، کے مفاد ۲۶، کا کلام ۲۷
کا وکیل ۲۸، کے ساتھ اتحاد ۳۰، کا ملازم
۳۷ فٹ نوٹ، کی پیش قدمی ۴۰، کی فوج ۴۱،
۴۵، درخواست صلح ۴۶، کے پاس بوسی
۴۸، قریب اورنگ آباد ۵۴، الجواب ۵۵
سے طلب مدد ۵۶، کو سرانجام ۶۶، کے پاس

واپسی ۶۷، کے یاس ۸۲، کے بھائی ۹۲،
کا انتقال ۹۴۔
بالکنڈہ ۴۸، مرحمت (ابراہیم خاں گاڑدی)
۳۰ فٹ لوٹ۔
بجواڑہ، میں فوج ۷۶، سے آگے۔۔ سے کمک
بھیجا ۷۹۔
بختاور بیگم دختر صلابت جنگ ۴ فٹ لوٹ۔
برار، ۸ فٹ لوٹ، کو روانگی ۲۰، کی صوبہ داری
۲۷، کو روانگی ۳۱، کی ناراضی ۳۸، سے
اورنگ آباد ۴۲، کی حکومت ۵۱، سے تبادلہ
۵۲ کی نظامت ۶۵ فٹ لوٹ، میں روک
۶۶، کے صوبہ دار ۱۰۴۔
برہان پور کو روانگی ۸، ۶۲، ۲۴، کی نظامت ۶۵
سے نکل کر ۶۸، کی طرف تعاقب میں ۷۰،
کی سمت تین دن تک ۱۰۰، صلح میں ۹۱، ۹۔
برہان پوری بیگم (ریب النساء بیگم محل نظام علیخاں) ۶۶،
بڑھ گاؤں ۸۴۔
بسالت جنگ (میر محمد شریف خاں شجاع الملک
شجاع الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
کی دختر ۴ فٹ نوٹ، کے ساتھ ۲۲، کا ملازم
۲۵ فٹ لوٹ، صوبہ دار بیجاپور ۲۷، دی قندار
۳۷، صلابت جنگ کے ہمراہ ۴۰، کو لیکر
۴۲، کی جاگیر ۴۴، کے تحت سرکاری فوج ۴۷،
حصول جہر میں ۴۹، پرویز ۵۰، کو جہر کی واپسی
۵۱، کی علیحدگی ۵۷، امور ریاست میں ۶۱،
کان فلاں کی استدعا پر ۷۵، صلابت جنگ
کے ہمراہ ۸۰، کی طلبی ۹۲، کی روانگی ۹۳،
کی ماموری ۱۰۲۔
بستر ۷۵ فٹ لوٹ۔
بسنت رائے پیشکار ۱۸۔
بکٹ (حاجی) گورنر مدراس ۳۱، ۳۲،
کا معزولیہ۔
بکلانہ، کی فوجداری ۶۵ فٹ لوٹ۔
بلخ ۲۵ فٹ لوٹ۔
بلونت راؤ ۴۵۔
بنگالہ کے ناظم ۳۳۔
بوسی (موسی، عمدۃ الملک) کی خواہش ۱۱، ۱۳،
کا پروانگڈ ۱۵، کے شرائط صلح ۲۴، کا
ملازم ۲۵ فٹ لوٹ، کی علیحدگی پر ۲۶،
کو استعفا سے مار رکھا ۲۷، کی درخواست
۲۷، کو سرکار ان تہامی کی تفویض ۲۸، کو
صلابت جنگ کا خط ۲۹، ریاست کے معاف
میں ۳۰، کا پہلا حملہ ۳۱، کی طلبی ۳۲، ۳۳،
سے صلح ۳۴، کی دیوانی ۳۵، کو اطلاع ۳۶،
کو یہ دکھائے ۳۶، کی قوت توڑنے ۳۸،
کی عدول حکمی ۳۹، کی غلطی ۴۰، کا اورنگ آباد
میں رہنا ۴۱، چھیلی تین ۴۷، کا قبول کرنا
۴۸، کی ملاقات نظام علیخاں سے ۴۹، کا
بلاٹ ۵۲، کا قصہ قلعہ پر ۵۲، ۵۳، کے
ہاتھ گرفتار ۵۴، کا جواب ۵۵، سے رشتہ وطنی ۵۶،

سے مصوبے ۵۷، کے دیوان کا قتل ۵۸،
کے سوال مار ۶۰، کو قتل کی اطلاع ۶۱، ۶۲،
کا ابراہیم خان کو مامور کرنا ۶۳، کی تحریک
۶۶، کا تصور ۷۰، کی خدمات ۱۰۱، کی علیحدگی
۷۲، کا قطع تعلق ۷۳، کا حیدرآباد سے نکلنا ۷۴،
کی طلبی ۸۰، کی فوج کا عہدہ دار ۸۳، رعایات
۱۰۲، کی عدم متابعت ۱۰۳ کی خواہش ۱۰۴
کی خاطر ۱۰۵۔

بہادر خان (محمد) کی مامور ی ۶۵۔

بہادر دل خان، ناظم ۹۳۔

بہادر گڈھ ۸۴۔

بھالکی ۱۰ فٹ نوٹ۔

بہاؤ راؤ (سداشیو راؤ بھاؤ) ۹۱۔

بہروز خان ۸ فٹ نوٹ۔

بھوپال میں مرہٹے ۸۷۔

بھونسلہ (جانوجی بھوسلہ) ۶۷۔

بھونگیر ۷۹۔

بیجاپور ۸ فٹ نوٹ، ۷۲۔

بیدر (محمد آباد) کی صوبہ داری ۲۷، پر قبضہ کرنے
۷۴، کے قلعدار ۹۳، سے مدراسہ ۹۶ کے
قلعہ میں مروی ۹۷، کو واپسی ۹۸، پھیکر
۹۹، میں آصف شاہ ۱۰۰۔

بیگلر بیگی خان قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ

بیگم بازار ۴۰۔

پ

پاتھری ۸ فٹ نوٹ۔

پالونچہ ۳۷۔

پانڈیچری (پھوکری) ۱، میں خواجہ قلندر ۲۵
فٹ نوٹ، میں طلبی ۳۲، کا عہد نامہ ۳۲ فٹ نوٹ
کا رخ ۸۰۔

پانی پت کی جنگ ۲۰ فٹ نوٹ

پدا پور پر شکست ۷۵۔

پرتاب ونت (راجہ وٹھل داس) کا وار ۵۹
کے ذریعے ۹۰ کو حکم ۹۲۔

پراسرام پنڈت وکیل ۲۲، کی خواہش ۲۴

پنج محال ۹۶۔

پورنا ۶۷۔

پونا ۲۳، ۸۵، کی سمت میں ۸۷، کا ارادہ ۸۸،
کو روانگی ۹۳، پہنچ گئے ۹۵، تباہ ۹۶۔

پھوپچیری (پانڈیچری) ۱۹، ۳۲، ۳۳، کے گورنر
کا حکم ۳۷۔

پھولمری ۶۴۔

پیپری ۵۷۔

پیشوا (بالاجی راؤ) طرفدار عاری الدین خاں ۱۹
سے بغاوت ۲۲، کا تاتر ۸۰، کا بھائی ۸۶،
کا انتقال ۹۴، سے مل جانا ۹۵، کو متفق
کر لینا ۱۰۲۔

ت

تاپتی ۶۶

تاریخ خورشید جاہی، ۴ فٹ نوٹ۔

تاریخ ریاست حیدرآباد دکن ۶۔
تاریخ طفرہ ۶۲، ۶۵، ۸۱، ۸۸، صلح کے بارے میں ۹۰، انزوا کے مسئلہ میں ۹۰، کا بیان ۹۹
تاریخ نظامی ۵، ۴۶۔
ترچناپلی ۲۴۔
ترک آباد ۹۵۔
تلاوت جنگ ۴ فٹ نوٹ۔
تنگبھدرا ۲۶۔
توران ۶۵ فٹ نوٹ۔
توزک آصفیہ ۱۰، ۱۲، ۲۷، ۴۱، سدکھیڑ کی جنگ کے متعلق ۴۶، حیدر جنگ کے قتل پر ۵۸، ۵۹، ۶۱، نظام علیخاں کی روانگی پر ۶۲، ۸۵، جنگ اودگیر کے متعلق ۸۷، ۸۸ فٹ نوٹ، ۸۹، ۹۰ کا تعجب ۹۶، کا مصنف ۹۹۔
توزک والاجاہی کا بیان ۲، میں خط ۳۲، ۵۹، بوسی کی علیحدگی پر ۷۶۔
تیغ جنگ، جنگ اودگیر میں ۸۵۔

ٹ

ٹانڈوپچہ ۸۸۔
ٹوکہ، ۹۴۔
ٹیپو سلطان سے مراسلت ۴ فٹ نوٹ ۸۳۔

ج

جادوراؤ ۴۶۔
جارج بکٹ ۳۱، ۳۲ کا معروضہ۔
جانسٹن، سفیر ۷۶۔
جانوجی (بھونسلہ) ۳۰، برعلیہ ۴۱، کو اطلاع ۴۶ کی طرف رہیں بوسی ۶۷، کی مدد ۶۸۔
جانوجی (تنبالکر) کو حکم ۹۴، کی عرض ۹۵، کے ذریعے شرائط ۹۶۔
جعفر علی خان ۲۸، سپہ سالار ۶۱۔
جلگاؤں، ۶۵ فٹ نوٹ۔
جمال الدین حسین خان ۴ فٹ نوٹ۔

چ

چارمحل، ۳۱، کا محاصرہ ۳۴۔
چاندہ (دیوگڈھ) ۳۷، ۳۸، ۶۷، کی مہم ۶۸۔
چکل ٹھانہ میں مقام ۶۳۔
چمارکنڈ، پر معرکہ ۹۴۔
چندا صاحب (حسین دوست خان) ۹۔
چندرسین، کا بیٹا، ۱، فٹ نوٹ، ۹۵۔

ح

حامد اللہ خان (مشیر الملک) وکیل مطلق ۹۱۔
حدیقۃ العالم ۶، ۸۴، ۹۰، ۹۸، ۹۹۔
حسین دوست خان (چندا صاحب) ۹، ۱۹۔
حشمت جنگ کو سرفرازی ۶۵۔
حضرت بندہ نواز گیسو دراز رح ۹۳۔
حفیظ الدین احمد، نام نظام علیخان ۵۔
حفیظ اللہ (حافظ محمد) ۶۴۔
حیات خان، کا بیان ۹۰۔
حیدرآباد کو صلابت جنگ کا آنا ۱۹، کے صوبہ ۲۸، کے نائب ۳۱، ہیں مصالحت ۳۷،

کی صوبہ داری ۵۱ حانے کی بیاری ۵۷،
میں حواجہ قلی خان ۶۵ فٹ نوٹ، میں سات جنگ
۶۷، ۶۸، بھیجے سے قتل ۶۹، کے اندرونی
معاملات ۷۲، بھیجا ۷۴، سے قریب ۸۰،
کو جانا ۸۱، پھیکر انتظامات ۸۴، کو واپسی ۹۲۔
حیدر جنگ (عبدالرحمن ذوالعقار خان اسد اللہ دولہ)
کا ہوا خواہ ۲۵، کے ذریعے ۳۱، کی چال ۳۵
دوسی کے ساتھ ۳۷، کو خلش ۳۹، کی ملاقات
۴۷، کا سوداطن ۴۸، کے ذریعے ۴۹، کی ساتھ
۵۰، نے قید کر لیا ۵۲، کی ماموری ۵۴، کا
دخل ۵۷، نظام علیخان کے دربار میں ۵۸،
کا غصہ ۵۹، کے قتل کے بعد ۶۰، کے قتل
کی اطلاع دوسی کو ۶۱، کے قتل کا انتقام ۶۲،
کے قتل کے ساتھ ہی ۶۳، ۷۰، کے قتل سے
۷۱، کی خواہش ۱۰۴، کو قتل کرنا ۱۰۵۔
حیدر یار خان (منیر الملک شیر جنگ) دیوان دکن
۷۴، سفیر صلح ۸۹، ۹۱۔

خ

خان بہادر صاحبہ، دختر آصف جاہ اول ۴۔
خاندیس ۶۴، کی ایک سرکار ۶۵ فٹ نوٹ،
صلح میں ۹۰۔
خجستہ بانو بیگم۔ دختر آصف جاہ اول ۴،
۴ فٹ نوٹ۔
خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے مذرانہ ۹۶۔
خداترس بیگ ۶۔
خزانۂ عامرہ ۹۸، ۹۹۔
خلد آباد ۵۸
خواجہ قلی خان موزوں (ذوالعقار الدولہ قائم جنگ)
کی لڑکی ۶۵۔
خواجہ بابا خان، ۴، کی لڑکیاں ۴ فٹ نوٹ۔
خواجہ قلندر بخاری ۲۵، فٹ نوٹ۔
خوشحال بیگ اوستاد نظام علی خان ۶۔
خیر النسا بیگم دختر آصف جاہ اول ۳، ۴ فٹ نوٹ۔

د

داستان نظام علیخان ۶۴۔
دتوبا، ۴۵۔
دربار آصف، ۴ فٹ نوٹ۔
درگاہ قلی خان (موتمن الملک سالار جنگ) ۹۴۔
دکن ۷۔ میں آصف جاہ ۹، کی نظامت ۳۳،
میں فرانسیسیوں کی آبادی، ۴۸ میں انتظام
۸۰، کی صوبہ داری ۹۸، ۱۰۰، پر قبضہ کرنے
۱۰۱، پر قابض و متصرف ۱۰۵۔
دلیر جنگ ۸۴۔
دولت آباد ۴۲، کے قلعہ میں پناہ ۴۳، کے
قلعہ کا تصفیہ ۵۱، کے قلعہ پر قبضہ ۵۲، کی
قلعہ داری پر ۵۳، کے قلعداری کو ۵۴، کے
قلعہ کا حصول ۵۵، کا قلعہ ۵۶، ۹۰، ۹۱
میں پناہ ۹۴۔
دھار کا قلعدار ۶۵ فٹ نوٹ۔
دھارور ۸۵، کی طرف کوچ ۸۷، نیچے کا ارادہ ۸۸،

سکبر ۸، میں ۹۴ -
دیوگڈھ (حاندہ) ۳۸ -

ڈ

ڈوپلے ۹، کو حکم ۲۱، ۲۵ فٹ نوٹ، کی واپسی ۲۸، کا تبادلہ ۲۹، کی اطلاع ۳۶ -
ڈی وولٹن فرانسیسی ڈاکٹر ۲۱ -

ذ

ذوالفقار الدولہ (عالم جنگ حاجم قلی خاں) ۶۵ فٹ نوٹ -
ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ ۸۱ -
ذوالفقار خان (حیدر جنگ اسد الدولہ) ۲۵ فٹ نوٹ -

ر

راجمندری ۴۷ -
راجمندر ۱۰، مہالکی سے اورنگ آباد ۴۵، کا ٹراؤ ۵۹، کے لشکر میں ۶۲، کے ماسن فادار حال ۶۳، کا اعوا کرنا ۹۵، کی سرکشی ۹۶ -
رائے پور ۴، میں حملہ ۷۵، پر قبضہ ۷۶، میں نظام علیخان ۹۱ -
رتن چند (راجہ کالکا داس) ۹۱، کی نظر بندی ۹۲ -
رکن الدولہ (لشکر خان) کی علیحدگی ۲۰، دی اتر ہستی ۲ ۱ -
رگناتھ داس (ملاحظہ ہو رگھناتھ داس)
رگھناتھ داس ۱۳، کو توقع ۱۵، کی دیوانی ۲۲، کا تسلیم کرلینا ۱۰۳ -
رگھناتھ راؤ کی لوٹ ۹۲، ولی ۹۲ -

ز

زبردست خان کاوار ۵۹ -
زیب النسا بیگم محل نظام علی خان ۶۶ -

س

ساسوڑ ۴۵ -
سانڈرس ۳۲ فٹ نوٹ کو خطوط ۳۶، ۳۷ -
سادنور ۱۰، کی جنگ ۲۲، ۲۳، کا محاصرہ ۲۴، ۳، کی صلح ۳۱، کی جنگ میں کوشش ۳۹ -
سبحانی طوایف ۶۵ -
سداسیو راؤ بھاؤ ۸۴، پیشوا کا مختار ۸۷ -
سدی عنبر خان ۶۷ -
سراج الدولہ، ناظم بنگالہ ۳۲ -
سرکاران شمالی میں شکست ۲۵ فٹ نوٹ -
میں انگریز ۲۷، ۲۸، فوج کی تنخواہ میں ۳۴ کا موقع ۵۴، کی حفاظت ۴۷، کے زمیندار ۵۵ فٹ نوٹ، میں لوری تفریق ۶۷ فٹ نوٹ سے اتر رایل ہونا ۷۶، میں عدم اعانت ۷۹، کی طرف توجہ ۸۰، کا انتظام ۹۱ -
سعد اللہ خان ۱ -
سلطانجی نمبالکر ۹۵، کی عرض ۹۵، کے ذریعے شرائط ۹۶ -
سمرقند ۱ -
سندکھیڑ ۳۷ فٹ نوٹ ۴۵، ۴۷، کی جنگ کی وجہ سے افواج ۶۳، کی جنگ کا آغاز ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶

سوریا پیٹھ ۸۰۔
سوریا راؤ کی سرکشی ۸۴۔
سہراب جنگ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک معین الدولہ غلام سید خاں) ۴۴، کی حیدر جنگ سے گفتگو ۵۸، کا وار ۵۹، سفیر ۶۶، کی والسی ۶۰، کی رائے ۶۸، کی رائے ۶۸، کی روانگی ۸۴، جنگ اودگیر میں ۸۵ صلح میں ۹۰۔
سیادت خاں، قلعدار ۹۳۔
سید حسین، میر زادے ۵۔
سید سلیمان ۵۔
سید محمد خان (امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ وظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کی تخت نشینی ۱۴۔
سیف الدولہ کو حکم ۹۴۔
سیدکاکول، کا حساب ۴۷، کے زمیندار ۵۷۔

ش

شاہ تجلّی، صاحب تورک آصفیہ ۹۹۔
شاہجہاں ۱۔
شاہ عالم ۱۔
شاہ محمود ۴۲۔
شاہنواز خاں (صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبد الرزاق) ۲۲، کی خواہش ۲۳، کی کوشش ۲۴، باعث سرطرفی فرانسیسیاں ۲۷، مخالف فرانسیسیاں ۲۸، کے خیال کی توجیہ ۲۹، کا احوال ۳۰، کے دوست ۳۱، کا نفاق ۳۴، ۳۵، کا مصوبہ ۳۶، مدار المہام ۳۷، کی سعی ۳۹، کی چال ۴۱، برہمگامہ ۴۲ کا اندیشہ ۴۳، کے بعد سے ۴۴، کے ذریعے ۴۷، کی غرض ۴۸، پر نگرانی ۴۹، کی سازش ۵، کا تصفیہ ۵۱، کی طرفداری ۵۲، کا طرفدار ۵۳ کی جلبہ داری ۵۴، کا قتل ۵۵، کا قتل ۶۱ و ۶۲ و ۶۴ و کی حویلی ۸۱، کے عہد دیوانی میں ۸۴، کے بیٹے ۹۳، دی اتر ہستی ۱۰۲، کا عندیہ ۱۰۳، کا طرفدار ۱۰۴، قید ۱۰۵۔
شجاع الدولہ (شجاع الملک بسالت جنگ میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔
شجاع الملک (شجاع الدولہ بسالت جنگ میر محمد شریف خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، ۴۳۔
شمس الدین ۶۴۔
شوکت جنگ (معین جان) دیوان حالگی ۷۴، کی شہادت ۸۸۔
شہاب الدین فرزند عابد خاں ۱۔
شہسوار جنگ کا وار ۵۹۔
شیخ محمد جعفر، استاد نظام علی خان ۶۔
شیخ محمد جمیل، استاد نظام علی خاں ۶۔
شیخ محمد جنید، ۸ فٹ نوٹ
شیخ جنید بغدادیؒ، ۸ فٹ نوٹ۔
شیخ علی خان، اتالیق نظام علی خاں ۰

شیر جنگ (نیر الملک جبدر مارخان) کی رائے ۱۱، دیوان دکن ۴۷، سفیر صلح ۸۹، ۹۰، ۹۱، کا استعفاء ۹۳۔

ص

صدر الدین خاں، کو سرفراری ۶۵۔
صف شکن خاں (مجاہد جنگ) ۶۸۔
صلابت جنگ (امیر الممالک آصف الدولہ سید محمد خاں ظفر جنگ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کا عہد ۸ فٹ نوٹ، معرکہ میں ۱۱، ۱۳، کی بحث نشینی ۱۴، کے بڑے بھائی ۱۵، کی طرفداری ۱۶، ۱۸، کو قاری الدین خاں کی آمد کی اطلاع ۱۹، کی والدہ ۲۰، کی مخالفت ۲۱، کے مخالف ۲۲، کے زیر حکومت ۲۳، کی فرانسیسی فوج ۲۴، کو صلح پر رضامند کرنا ۲۴، کا عہدنامہ ۲۵ فٹ نوٹ، کو اطلاع ۲۵، پر مستولی ۲۶، سے پیشوا کا اظہار ۲۷، کی ملازمت میں فرانسیسی فوج ۲۸، سے مراسلت ۲۹، ۳۰، کے ساتھ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، کا یقین ۳۶، کے بھائی ۳۷، کے عہد میں فرانسیسی ۳۹، سے مطالبہ ۴۰، کے خلاف منصوبہ ۴۱، کے سپاہی ۴۳، سے ملاقات ۴۴، کی اجارت ۴۵، کی فوج ۴۷، کی ذاتی تحریک ۴۹، کے محل کے قریب واقعہ ۵۰، کا فرمان ۵۱، رابعہ دورانی کے مقبرہ میں ۵۲، کی فوج سے قریب تر ۵۴، کے قبضہ میں ۵۹، کے مشاہیر ۷۵، کی خلد آباد روانگی ۵۸، کی فوج کے سپہ سالار ۶۱، کی طرفداری ۶۵، کے عہد میں خواجہ قلی خاں کو خطاب ۶۵ فٹ نوٹ، کی مراسلت ۶۶، کے پاس نظام علی خاں ۶۷، کی طرف دستہ فوج ۷۰، کے حلاف بے جا ۷۱، ۷۲، کو خط ۷۳، عیور گو داوری ۷۴، کان فلان کی استدعا ۷۵، اصلی رئیس ۷۶، کے دربار کی معلومات ۷۷، کی منظوری درخواست صلح پر ۷۸، کی تاخیر کمک میں ۷۹، کے پاس سے واپس طلبی ۸۰، کا حیدر آباد جانا ۸۱، کا معاہدہ ۸۳، کے ساتھ نظام علی خاں ۸۴، پر کامیاب ۸۷، جنگ سے سیدل ۸۹، کے متاثر پر ۹۰، تحمل کرتے ۹۱، کا تلوں ۹۲، کی جنوب میں روانگی ۹۳، کی حفاظت ۹۵، کا تلوں ۹۶، کی کنارکشی ۹۷، کے ملوں کا اثر ۹۹، کا غلط تصور ۱۰۱، کے طرفدار ۱۰۲، کی صلح بوسی سے ۱۰۳، کا خزانہ خالی ۱۰۴، کا دکن کی طرف چلا جانا ۱۰۵، کو زہر دیا جانا ۱۰۶۔
صمصام الدولہ (صمصام الملک شاہنواز خاں میر عبد الرزاق) ۱۰ فٹ نوٹ، ۲۳، پر تقاضا ۴۰، کا اکسانا ۱۱۴، کی سوئچ ۴۲، کا قلعہ سے نکلنا ۴۴، مصنف ماثر الامراء ۹۸، دی اثر ہستی ۱۰۲۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ شاہنواز خاں میر عبد الرزاق) ۲۲،

صمصام الملک (صاحبزادہ) کے بھیرے ۴ فٹ نوٹ
صمصام الملک (عبدالحی خاں) فرزند شاہنواز خاں صمصام الملک ۹۴ ۔

ظ

ظفر جنگ (ملاحظہ ہو صلابت جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ ،

ع

عابد خاں، آصف جاہ کے دادا ۱ ۔
عاقل خاں، کی حویلی ۸۱ "
عالم آرا بیگم، کا باغ ۶۴ ۔
عالم شکیخ ۱۰ ۔
عالمگیر ۱، کی فتح ۸ فٹ نوٹ، کے پاس سفیر ۶۵ فٹ نوٹ ۔
عبدالحکیم خاں، ۲۲، سے اتحاد ۲۳ ۔
عبدالحی خاں (صمصام الملک) دیوان ۹۴ ۔
عبدالرحمٰن (ذوالفقار خاں حیدر جنگ اسد الدولہ) ۲۵ فٹ نوٹ ۔
عبدالشہید خاں فرزند عضد الدولہ ۶۸ ، کو سولی ۸۴ ۔
عبدالقادر، فرزند شیخ علی تھان ۸ فٹ نوٹ ۔
عبداللہ، شیخ ، ۶۴ ۔
عبدالنبی، فرزند شاہنواز خاں ۶۲ ۔
عثمان علی خان بہادر (آصف جاہ سابع) کا فرمان ۲ ۔
عضد الدولہ ۶۸ ۔
علی، نام نظام علی خاں ۵ ۔
علی اکبر، کی سرفرازی ۶۵ ۔
عمدۃ الملک (ملاحظہ ہو موسیٰ یوسی) ۲۶ ۔
عمدہ بیگم زوجہ آصف جاہ اوّل ۵، کی آرزو ۲۱ ، والدہ نظام علی خاں ۶۶ ۔

غ

غازی الدین خاں فیروز جنگ، فرزند عابد خاں، ۱ ۔
غازی الدین خاں (فیروز جنگ میر محمد ناصر) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، ۱۵، کو اطلاع ۱۶، ناظم دکن ۱۷، کا حصول فرمان ۱۸، کی آمد ۲۰، کا رہبر سے مرنا ۲۱، کی رعنت عذاب ۲۲، کو ہلاک ۳۲، ۳۳، ۷۲، کی با فوج آمد ۱۰۱، سے ماذ رہنا ۱۰۲ ۔
غلام سید خاں (سہراب جنگ معین الدولہ مظفر الملک ارسطو جاہ اعظم الامراء) ۴۴ ۔
غلام علی (آزاد بلگرامی) ۳۰، ۳۵، ہنگامہ میں ۴۲، شاہنواز خاں کی استمالت میں ۴۴، ذی اثر ہستی ۱۰۲ ۔

ف

فتح میدان (واقع اورنگ آباد) ۴۳ ۔
فورڈ (کرنل) ۲۵ فٹ نوٹ، کے قاصد ۷۰، کا حکم ۷۰، کی صلابت جنگ سے ملاقات ۷۱، کو ذات جاگیر بگی درخواست پر ۸۳ ۔
فیروز جنگ (غازی الدین خاں) فرزند عابد خاں ۱،

فیروز جنگ (مرحمت پناہ عازی الدین بہادر آصف الدولہ) مرزند آصف جاہ اول ۲ سے ملنا ۱۰۲۔

ق

قادر خان ۶۷۔
قایم جنگ (ذوالفقار الدولہ خواجہ قلی خاں موزوں) ۶۵ فٹ لوٹ۔
قطب الدولہ (محمد انور خاں) ۶۴۔
قلیچ خاں، آصف جاہ کے دادا ۱۰۔
قمر الدین خاں (آصف جاہ اول) کے جد اعلیٰ ۱۔
قمقام جنگ، کا حملہ ۵۹۔
قوی جنگ، ۸۴۔

ک

کالکا داس (راجہ رتن چند) ۹۱۔
کالی بیگم دختر آصف جاہ اول ۴۔
کان فلاں، کے ذریعے خط ۳۷، کو قبضہ ۴۷، کی استدعا ۵۷، مطبع انگریزاں ۷۷۔
کرشنا (دریا) ۸۷۔
کرناٹک، میں مظفر جنگ ۹، کے نواب ۱۶، کے نواب کا خط ۱۷، ۱۸، کے نواب مایب ۱۸، کی وجہداری کا دعویدار ۱۸، کی اتری ۱۹، میں فرانسیسی ۲۸، کی حکومت ۲۹، کے نواب کے ذریعے ۳۱، کے نواب کی طرف سے ۳۲، کو جواب ۳۳، میں لوسی ۵۵، کی جنگ میں ۷۲، کا رُخ ۸۰۔
کرنول ۱۰، کا سردار ۱۱۔
کڑپہ ۱۔
کلائیو (لارڈ) کی مراسلت ۷۲۔
کلیانی، ۴ فٹ لوٹ۔
کمال النساء بیگم ۴ فٹ لوٹ۔
کندا ویر، ۷۸۔

گ

گرانڈ با کو ابا ۶۶، ۶۷، فوج کی روانگی ۶۸۔
گردھاری لال احقر ۴۳۔
گلبرگہ ۹۳۔
گلزار آصفیہ، کا بیان تخت نشینی کی نسبت ۱۴، حیدر جنگ کے قتل پر ۶، کے مصنف کے والد ۶۱۔
گنجام، ۵۷ فٹ لوٹ۔
گوتی، ۲۳۔
گوداوری (دریا) ۴۶، ۴۷، نکہ ۷۳، کو لمبوکر کے ۷۴، کے مار ۷۶۔
گوڈے ہو (فرانسیسی گورنر) ۲۸، ۳۲، فٹ لوٹ۔
گوشہ محل، میں قیام ۹۲، ۹۳۔
گولکنڈہ کا محاصرہ ۱، کا خزانہ ۱۶، کے قریب فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ لوٹ، کا خزانہ ۳۴، بھیجا دے ۷۱۔
گھوڑ ندی ۹۵۔

ل

لالی موسیٰ (گورنر مدیچری) ۳۲، کا خط ۷۰، کو مراسلت ۷۲، کی تحریر سے ۷۳، کا حکم ۷۴،

کا عناد ۸۰ -
لشکر خان (رکن الدولہ) کی علیحدگی ۲۰، کی دیوانی ۳۲، فرانسیسیوں کے حلاف ۳۶، ذی اثر ہستی ۱۰۲ -
لچھمنا (ترجمان موسیٰ بوسی) ۶۱، ۶۲، ۶۳ -
لچھمی نارائن شفیق کا بیان ۴۱، ۴۲ -
لیری - موسیٰ (ملاحظہ ہو لالی - موسیٰ) ۳۲، ۳۳ -

م

مآثر آصفی ۴۱، حدر جنگ کے قتل پر ۵۹، ۹۰، ۹۸ -
مآثر الامرا، ۹۸، ۹۹ -
مادھو راؤ پیشوا، ۹۴ -
مالوہ کا وحدار ۶۵ فٹ نوٹ -
مانڈو ۶۵ فٹ نوٹ -
ماہور، ۶۸، ۶۹ -
مبارز الملک (حامد اللہ خاں) وکیل مطلق ۹۱، کے سپرد ۹۲ -
مبارز خاں، کی جنگ ۶۵ فٹ نوٹ، کے بیٹے ۹۱ -
متوسل خاں، داماد آصف جاہ اوّل ۳
مجاہد جنگ (سف شکن خان) ۶۸ -
مچھلی بندر (مچھلی پٹن) کو روانگی ۳
مچھلی پٹن (مچھلی بندر) کی فوجداری ۲۵ فٹ نوٹ کو روانگی اور طلب مدد ۳، ۳۷، میں بوسی ۴۷، کی حفاظت ۴۷، آئیں ۵۷، سے قریب ۶۷، کے قلعہ پر گولہ باری ۷۷، انگریزوں کے
العام میں ۷۸، سے والبسی ۸۰، تا میں معاہدہ ۸۳ -
محمد آباد (ملاحظہ ہو حیدر)
محمد بہادر (ہمت بہادر خاں) ۱۲ -
محمد پناہ - میر (عاری الدین خان فیروز جنگ آصف الدولہ) فرزند آصف جاہ اول ۳،
محمد حسین (امین الدولہ) صوبہ دار حیدر آباد ۱۳، کو خط ۲۸، کی کوشش ۳۱، کی گرفتاری ۵۲، ۵۴، کا قتل ۶۱، ۶۲ -
محمد شریف خاں - میر (شجاع الملک شجاع الدولہ سالار جنگ) فرزند آصف جاہ اول ۳ -
محمد علی - امام نظام علی خاں ۵ -
محمد علی خاں، کا موسومہ خط ۱۷، وحدار کرنا ملک ۱۸، طرفدار عاری الدین خاں ۱۹، کی وساطت بیتکش پر ۲۸، سے مصالحت ۲۹ -
محمد نگر (گولکنڈہ) کے قلعہ میں ۱۴ -
محسنہ بیگم دختر آصف جاہ اوّل ۴ ۴ فٹ نوٹ -
مدراس، میں انگریز ۲۷ -
مراد خاں ۹۵ -
مراری راؤ گھورپڑے، حاکم گوتی ۱۲، کی ادب ۲۳، کی خدمات ۲۴، کی علیحدگی ۲۹
منظفر جنگ (ہدایت محی الدین خاں) نبیسہ آصف جاہ اول ۳، کی والدہ ۴ فٹ نوٹ کا انحراف ۹، ناصر جنگ کی نہ ا تت کے باعث ۱۰، عدم ایفائے عہد ۱۱، پر تخت ۱۲، تا لیو

کی جانشینی ۱۴، کے بعد ۱۵، کی فرانسیسی فوج ۲۵ فٹ نوٹ، کا انحراف ۱۰۱، کی سرپرستی میں ۱۰۳۔

مظفر خاں، گاڑدی ۱۰، ۲۳۔

معتمد الدولہ (ہمایوں جاہ ناصر الملک میر مغل علی خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔

معین الدین حسین خاں ۴۰ فٹ نوٹ۔

معین خاں (ستوکت جنگ ۳۱، کا رکنا ۸۸۔

مغل علی خاں۔ میر۔ (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتمد الدولہ ہمایوں بیگ) فرزند آصفجاہ اوّل ۳، ۹۴، مرہٹوں میں ۹۵، کو ورغلانا ۹۶۔

مقتدا خاں، قلعدار ۹۳۔

مکرمہ بانو بیگم، دختر آصف جاہ اوّل ۴۔

ممتاز الامرا، بیٹی آصف جاہ اوّل ۴ فٹ نوٹ۔

ملہار راؤ ہنگامہ میں ۴۲۔

میر الملک (حیدر مار خاں شیر جنگ) صلح میں ۹۔

مؤتمن الملک (درگاہ قلی خاں سالار جنگ) ۹۴۔

مورا سین موسیٰ کے ساتھ شریک ۴۷۔

موزوں (خواجہ قلی خاں) ۶۵ فٹ نوٹ۔

موسیٰ بوسی (ملاحظہ ہو بوسی۔ موسیٰ)

موسیٰ بھوسی (ملاحظہ ہو بوسی۔ موسیٰ) ۱۰۔

موسیٰ کان نخلات (ملاحظہ ہو کان فلان بوسی)

موسیٰ لالی (ملاحظہ ہو لالی۔ موسیٰ)

موسیٰ لیری (ملاحظہ ہو لیری۔ موسیٰ)

موسیٰ مور اسین (ملاحظہ ہو مور اسین۔ موسیٰ)

موسیٰ تارنج (ملاحظہ ہو تارنج موسیٰ)

موہیری ۵۰ فٹ نوٹ۔

مہالکی ۱۰ فٹ نوٹ، سے راجمندر ۴۵۔

مہ بانو بیگم۔ دختر آصف جاہ اوّل ۴، ۴ فٹ نوٹ۔

میالیسن، کالیان ۲۰، ۲۱، ۲۶۔

میدک، ۹۲۔

میر احمد خاں (نظام الدولہ ناصر جنگ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔

میر کلان خاں داماد آصف جاہ اول ۴۔

میر عالم ۹۸۔

میسور ۴۰ فٹ نوٹ، ۲۹۔

میموار پور بوسی، ۲۵ فٹ نوٹ۔

ن

نادر شاہ، کا حملہ ۲، ۷۔

نارائن دیو، ۵۰ فٹ نوٹ، کی فرانسیسیوں سے علیحدگی ۶۷، فرانسیسیوں کا مخالف ۷۹۔

تارنج موسیٰ کی ملازمت ۸۳۔

ناصر الملک (میر مغل علی خاں ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، ۹۲، مرہٹوں میں ۹۵، کا خیال ۹۶،

ناصر جنگ شہید (نظام الدولہ میر احمد خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کا انحراف ۷، قایم مقام ۹، کی شہادت ۱۱، کی تحت نشینی ۱۵، کی شہادت کی مالی مبانی قوم ۱۶، ۱۷، کے

بھائی ۳۲، ۳۳، کے عہد میں حواجم قلی خان ۶۵ فٹ لوٹ کا قاتل ۷۳، سے انحراف ۱۰۱، کی سرپرستی میں ۱۰۳۔

ناگپور، ۶۶۔

ناندیڑ کی صوبہ داری ۸ فٹ لوٹ، ۹۲۔

نتھٹ نگر، ۱۷۔

نجیب الدولہ (شیخ علی خاں) تالیق نظام علیخاں۔

نرمل، ۶۸، ۶۹، کا زمیندار ۸۴۔

نذر لے، ۶۵ فٹ لوٹ۔

نظام الدولہ (ناصر جنگ شہید میر احمد خاں) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔

نظام الملک (آصف جاہ اوّل میر قمر الدین خاں) کی رفاقت ۸ فٹ نوٹ، کے فرزند ۵۱۔

نظام الملک (نظام الدولہ اسد جنگ میر نظام علیخاں آصف جاہ ثانی) فرزند آصف جاہ اول ۳۔

نظام ٹین ۷۸۔

نظام علیخاں میر (نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کے والد ۱، فرزند آصف جاہ اوّل ۳، کی صاحبزادی ۴ فٹ نوٹ، کی نام رکھائی ۵، کی تعلیم ۶، کی تحریر ۷، کے نام پر فتح ۸، ہم سفر ناصر جنگ ۹، ناصر جنگ کی شہادت کے بعد ۱۰، معرکہ میں ۱۱، قتل بہادر خاں میں ۱۳، کی رائے تخت نشینی پر ۱۴، کی طرفداری ۱۵، کے خلاف ۱۶، کی والدہ ۲۰، ۲۱، کا ذکر ۲۲، کا خطاب و خدمت ۲۷، کی روانگی سرار کو ۳۱، سے مفاہمت ۳۳، ۳۴، سارتش کے مانی ۳۵، وی اقتدار ۳۷، ۳۸، کا حصول اقتدار ۳۹، کا غلبہ ۴۱، کی روانگی اورنگ آباد کو ۴۲، ایلچپور سے اورنگ آباد میں ۴۳، کا اکسانا ۴۴، کا سندکھیڑ پہنچنا ۴۵، تعاقب میں ۴۶، کی فوج ۴۷، کی رضامندی ۴۸، کو مدد ۴۹، کو اطلاع ۵۰، کی ماموری ۵۱، ترحتی ۵۲، پر اتر ۵۴، کی سعی ۵۵، کا تصور ۵۶، کی تدبیر ۵۷، کا در بار ۵۸، کا کل جانا ۵۹، کی فراہمی ۶۱، کی مزاحمت ۶۳، کا راستہ ۶۴، کا قیام ۶۵، کی مزاحمت ۶۶، صلابت جنگ کے پاس ۶۰، سے ناخوشی ۶۸، کی دست رس ۷۰، کا سہل النقل ہونا ۷۱، سے سمجھوتہ ۷۲، کا حیدرآباد آنا ۷۷، سے استمداد ۷۹، حیدرآباد میں ۸۰، سے ملنے ۸۱، کا انتظام ۸۲، کے عہد حکومت میں ۸۳، حیدرآباد پہنچکر ۸۴، کی تشویش ۸۵، کی فوج ۸۰، اعراض ۸۸، ۸۹، کے خلاف متاء ۹، کا انتظام سرکاران شمالی میں ۹۱، کو اجارت ۹۲، کی روانگی ۹۴، سے جدا ہونے پر آمادہ ۹۵، کی حوالگی ۹۶، پر متفق ریاست ۹۷، فرمان شاہی سے ۹۹، آصفجاہ اوّل کے صاحبزادے ۱۰۱، کی ماموری ۱۰۲، کے موافق صورت ۱۰۳، کی ہر دل عزیزی ۱۰۴، کی جولانی ۱۰۵، کی خوشنودی خاطر ۱۰۶۔

نقشبندی خان، ۷۹۔

نگارستان آصفی، ۴ فٹ نوٹ۔
نلدرگ، کا قلعہ ۴۶۔
نمبالکر، ۴۵۔

و

واحد علی خاں، اتالیق نظام علی خاں ۳۱، کے ذریعے ۴۴۔
واقعات جداشدن فرنگ ۲۳، صلح کے ارتدست سید محمد خاں طفر جنگ متعلق ۲۴، باہمی معاہمت کے متعلق ۲۶، میں صلح ۳۰۔
واکل نیر، ۸۔
والاجاہ (نواب کرناٹک) ۱۲، کی معرفت ۲، کی مراسلت ۲۷۔
وٹھل داس (پرتاب وت راجہ) ۶۵، مویدہ ۶۷، سے سرتابی ۸۲۔
وجے رام راؤ، راجہ وزیانگرم ۵۷، فٹ نوٹ، کی مخالفت ۶۷، فٹ نوٹ۔
وزیانگرم (وجے نگر) ۵۷، کا راجہ ۵۔ فٹ نوٹ۔
وزیگاپٹم، ۵۷۔
وسواس راؤ، مرہٹہ مالاجی راؤ پیشوا ۴۱، ۴۵، کی حضوری ۴۶، کے تحت فوج ۴۷، ۴۸، ۹۱۔
وفادار خاں (اعتصاد الدولہ تہتیر جنگ) رامچندر کے پاس ۶۳۔
ونایک داس ۹۵۔
وینکٹ راؤ ۴۵۔

ھ

ہدایت محی الدین خاں (مظفر جنگ) نبیرہ آصف جاہ اوّل ۳۔
ہمایوں جنگ (ناصر الملک میر مغل علی خاں معتصد الدولہ ہمایوں جاہ) فرزند آصف جاہ اوّل ۳۔
ہمت بہادر خاں (محمد بہادر) ۱۱، قتل مظفر جنگ میں ۱۲۔
ہند (ہندوستان) ۸۰۔
ہندوستان (ہند) ۱۱، ۲۵، فٹ نوٹ، کا فساد ۲، ۳، میں اثر ۸۰، میں حملہ کی تیاریاں ۸۵
ہنمنت راؤ ۴۶۔

ی

یمین الدولہ (محمد حسین خان) صوبہ دار ۱۳، کو خط ۲۸۔

اشاریہ

نظام علی خاں

حصّۂ دوّم

الف

آرتھر ویلزلی کرنل (لارڈ ولنگٹن) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن کمیٹی تقسیم میسور ۲۱۹۔
آرکاٹ، سے عزیمت ۱۹، کا مالک ۲۱، پہنچنے پر ۲۳، چھوڑ کر ۲۹، کے صوبہ دار کی تنبیہ ۴۹، سے ضروریات ۵۰، کی نوابی ۵۴، کا نواب ۵۶، میں داخل ۵۷۔
آرمی۔ رابرٹ، مورخ ۲۰/۲۱۔
آزاد بلگرامی (میر غلام علی) کا بیان ۲، عہد کے بڑے مورخ ۳۔
آصف جاہ اوّل کی اولاد میں ۱۱۱، کی تعمیر کردہ عمارت ۲۳۲۔
آصف جاہ ثانی (نظام علیخان نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ) ۲ فٹ نوٹ، کے عہد میں ۱۷، رضامند ۷۷، کے اسباب ۸۱/۸، صوبہ دار دکن ۱۶۳، کے تفویض ۱۶۵، ۱۹۹۔
آصفیہ ریاست میں اثرات ۲۱۱۔
آئینہ محل (واقع نرمل) میں گرفتاری ۱۳۰۔
ابراہیم باغ (واقع رمل) ۱۳۹، کی عمارتوں کا انہدام ۱۳۲
ابراہیم بیگ خاں دھولسہ (مبارز الملک ظفر الدولہ ضابط جنگ) شرائط صلح میں ۸۲، ہم میں ۸۸، کو خطاب ۸۹، کے بھائی ۹۷، ہم ۱۵۱، کا قتل ۱۲۱، کے خیالات ۱۲۲، کا مرض ۱۲۸، کے اسقام ۱۳، کا تبادکردہ باغ ۱۲۹، کے فرزند ۲۳۳۔
ابراہیم خاں جمعدار ۱۰۶۔
ابراہیم عادل شاہ ۲۸ فٹ نوٹ۔
ابوالفتح خاں (تیغ جنگ شمس الدولہ) کے ہمراہ ۱۳۲۔
ابوالقاسم میر (میر عالم) سفیر ۱۵۳، سے گفتگو ۱۵۵، کی صداقت و خیر خواہی ۱۵۵
ابوتراب خان ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔
ابومیاں مہدوی مقابلے پر ۱۳۲، کا جگہ بنانا کام آنا ۱۳۲
اپا بلونت راؤ ۱۴۶۔

اچھاپور ۔ ۷۷ ۔

احترام الدولہ (دلاور جنگ کبٹر خان کساو) کی قبر ۱۹۲ ۔

احتشام جنگ (موسیٰ خان رکن الدولہ) کی حالت ۱۱۱ ۔

احتشام جنگ (طہر الدولہ فرح مہر راحان) فرزند مبارز الملک ۱۲۸، کی قایم مقامی ۱۳، حالات ۱۳۱، کو ملک حرامی کی اطلاع ۱۳۱، بدات جو دعالات میں ۱۳۲، کی فوج کو ہزیمت ۱۳۳، کی فوج کا سردار ۱۳۴، عبور کے موقع پر ۱۳۵، کا انکار ۱۳۶، کو اطلاع ۱۳۸، کی والدہ کا عریضہ ۱۳۹، کی ماربانی ۱۳۹، صوبہ دار ۱۴، کی ماموری ۲۳۳ ۔

احمد نگر، اورنگ آباد کے مابین ۳، سے قریب مقام ۴، سد ھیہ کو ۱۹۷ ۔

ادھوجی (امتیاز گڈھ) کی جانب ۱۷، کو روانگی ۱۸، کو واپسی ۲۰، ۲۴، کو روانگی ۲۷، کی مہم ۲۸ سے روانگی ۴۰، اقط لوٹ پر حملہ کا گمان ۱۲۶، کی سمت ۱۴۸، کا محاصرہ ۱۴۹، سے تعاقب ۱۵۰ ۔

ارسطو جاہ (اعظم الامرا و مشیر الملک معین الدولہ سپہ سالار جنگ علام سید خان) کو حکم ۱۳۹، ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر ۱۴۹، کی سیائی ۱۵۰، کے احکام ۱۵۱، کی تحریک پر ۱۵۲، کے ذریعہ حسن ۱۵۶، کا زخمی ہونا ۱۵۷، کی تدبر ۱۵۷، کی تند کلامی ۱۷۶، کو تردد ۱۷۷، کی مخالفت ۱۸۱، مرہٹوں کے حوالے ۱۸۲، کے غیاب میں ۱۸۵، کی پونہ سے واپسی ۱۸۸، کو اطلاع ۱۹، کی قیام گاہ پر سند ھیہ ۱۹۲، کو لانے کے لئے ۱۹۳، سے مطالبہ ۱۹۳، سے سلسلہ جنبانی ۱۹۵، کا حکم ۱۹۷، کا نگر پا ۱۹۸، کے تحت فوج ۱۹۸، کا ایک اور عہد نامہ طے کرنا ۱۹۹، کو نرسیب ۲۰۵، کے مسایل ۲۰۶، کی واپسی کے بعد خدمت ۲۰۷، کی معاہمت کمیتی سے ۲۰۸، سے نامشاقی اقرار ۲۱۱، سہ سالار ۲۱۲، کا میر عالم کو ہموار کرنا ۲۱۳، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت ۲۱۶، کو سوء ظنی کا امکان ۲۱۹، سے حصول منظوری ۲۱۹، کو تجویز تقسیم کی اطلاع ۲۲۱، کا ارادہ ۲۲۲، کے متاد کے مطابق ۲۲۳، کے اعمال ترتیبی نظر ۲۲۴، کی تجویز ۲۳۳ ۔

ارسلان جنگ، رکن الدولہ کے بھائی ۸۹ ۔

ارل کورنوالس کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۳، کے پاس ۱۶۵، قریب تر ۱۶۹، کی فوج ۱۷۰، کو خط ۱۷۰، کے شرایط صلح ۱۷۱، کی واپسی ۱۷۳، کا نظام پیشوا سے معاہدہ ۱۷۴ ۔

اسٹوارٹ میجر سے مقابلہ ۲۱۵ ۔

اسد علی خاں، دیوان ہمایت جنگ ۱۴۹، کا رسالہ ۱۷۹، کا رسالہ منہزم ۱۸، ۱۹۴ ۔

اسمٰعیل خاں المچھپوری ۶۸، المچھپور میں ۱۱۵، مشوش ۱۱۶، کا فرزند ۱۸۰ ۔

اسمتھ۔ جنرل ۱۵۰، کو خطوط ۵۱، کے مشورے پر ۵۲ ۔

اسمتھ۔ کرنل۔ جوسف سمیر ۴۳، کو معیت ۴۴، کی رسد ۵۷، کی روانگی ۵۸، ۶۲، کی فوج کا الحاق ۶۴، قلب پر ۶۹ ۔

اسیر گڑھ ۴ ۔

اعتصام الملک کا بیان ۱۰۸۔
اعتقاد الدولہ (تمیز جنگ محمد وفادار خاں) کی
حمایت ۸۶، کو حکم منادی ۱۲۴۔
اعظم الامراء (ارسطو جاہ متیر الملک معین الدولہ سہراب جنگ
غلام سید خاں) کو حکم ۱۳۹، رکاب میں ۱۶۹، کا
طے منازل ۱۷۳، سے انتخاب کی ہدایت ۲۰۷، سپہ سالار
۲۱۲، کو تسکایات ۲۲۳، کے اعمال ۲۲۴۔
اعظم جاہ (والاشان نواب میر حمایت علی خان ولی عہد) ۹۲۔
افضل گنج کا پل ۹۱، کی مسجد ۹۲۔
افغانستان، ۲۰۱۔
اکبر جاہ۔ بازار ۹۱۔
الف خاں۔ نواب کرنول ۱۸۰۔
امام علی خاں (رہاں الدولہ) قلعدار ۱۳۹۔
امان اللہ خاں، مقابلے پر ۱۳۲، جنگ میں کام
آجانا ۱۳۳۔
امتیاز الدولہ (ممتاز الامراء) کی صلاح ۱۸۶،
کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱۔
امجد الدولہ، کمک پر ۱۳۳۔
امرت راؤ متینی ۸۴، ۹۹، در مدرگھاٹ راؤ ۱۹
امیر بیگ خاں ۹۷۔
انبور گڈھ، قلعہ ۸۶، میں انگریزی فوج ۶۹۔
اندازۂ واقعات دکن، کا سان صلابت جنگ
کی ہلاکت پر ۲۵۔
اندول میں قیام ۱۲۹۔
انندی بائی، زوجۂ رگھناتھ راؤ ۹۵۔
انندی رام، ۹۰۔
انڈرورید۔ کیپٹن (ملاحظہ ہو ریڈ انڈرو کیپٹن)
انگلستان، کی حکومت ۱۴۲، کے بادشاہ کے تخت
۱۴۷، کے بادشاہ کے احکام ۱۵۵، ۱۷۲۔
انور الدین خاں، نواب کرناٹک ۲ فٹ نوٹ۔
اودگیر کی جنگ ۲۳، کی صلح ۲۴، کی جنگ کے بعد ۳۱،
کو روانگی ۱۴۰، پر سے ۱۴۸۔
اودھ کے نواب ۸۵۔
اوڈ۔ لفٹننٹ کرنل سے ملنا ۵۸، ۶۲، کی فوج
سے الحاق ۶۳، ۶۴، قلب پر ۶۹۔
اورنگ آباد (حجتہ بنیاد) سے نکلنا ۲، سے روانگی
۳، کا محاصرہ ۶، میں اقامت ۸، کو روانگی ۹،
۱۳، صلح کے بعد ۱۷، سے نکلنا ۲۵، پہنچ جانا ۳۱،
کی صوبہ داری ۳۲، کی طرح ۹۷، ۱۰۳، کو روانگی
۱۰۴، کو کوچ ۱۸۸۔
اولد محمد خان ذکا کا مادۂ تاریخ ۷۔
اولی میسٹر ۸۲، ۸۳۔
ایاکوٹہ ۱۶۷ فٹ نوٹ۔
ایت گیر (یا گیر) کو روانگی ۱۴۵، کے قلعہ کی
سیر ۱۴۶، کے عہد نامہ کی تکمیل ۱۴۶، کے عہد نامہ
کے بعد ۱۴۷۔
ایچی سن سی یو، مرتب عہد نامہ جات ۲۹، کا
مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کا اقرار ۱۶۱، فٹ نوٹ
کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا ہونا ۱۶۲، کو عدم
دستیابی ۱۶۵، کا تسامح ۱۷۲۔

ایشونت راؤ مرارہ ۱، گھاٹکے ۱۹۵ فٹ نوٹ۔
ایلچپور، کی صوبہ داری ۱۱۴۔
ایلگندل۔ سرکار (کریم نگر) سے آنے کے بعد ۱۲،
کا قلعہ ۱۳، تعہد پر ۱۵۱، کے تحت کا ایک زمیندار ۱۵۲۔
ایلور، ۱۴۱، کے زمیندار ۷۰، ۱۸۳۔
ایلیٹ، سفیر تاگپور ۱۲۶۔
ایلواڑہ (ویلواڑہ) ۱۳۴۔

ب

بابا راؤ فرزند ہری پت ۱۷۹، ۱۸۰، پٹھ کمیہ کے خط سے
تائید ۱۹۴، ۱۹۵،
بابین بلی ۶۹۔
باپو راؤ کورونڈیا ۷۔
باجی راؤ فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹، کو نانا پھڑنویس کے
مسوبے کی اطلاع ۱۹۱، سے آقرار نامہ ۱۹۲، سند حمیہ
کے یاس ۱۹۳، کی طرفداری میں ۱۹۴، کے دستخط ۱۹۵،
کے طرفداروں کی گرفتاری ۱۹۶، کی گدی نشینی ۱۹۶، ۱۹۷،
کی رضامندی ۱۹۸، کے تعمیلی دستخط ۱۹۹۔
بادامی، کا محاصرہ ۱۴۸۔
بادشاہی عاشور خانہ ۹۱، کی ترمیم ۲۳۳۔
بارامحال ۶۶۔
باری کلوز۔ لفٹنٹ کرنل، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
باسیم، کی سڑک ۸۵۔
باقر خاں حکیم محمد۔ مسیح الدولہ ۱۲۸۔
بالاجی پنڈت (نانا پھڑنویس۔ نانا فرنویس) کا
عہدیہ ۱۹۵، ۱۹۹۔
بالاجی راؤ پیشوا ۱۸۔
بالاجی کنجر، مرہٹہ سلحدار ۱۹۴۔
بالاجی کیشو ۹۷، کی اہم یہ ماموری ۱۰۴۔
بالاگھاٹ، کی تسخیر ۴۹، ۸۱، یہ قابض ۸۲، پر
چڑھائی ۱۶۲۔
بالکنڈہ، پہنچکر ۱۳۴، کو کوچ ۱۳۵، میں قیام۔
بجواڑہ، پہنچا ۳۲، سے فوج ۲۰۹۔
بخشی بیگم، زوجۂ نظام علی خاں ۱۱۳، کی بہر سے نصیحت نامہ ۱۸۶۔
بدرالزماں کا مشورہ ۲۱۷۔
بدیع الزماں خاں (ناظم جنگ) ۱۸۶۔
برار، کی قربت ۸، کی صوبہ داری ۳۲، میں افواج
۳۴، میں داخل ہونا ۸۵، کا محاصل ۱۸۲، جاگیر ۱۸۶۔
برسی مسٹر۔ ۱۹۳، ۱۹۳۔
برگس رجے، مصنف دی نظام ۳۔
برہان الدولہ (امام علی خاں) قلعدار ۱۳۹۔
برہان پور، میں ۱۰۴۔
بسالت جنگ (امیر الامرا شجاع الملک شجاع الدولہ
میر محمد شریف خاں) کے حیالات خام ۱۷، کی
علیحدگی ۱۸، کے نام قیادت ۱۹، کی مزاحمت ۲۰،
کا میلان ۲۱، ۲۲، کے آرکاٹ پہنچنے پر ۲۳،
ریاست کے کاروبار میں ۲۴، کو ہلاکت کی اطلاع
۲۶، کا متحصن ہو جانا ۲۷، سے عدم اختلاف ۳۹،
کی مدد ۳۹، کی تجاویز ۵۰، کے ذریعے تنبیہ ۵۵،
سے ملاقات ۵۶، مشورے میں ۵۷، کی جاگیر ۷۶،
کی ملاقات ۱۰۳، کے فرزند ۱۰۴، کے پاس فوجی ۱۱۶،

کی فرانسیسی فوج کی علیحدگی ۱۲۷، کا انتقال ۱۴۷، کے فرزند ۱۴۰، سے معاہدہ ۱۵۳۔
بسواگنگر (بجانگر) ۵۰۔
بشیر پورہ ۹۱۔
بلاری، تک ۲۴، ۱۷۳۔
بلوبا تاتیا، مخبر سندھیہ ۱۹۱، کا فراہم کرلینا ۱۹۳، ۱۹۴۔
بلونت راؤ، نایب بھوسلہ ۱۴۶۔
بمبئی، کی فوج کو احکام ۲۱۰، کی فوج ۲۱۵۔
بنگالا سے فوج کی طلبی ۱۶۵، کی فوج ۲۰۹، کی سپاہ ۲۱۵، فٹ نوٹ۔
بنگریا چیم ۲۰۔
بنگلور، پر حملہ ۴۳، کے رستہ میں ۴۸، ۵۲، کو کوچ ۵۴، کا صلح نامہ ۱۴۲، کو واپسی ۱۶۹، سے آگے ۱۷۔
بنیرا، کا محاصرہ ۱۰۵، پر قبضہ ۱۰۶، میں موقع ۱۱۵، میں نظام علی خاں ۱۱۶۔
بودھن، پر قبضہ ۱۳۲، پہنچنا ۱۳۳۔
بور، ڈاکٹر ۲۹۔
بورڈ آف کنٹرول ۲۰۴۔
بورم، پر قبضہ ۱۶۲۔
بھاتمرہ، ۸۸۔
بہادر بنڈہ، کا محاصرہ ۱۵۰، میں متحدہ افواج ۱۵۱، پر ٹیپو سلطان کا قبضہ ۱۵۱۔
بہادر پورہ، ۹۱، کے باہر ۹۵۔
بہادر دل خاں (شجاع الدولہ) ناظم حیدرآباد، کے پوتے ۱۰۸۔
بھالکی، ۸۸۔
بہرام جنگ ۱۱۴، کا فیضو کو قتل کر دینا ۱۱۶، ہمراہ میر عالم ۲۱۳۔
بہلول خاں، ۱۳۵۔
بھون راؤ، پریتی ندھی ۶۔
بھیما، دریا کے کنارے تک ۳، ۸، کے کنارے قیام ۱۳، کے کنارے ۱۴۳، سے نکل کر ۱۴۶۔
بیجاپور، ۲۴، ۸۱۔
بیجانگر ۵۰۔
بیدر (محمد آباد) سے روانگی ۴، برسات میں ۸، ہوتے ہوئے ۱۷، میں انتقال ۲۵، کی جانب ۲۶، کے قلعہ میں ۹۸، میں پناہ ۹۹، پہنچنا ۱۷۷، کی طرف ۱۸۶، کے قریب فوج ۱۸۸، کے چوتھائی ایک حصہ ۱۹۸، کے چوتھائی کی معافی ۲۰۰۔
بیدنور کا راجہ میسور کے اثر میں ۲۲۲۔
بیر بہادر، راجہ، ۷۵۔
بیگم بازار ۹۱۔
بیلی، کپتان ۶۱۔

پ

پالم میں قیام ۱۳۵۔
پالمور (محبوب نگر) ۱۴۷۔
پالی پٹھ ۵۸۔
پانگل کے قلعہ میں قیام ۱۶۷، میں نظام علی خاں کی علالت ۱۷۳، کا معاہدہ ۱۸۳۔
پائین گھاٹ (یایاں گھاٹ) ۱۷۸۔

پایاں گھاٹ (مائیں گھاٹ) کا انتظام ۶۸، ۷۹۔
پایگاہ، خاص کی، ابتدا ۱۲۰، کی خدمت ۱۲۲، کی فوج کا ملاحظہ ۱۲۹، سے ۱۸۷، کے امیر کی کوتسل ۲۷، کے امیر فیض قدار کمیتی ۲۱۲،
پایندہ خاں، رسالدار ۲۷۔
پانڈیچری (پیوچری) کو روانگی ۱۸۔
پتل پلی، گھاٹ ۶۸۔
پتلیوں کی باؤلی ۹۱۔
پتھر گھٹی ۹۱۔
پچھلہ ۸۸، ضبط ۸۹، کی عمارت ۲۳۳۔
پدم سنگھ راجہ کی شرکت ۱۳۵۔
پرانا پل، ۹۱۔
پرتاب گڈھ ۱۹۴۔
پرتاب ونت (راجہ بہادر۔ وٹھل داس) کی مدار المہامی ۲ فٹ بوٹ، کو رشک ۵، تباہی لونہ کے باعث ۷، کا دو رویہ پن ۸، جنگ راکس بھون میں ۸، کو کامیابی ۹، کی سود عملی ۱۳، کا کام آنا ۱۴، کی جگہ ۱۵۔
پرسرام بھاؤ، زخمی ۱۷۸، مقابل ۱۷۹، زخمی ۱۸۰، کو تائید کے لئے ۱۹۱، کو فراہم کرنا ۱۹۳، مختار ۱۹۳، کا نانا کو طلب کرنا ۱۹۴، کی گرفتاری پر ۱۹۷، کی جاگیر سندھیہ کو ۱۹۷۔
پرورتس علی خاں کمک پر ۱۳۶۔
پریزیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول، کا موسومہ ۲۰۲، ۲۰۴۔
پلنا، جراح ۱۲۸۔
پلی گڈھ، ۶۸۔
پنار، ۹۱، کا عبور ۲۱۔
پنجلیکال، میں ورود ۱۲۸۔
پنڈاری کے حملے ۱۷۴، قراق ۱۷۸۔
پنڈت پردھان، کے عرائض پر ۱۴۵، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، کا وکیل صلح ۱۸۲۔
پورندھر، کو روانگی ۸، کو چلا جانا ۱۹۲۔
پورندیہ، کی سمت ۱۷۹، تک ۱۸۲۔
پورنیا، مداخت پر ۲۱۵، سے مشورہ ۲۱۶۔
پونہ، کو روانگی ۱، سے روانگی ۳، ۶، میں خبر، کی تباہی ۸، پہنچنا ۱، میں بسر برد ۱۲، پہنچنا ۔ پہنچانا ۱۲، میں قیام کی وجہ ۱۴، سے طلبی ۱۶، کا دفتر ۳۵، کا محل ۸۴، کو خفیہ روانگی ۹۴، سے تخفی عہد ۱۱۳، کے برہمن ۱۴۴، سے پیشوا ۱۷۱، ۱۷۶، ۱۷۷، سے استمداد ۱۸۸، سے واپسی ۱۸۸، کی سکونت ۱۹۳، میں طلبی ۱۹۴، سے نکل جانا ۱۹۵، فٹ بوٹ، سے قریب ۱۹۸، کے ساہوکاروں سے قرض ۲۰۶، ۲۰۷، سے واپسی پر خدمت ۲۰۷۔
پھول باغ، ۹۱۔
پٹیلا برج ۹۱۔
پیچ (جوسف۔ کرنل) ۵۷۔
پیر گاؤں، میں قیام ۴، کا صلح نامہ ۷، ۱۳۔
پیروں (ملاحظہ ہو موسیٰ پیروں)
پیشوا۔ سے مصالحت ۱۴۱، ۱۴۲، کے علاقہ پر ۱۴۳،

کے احکام ۱۴۷، پونہ سے ۱۴۷، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۳، کو چوتھ ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵، ۱۷۶، کا کوچ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۹ کی حکومت میں مخالفتیں ۱۸۹، کا انتقال ۱۹۰، کو ملا ہوا علاقہ ۱۹۸، کو تنہا مقابلہ ۱۹۸، وقتی عہدنامہ ۱۲۱، سے استفادہ ۲۲۰۔

ت

تاپتی، سے ۱۸۲۔
تارا بائی، ولیہ ۵۔
تارمری ۱۷۳۔
تاریخ ظفرہ ۱۲، ۱۴، ۳۶، ۸۹، کا مادۂ تاریخ ۹۰، طغیانی پر ۹۱، ۹۲۔
تاریخ عادل شاہیہ ۲۸ فٹ نوٹ۔
تاڑپتری ۱۷۳۔
تاسگاؤں سے نائید کے لئے ۱۹۱۔
تامس فٹز جیرالڈ میجر ۷۴، نظام کے پاس ۷۵۔
تذکرۂ نرمل، کی تفصیل ۱۳۸، ۱۳۹، ۲۳۳۔
ترپاتور ۷۱۔
ترپتی ۲۸، ۲۹۔
ترچناپلی ۳۰، سے ۵۸۔
ترکی، کے بادشاہ ۲۰۳۔
ترمبک راؤ ماما، کی وزارت ۲، کی درخواست ۱۰۳۔
ترمل راؤ، کا تعارف ۱۶۱ فٹ نوٹ، نایب رانی میسور ۲۱۸۔
ترنا ملی ۵۸، ۶۲۔
تنکاجی (تکاراؤ ہولکر) کی بار یابی ۱۴۸، یا جی راؤ کے خلاف ۱۶۰، ۱۹۵۔
تنکاراؤ ہولکر (ملاحظہ ہو تکاجی ہولکر)
تنکارام ہری، کی جوانمردی ۹۔
تنجاور، کے راجہ کے پاس ۱۶۱ فٹ نوٹ، کا معاملہ ۲۱۸۔
تنگبھدرا کے قریب ۲۔
توزک آصفیہ کا بیان ۳، ۲۸، کی توجیہہ ۳۱، ۳۵، ۳۶، کا اعتبار ۴۴، ۴۵، ۵۶، کا بیان ۶۰، رکن الدولہ کے طرز عمل پر ۸۷ فٹ نوٹ ۹۴، جنگ پر ۹۷، میں قابل ذکر ۹۸، کی قید صرافان ہنود کے ساتھ ۱۲۵، کا گمان ۱۲۷، ۱۲۴، کا طرز بیان ۱۴۳، ۱۵۴، کے مصنف کا قصیدہ ۱۵۷، میں تعمیل ۱۷۲۔
تہور جنگ رکن الدولہ کے بھائی ۶، کا قرار ۶۱۔
تیج سنگھ۔ راجہ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
تیجونت بہادر۔ راجہ، دسیکھ کی کمک پر ۱۲۱۔

ٹ

ٹراورنکور، کا راجہ ۱۹۷۔
ٹرنا ملی (ترنا ملی) ۷۴۔
ٹریٹی آف گارنٹی ۱۷۵۔
ٹکسال ۸۹۔
ٹیپو (ملاحظہ ہو ٹیپو سلطان)
ٹیپو سلطان (نصیب الدولہ فتح علی خان) فرزند حیدر علی خان ۴۹، کی ملاقات نظام علی خان سے

۴۹، کی نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴، کی حضوری ۵۵، نظام علی خاں کے کیمپ میں ۵۶، سرکردہ افواج ۶۴، کی طرف سانڈنی سوار ۶۵، کا باب سے آغاز ۶۶، ہمینہ پر ۶۹، کی قایم مقامی ۱۴۲، سے صلح ۱۴۳، کا سکہ جاری کرنا ۱۴۴، کے خلاف اتحاد ۱۴۵، کے حدود کی طرف ۱۴۸، کو اطلاع ۱۴۸، کی فرمائش ۱۴۹، سے اتحاد ۱۴۹، کے تعاقب میں ۱۵۰، شبخوں کی تیاری میں ۱۵۱، کے پاس سفیر ۱۵۴، ۱۵۸، کے خط ۱۵۸، کے متصرفہ علاقے ۱۵۹، کے سفیروں کی واپسی کے بعد ۱۶۰، کے سفیر ۱۶۱، کی بربادی میں ۱۶۲، کا نقص عہد ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، پر حملہ کے لئے ۱۶۵، کا قبضہ ۱۶۷، کا مکر قبضہ ۱۶۸، کے حلاف جنگ ۱۶۸ فٹ لوٹ، کا قبضہ ۱۶۹، پر تسخیر ۱۷۰، کا پر زور حملہ ۱۷۱، تعمیل شرائط میں ۱۷۲، کے مواضع کی قرارداد ۱۷۳، سے رشتہ دوانی ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، کے لڑکے ۲۰۱، آرام میں ۲۰۲، کا انتقام لینا ۲۰۳، کے اعمال ۲۰۴، کا مقابلہ ۲۱۰، پر فوج کشی کی قرارداد ۲۱۱، پر حملہ کی غرض سے ۲۱۳، کو خطوط مطالبات ۲۱۴، کو انگریزوں کی مشن قدمی کی اطلاع ۲۱۵، کا مرہٹہ و ارشہید ہو جانا ۲۱۶، کا فصح عزیمت کرنا ۲۱۷، کی شہادت کے بعد ۲۱۸، کے متعلقین کی خواہش ۲۲۲، کی مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کا ذکر ۲۲۳

ٹیلر، مصنف ماڈرن سسٹم سلک سٹس ۱۔

ث

ثابت جنگ برادر ابراہیم بیگ خاں دھونسہ ۸۷

ج

جارج ابرٹس کرنل کے تحت فوج ۲۰۹۔
جالی ہلی۔ پر قبضہ ۱۴۸۔
جان اللہ شاہ، کا تکیہ ۹۱۔
جانسن مسٹر، سفیر ۱۴۷۔
جان شور سر، (ملاحظہ ہو سر جان شور)
جان کناوے کپتان، سفیر انگریزی ۱۵۳، کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔
جانوجی بھونسلہ، راجہ ناگپور ۶، کا عہدہ دار ۷، کا معروضہ ۸، کو حصہ ملک ۱۳، پر حملہ ۳۴، امداد کا وعدہ ۸۴، کے مقابلے میں ۸۵، کی اودھم ۸۵، کی خواہش صلح ۸۵، کا انتقال ۹۵۔
جگتیال، میں قیام ۱۳۵، کا قلعہ ۱۳۸۔
جگدیو۔ راجہ کے ہاتھی ۹۴۔
جمنا راجہ، پر تاب وت کا پوتا ۱۴۰، ۱۵۰۔
جنرل کلیو (ملاحظہ ہو کلیو جنرل)
جنیر کے قلعے میں ۱۹۱، کا قلعہ ۱۹۷۔
جوبا، بخشی ۱۸۔
جوسف اسمتھ۔ کرنل، سفیر ۴۳ (ملاحظہ ہو اسمتھ جوسف)
جوسف پیج۔ کرنل ۷۵۔
جہاندار جاہ، کا حصہ ۲۷۔
جے۔ اے کرک پیاٹرک (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک جس ایچ لیں۔

جیمس ایلچیس کرک پیاٹرک ۴، ۲، (ملاحظہ ہو کرک پیاٹرک جیمس ایلچیس)
جیمس فٹزجیرالڈ کپتان ۴، ۷۔
جیمس مل، مورخ ۳۹، ۴۱۔

چ

چادر گھاٹ ۹۱، کا پل ۹۱۔
چارکمان ۹۰۔
چارمحل ۹۰، ۹۱۔
چارمس لفٹننٹ کی رہائی ۱۷۔
چٹنیس بکھر کا بیان ۹۹۔
چٹیال میں پیادہ ۱۳۵، کے قلعہ میں ۱۳۶
چمناجی اپا، فرزند رگھناتھ راؤ ۱۹، کی گدی نشینی ۱۹۳، کو نیکر بھاگنا ۱۹۷۔
چنپا دروازہ ۹۱۔
چندربدن معشوقہ مہیار ۲۸۔
چندربدن ومہیار، اردو مثنوی ۲۸ فٹ نوٹ۔
چندرسین، کا بیٹا ۸۸۔
چنگاما، کے قریب ۵۸، ۵۹۔
چنور، کا زمیندار ۱۵۲۔
چوڑی بازار ۹۱۔
چھتہ ۹۱۔
چتیل درگ جانے کا مشورہ ۲۱۹، نظام علیخاں کے حصہ میں ۲۲۱، راجہ میسور، کے قبضہ میں ۲۲۲۔
چین پٹن، کے میدان میں ۴۹، کے رستہ پر فوج ۵۰، کے پاس ۵۶، تک آمد ۲۱۵۔

ح

حدیقۃ العالم، کا بیان ۱۶، ۲۵، ۲۶، ۳۶، ۳۷، ۱۷۸۔
حسام الدین خان (سردار الملک سردار جنگ گھاسی میاں) تیغ جنگ کے عہدہ ۱۳۲، خطاب ۱۳۳، ۱۳۵۔
حسن علی خان (قطب الدولہ) صوبہ دار رامنڈی ۳۱۔
حسین ساگر کے تالاب پر نزول ۱۲۹۔
حسین علی کرمانی میر، مصنف نشان حیدری ۴۹، کا بیان ۶۳، کے قول کی تائید ۶۴۔
حسینی بیگ حارس قلعہ ۱۰۵۔
حشمت جنگ، برادر زادۂ رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کمک پر ۱۳۳، جنگ مادامی میں ۱۴۸۔
حکیم الملک (حکیم عبدالجلیل خان) ۱۸۸۔
حلیم خان، ٹیپو سلطان کا سہوی ۱۵۰۔
حمایت اللہ خان، حکیم ۱۸۸۔
حمایت ساگر ۹۳۔
حمایت علی خان۔ نواب میر (والاشان اعظم جاہ ولی عہد بہادر طال عمرہ) ۹۳۔
حمید اللہ خان، دیوان سرکار ۱۲۔
حیدر (حیدر علی خان۔ حیدر ایک) ۴۹، کی واقفیت ۵ کے مقابلہ میں ۵۲، کا خط ۵۳، کا رسالہ ۶۰، کا حملہ رسد پر ۶۱، کی ضیافت ۹۶، ۹۷، کا ساتھ ۳۷، عاصب ۸۰، کے تصرف میں ۸۱، کو تدارک ۸۲۔

حیدرآباد (مرحدہ میاد) کا رُخ ۶، پہنچیں ۱۷،
کو روانگی ۱۸، کے ارادے سے ۲۵، ۲۷، کو واپسی
۳۱، کو روانگی ۳۲، ۳۶، واپسی ۳۸، میں فرانسیسی
فوج ۴۱، کو روانہ ۴۳، پر قابض ۵۷، کو واپسی
۸۳، کو ۸۸، بابۂ تخت ۸۹، سے نکلنا ۹۶، میں شیشہ
صرافی ۱۲۵، میں انگریزی سفیر ۱۲۶، سے نکل گیا
۱۲۷، کے شمال مشرقی سمت میں خیمہ گاہ ۱۲۸،
سے روانگی ۱۲۸، کو واپسی ۱۲۹، میں داخل ہونا
۱۴۰، سے نکل کر ۱۴۳، میں ٹیپو کا سکہ ۱۴۴، کو واپسی
۱۴۶، میں داخل ۱۲۷، میں انگریزی سفیر ۱۲۷،
سے کوچ ۱۴۸، کو واپسی ۱۴۸، ۱۴۹، میں سفیر
انگریزی ۱۵۳، میں آمد ۱۵۶، کی سفارت
۱۵۸، سے روانگی ۱۶۰، میں سفیر ۱۶۱، آنے کے
بعد ۱۶۲، کو واپسی ۱۷۳، سے کوچ ۱۷۵، پہنچنا
۱۸۲، میں ۱۸۴، فوج کا پہنچنا ۱۸۷، لوٹنا ۱۹۸،
کو ارسطوجاہ کی واپسی ۲۰۰، میں رزیڈنٹ ۲۰۲،
۲۰۶، فوج کا آنا ۲۰۹، میں سفیر کی آمد و رفت
۲۱۱، کے دربار میں ۲۱۲، کی فوج کی تفصیل ۲۱۵،
فٹ نوٹ۔

حیدر جنگ (اسد الدولہ عبد الرحمٰن) کے قتل کے بعد ۱۸۔

حیدر علی بیگ تعدار ۱۵۶۔

حیدر علی خان سے صلح ۳۴، ۳۵، کی طرف توجہ
۳۹ کو خطاب و خدمت ۳۹، کی ہمسایہ ۴۰،
کی روز افزوں طاقت ۴۰، ۴۳، کا اسیصال
۴۴، سے شرکت ۴۵، ۴۷، سے اتحاد ۴۸،
کی طلبی ۴۹، سے اتحاد پر اصرار، کا لڑکا ۵۳، کا
اختیار ۵۴، کی پریشانی ۵۵، کو یقین ۵۶،
کی روانگی ۵۷، کا ویری پٹن کے آگے ۵۸،
کو علطی کا احساس ۶۰، کی افواج ۶۲، کی فوج
دو حصوں پر ۶۳، کی طاقت کی تقسیم ۶۴، نظام
سے علیحدہ ۶۵، کا اطراف بھرنا ۶۶، کی ضیافت
۶۶، کو تخت پر ۶۷، کی ندر ۶۸، خود مقابلہ
کریں ۶۸، کی ترتیب فوج ۶۹، وانم باڑی میں
۷۰، اتی قیام گاہ سے ۷۱، کی فرودگاہ ۷۲،
سے علیحدہ ۷۳، کا حملہ ۷۴، سے متفق ۷۷،
کی ہمہم ۸۴، سے ریشہ دوانی ۹۴، کی طرف سے
اندیشہ ۱۲۶، کے اغوا کرنے کا گمان ۱۲۷،
کی مصالحت ۱۴۱، کا انتقال ۱۴۱، کا جھوٹ بیٹھنا
۱۴۴، کے زمانہ سے ۱۷۱۔

حیدری محل واقع گوشتہ محل ۹۳۔

حیدر نایک (حیدر علی خان) ۴۴۔

حیدر نواز جنگ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳۔

حیدر یار خان (امیر الملک میر الدولہ شیر جنگ)
کے پاس موسیٰ خان ۱۱، کا انتخاب ۲۹۔

خ

خاندیس، میں مرہٹہ سردار ۱۴۱۔

خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ۹۰۔

خزانۂ عامرہ کی تعریف ۲ فٹ نوٹ، کا حوالہ
خواجہ بندہ نواز رح کی زیارت ۳۶،
۱۰۳۔

د

دادمحل ۹۰۔
دارالشفاء ۹۱۔
داؤدخان، جنگ مادامی میں ۱۲۸۔
داورجنگ ۱۱۳۔
درگاہ قلی خان (حامد دوراں مؤتمن الملک لارڈ لیک) کا انتظام ۱۲، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲، کا باغ ۱۰۴۔
دکن صوبہ ۲۹، سے ماہر ۴۰، کی قوتس ۴۲، کے تحت ۵۴، کے رؤسا ۱۷۶، میں آمد ۱۷۷، ۱۸۲۔
دلاورجنگ (دلگی) مقابلہ ر ۱۳۲، کی آشناری ۱۳۳، کامورچہ میں قیام ۱۳۳، فرانسیسی فوج کا سردار ۱۳۴، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔
دلاورجنگ (احترام الدولہ کیٹیں خاں کناوے) کی معرفت ۱۶۳، ۱۶۵۔
دمّاجی گیکواڑ ۶، کے خدمات ۸۴۔
دولت آباد کا قلعہ ۴، کے قلعہ کی حوالگی ۱۸۲۔
دولت رام، متصدی ۱۲۳۔
دولت راؤسندھیہ فرزند جہاد یوجی سندھیہ ۱۷۷، کی فوج ۱۷۸، سے مراسلت ۱۹۰، سبروتسکار میں ۱۹۲، کی فوج کا انکار ۱۹۳، ۱۹۵، عاشق ۱۹۵ فٹ نوٹ، ۱۹۶، کے حوالے ۱۹۷، سے ایک علیحدہ عہدنامہ ۱۹۹۔
دولت رائے محاصرہ ر ۱۲۴
دہلی کے شہنشاہ کا فرمان ۴، دروازہ ۹۱۔
دھارواڑ پر قبضہ ۱۴۸۔
دھنوارہ، میں تکمیل عہدنامہ ۱۴۶۔
دھونی گڈھ، ۶۸۔
دھول پیٹھ ۹۱۔
دھوداپ، کا میدان ۸۴۔
دی نظام ۳۔

ڈ

ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی، ۶۷ فٹ نوٹ۔
ڈف (ملاحظہ ہو گرانٹ ڈف)
ڈھونڈو رام، سے درخواست صلح ۹۸، ملاقات کے لئے ۹۹۔

ذ

ذکا۔ اولاد محمد خان ۷۔
ذوالفقار الدولہ (نہایت جنگ، اراجاہ) کی گرفتاری ۱۰۴۔
ذوالفقار جنگ (برادر حیدر جنگ) ۱۸۔

ر

رابرٹ ویلیز فٹز جیرالڈ کپتان ۴۷۔
رابرٹس جارج۔ کرنل، کے تحت فوج ۲۰۹، ۲۱۵ فٹ نوٹ۔
رابرٹس میجر کے تحت فوج ۱۸۷۔
راجمندری، ۱۲۳، کی ۱۸۰ کوچ ۳۱، ہنچکر ۳۱، کا صوبہ دار ۳۲، قبضہ ۴۱، ۷۶، ۷۷، ۱۸۳۔

راجا دیسکھ، تعہد داریہ کارات ۱۵۲۔
راجہ باگسوار، کا جلہ ۱۲۴۔
راجہ پدم سنگھ، طلایہ داری پر ۱۲۵۔
راجہ جگدیو، پیشکار دیوان ۳۸۔
راجہ سندھیہ، کی ریشہ دوانی ۱۷۵، کا آغاز ۱۹۳،
کو اطلاع ۱۹۳، ہم خیال ۱۹۶۔
راجہ مہندر، طلایہ داری پر ۱۳۵۔
راجہ ہولکر، کا شریک ہونا ۱۵۰۔
راگھو (رگھناتھ راؤ) کا تقرر حاشیہ ۹۸۔
رامچندر۔ راجہ، ۷۵، کے زیر تصرف ۵۰۔
راؤ رنبھا نمبالکر ۶۸، ۷۹، ۹۸، کا تندوست
۱۱۷، ۱۹۴۔
رایاجی پٹیل (ملاحظہ ہو سکارام گھاٹکے) کے ذریعے
۱۹۵، کی تعیناتی ۱۹۶۔
رائے بھارامل، ۱۵۰، جاگیردار رورور کی ماتحتی
پر ۱۵۲۔
رایچور، کو روانگی ۱۹۴۔
رائے رایاں (راجہ شامراج) ۱۱۔
رتن چند (راجہ کالکا داس) پیشکار دیوان ۸۶،
کے مطالبات ۸۷، کا بیٹا۔
رحیم قلی بیگ، ابراہیم بیگ دھولسہ کی بھانجی
کا شوہر ۱۳۰۔
رستم راؤ باندھرہ، کی ماموری مہم پر ۱۴۱، جنگ مادجی
میں ۱۴۸۔
رفعت الدولہ، ۱۳۵، طلایہ داری پر ۱۳۵۔
رفعت الملک، جنگ مادانی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔
رکن الدولہ (موسیٰ خاں احتشام جنگ) بھگدڑ
میں ۱، کی حالت ۱۱، مایک حامہ و دستار
۱۱، کا ذکر ۱۲، کو خدمت و خطاب ۱۶، کی مدارالمہامی
۱۷، انتظام کے مالی ۳۲، دیوان ہو کر ۳۳،
کے توسل سے ۳۵، کے پیشکار کا قتل ۳۶، کے
اماسے قتل ۳۷، توسل ۴۳، کا زور ۴۴،
کی خجالت ۴۵، ۴۷، ۴۸، کا مشورہ ۵۰،
کی اتحاد پر عدم آمادگی ۵۱، ۵۲، حیدر کے کیمپ
میں ۵۳، تحفے تحائف کے ساتھ ۵۴، ٹیپو سلطان
کے ہمراہ ۵۶، مشورے میں ۵۷، جنگ میں ۶۰،
کا فرار ہونا ۶۱، کے مشورے پر ۶۳، تقسیم فوج
کے باعث ۶۴، کی بے تدبیری ۶۵، کے توسط سے
۶۷، حیدر کے پاس ۶۸، میسرہ پر ۶۹، کی طلبی
۷۰، حیدر سے دور ۷۱، کا انگریزوں سے اتفاق
۵۲، کی طرف فیر ۷۳، کے سالے ۷۴، کی فہمائش
۷۵، کی تکمیل صلح ۷۶، کی حاضری ۸۲، مادھوراؤ
کے پاس ۸۵، مادھوراؤ کے نمایندہ ۸۶،
کی واپسی ۸۷، کا طرز عمل ۸۸، فٹ نوٹ، کے بھائی
۸۹، کی عرض ۸۹، تماشے ۹۳، کے ہاتھی ۹۴،
کی جیسہ روانگی ۹۴، ربعار پر ۹۷، سے ملنے کی
خواہش ۹۸، ۹۹، ایلچی صلح ۱۰۱، کو قتل ۱۰۶،
دیوان خانہ ۱۰۷، ڈیرے میں ۱۰۸، کے پاس
۱۰۹، کا مجبور کر دینا ۱۱۰، سے فرمائش ۱۱۱، کے
قتل کا حکم ۱۱۲، کا طرز عمل ۱۱۳، کا عندیہ ۱۱۴،

کا مصوبہ ۱۱۵، کا اترنا ۱۱۶، کو یالکی میں بیجاپور ۱۱۶
کی وفات کا اعلان ۱۱۹، کے قتل کے بعد ۱۲۱،
۱۲۲، کی طرفداری جماعت ۱۲۳۔
رگھوجی بھونسلہ، متبنی کی قایم مقامی ۹۵، ۱۸۰،
کو روپیہ ۱۸۲، کے اقرار نامہ کی تعمیل ۱۹۷۔
رحمت خان، فوجدار ۲۴، کے ہمراہ ۲۷۔
رودرور، رقیصہ ۱۵۲۔
روشن بنگلہ، ۲۳۳۔
روشن رائے کے تحت سپاہ ۲۱۵۔
ریڈ۔ انڈرو کیپٹن، امدادی فوج کی کمان پر ۱۶۸۔
ریموں (ملاحظہ ہو موسیٰ ریموں) کی فوج کا حملہ ۱۷۹۔

ز

زبردست خان، ۱۰۳۔
زور آور جنگ، نمک پر ۱۳۳۔

س

ساباجی بھونسلہ، خارجی کا بھائی ۹۵ سے مقابلہ
۹۶، تباہی پر ۱۰۱، کی درخواست ۱۰۳، کی ملاقات
۱۰۴، کے خلاف ۱۰۴۔
ساتارگام ۱۹۔
ساکل، پرگنہ کی تجویز ۹۲۔
سالار جنگ (موتمن الملک خاندوراں درگاہ قلی خان)
کا انتظام ۱۳، کی صوبہ داری سے علیحدگی ۳۲،
کا بلاغ ۱۰۴۔
سالار جنگ (مختار الملک میر تراب علیخان) کی
بارہ دری ۹۱۔
سال بائی، کا صلح نامہ ۱۴۱، کے صلح نامہ کی تعمیل
۱۴۲، کا معاہدہ ۱۴۳۔
سالپی گھاٹ، میں فوج ۱۹۶۔
سبحان خان، ۱۹۴، کی ماموری ۱۹۷۔
سبز بنگلہ، ۲۳۳۔
ستارہ، کا راجہ ۵۔
سداشیو چمناجی بھاؤ، کا ماموں ۲۔
سداشیو رامچندر، فرزند رامچندر شیونی ۶۔
سداشیو راؤ بھاؤ، کا قیضہ ۱۸۲۔
سداشیو ریڈی، ۱۸۶۔
سدی ظفر الماس، قلعہ دار ۱۳۵، کو خطاب ۱۳۵۔
سدی عبداللہ خان، ۱۳۵، کی ماموری ۱۹۶۔
سدی یاقوت، کا مقابلہ ۱۳۶، زخمی ۱۳۸۔
سرا، کی صوبہ داری ۳۹، کی سرحد تک ۱۵۹۔
سراج الدولہ (محمد علی خان والاجاہ) کے پاس
رکن الدولہ ۳۷، کے فرستادہ ۷۴، کے تحایف
۸۲، کو خلعت ۸۳۔
سربلند جنگ، ۱۳۵۔
سرجان شور، کا انکار ۱۷۶۔
سردار الدولہ (سردار الملک سردار جنگ حسام الدین خان
گھانسی میاں) ۱۵۰۔
سردار الملک (سردار الدولہ سردار جنگ
حسام الدین خان گھانسی میاں) کو حکم ۱۸۷،
۱۹۴۔
سردار جنگ (سردار الملک سردار الدولہ حسام الدین خان

گھاتسی میاں، سنگھ سنگ کے عزیز ۱۳، خطاب ۱۳۲۔
سرکاران شمالی میں یگ ۱۸، کی سیت وماں ۹،
کمپنی کا قبضہ ۴۲، ٹاپ تیکش ۴۲، پر قبضہ ۷۵،
میں مرہٹہ ۸۰، کے تیکش کا فغایا ۱۲۶، نا
تیکش ۱۵۴، کی کمالت ۱۵۵، کا قبضہ ۱۸۳،
سرپرنگاپٹم (سرپرنگ پٹن) ۱۲۳۔
سرپرنگ پٹن (سرنگاپٹم) میں ملنے کا ارادہ ۵۲،
پر حملہ کا ارادہ ۱۵۰، ۱۵۱، سے واپسی ۱۵۸،
کی فتح ۱۶۲، تک ۱۶۹، کے مقابل ۱۷۰، ۔۔
واپسی ۱۷۳، کی طرف پیش قدمی ۲۱۰، میں کمپنی کا
وکیل ۲۱۴، کی طرف فوج بمبئی ۲۱۵، پر انگریزوں
کا قبضہ ۲۱۶
سراوار الدولہ، قلعدار ۱۵۲۔
سکارام گھاٹکے ۱۹۵، فٹ نوٹ، کی مامور ۱۹۶
سکندر جاہ، انگریزوں کمک پر ۱۶۹ کی واپسی
۱۷۳، کی تخت نشینی کی تائید ۲۰۶، کی حلد باری
۲۰۶، کے عقد میں ارسطو جاہ کی بیوی ۲۰۷، کو
تخت نشین نہ کرنے کا خیال ۲۰۸۔
سمپت راؤ، دیوان ۲، کا مشورہ ۲۱۵، مرتب کندہ
مسودہ ۲۲۔
سنبھلو لعل، ۱۱۔
سندھیہ خاندان میں ۱۴، کو علاقہ ۱۹۱، کی حمایت
میں ۱۹۳، کی پیادہ پلٹن ۱۹۴، کو جاگیرات ۱۹۴
کی فوج میں ملازم ۱۹۵ فٹ نوٹ، سے شادی
۱۹۶، کو احمد نگر کا قلعہ ۱۹۷، کو پرسرام کی جاگیر
۱۹۸، سے ۱۹۹۔
سنگارپیٹھ، ۵۸، کو روانگی ۶۵، سے نکل کر ۶۱۔
سنگدھ، ۷۔
سنگراج، کے تالاب کی شکارگاہ ۱۲۸۔
سوانح دکن، کا بیان ۲۳
سوائی خان، جنگ مادامی میں ۱۴۸۔
سوائی مادھوراؤ نرائن، ۱۶۳، کا انتقال ۱۹۔
سوبرسنگھ، سردار ۹۵۔
سونے دروپ، کی سند ۸۰
سہراب جنگ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک
معین الدولہ غلام سید خان) کی دلچسپی امور دیوانی
سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
سیدانپورم میں قیام ۱۹، ۲، نہ آنا ۲۱۔
سیدانیکہ، ۱۹۸۔
سید عظیم خان، کمک پر ۱۳۴، ۱۳۵، کی غرض ۱۳۶۔
سید مرتضیٰ، ولی محمد بختی کا بھانجا ۱۳۰۔
سید و میاں، ولی محمد بختی کا بھانجا، ۱۳۔
سیف الدولہ (محمد غوث خان) دیوان خانہ میں ۱۴۔
سیف جنگ، کمک پر ۱۳۳، ۱۸۶۔
سیکاکول، ۴۱، ۷۶، کے زمیندار ۷۷۔
سیلان، ۵۲۔
سیواجی، ۵ فٹ نوٹ
سیونی، ۴۔
سیونیری، میں نظر بند ۱۹، سے ۱۹۱، کو بھاگنا
۱۹۷، ۱۹۷ فٹ نوٹ۔

سی۔یو۔ایچی سن، کا مجموعہ عہد نامہ جات ۱۵۴، کے مجموعہ میں ایک عہد نامہ کا درج ہونا ۱۶۲۔

ش

شاہ مراج، راجہ، ۱۸۵، کی کوشش ۲۰۷، عہدہ دار کمپنی ۲۱۲۔
شاہ پڈھن، کا تالاب ۱۳۴۔
شاہ تجلی، مصنف تورک آصفیہ ۲۸ فٹ نوٹ، کا بیان ۶۷، ۶۸، اتحاد کے متعلق ۷۳، ۷۴، ۸۵، کا خواب ۹۸، صلح کی سعی میں ۱۰۲، کا بیان سرفرازیوں کی نسبت ۱۴۶۔
شاہ جہاں آباد، میں مقیم ۱۷۷۔
شاہ ڈونگر، کی پہاڑی ۱۴۹۔
شاہ عالم، ۷۹، کا فرمان ۸۱۔
شاہ فرانس، کا حملہ مصر پر ۲۱۰۔
شاہ میرزا (پسر تابت جنگ) تریک جنگ ۱۳۶۔
شاہ نور، پر حملہ کا ارادہ، ۱۵۰۔
شجاع الدولہ (بہادر دل خان) کے ہوتے ۱۰۱۔
شجاعت جنگ کا رسالہ ۱۳۴، ۱۳۵۔
شرف الدولہ (شرف الملک) برادر رکن الدولہ ۹۷، ۱۱۳، کا بیان ۱۱۵، فراہمی رسد میں ۱۱۶، کا آجانا ۱۱۸، کمک پر ۱۳۳۔
شرف الملک (شرف الدولہ) خطاب ۱۱۸، جنگ بادامی میں ۱۴۸، ۱۵۰۔
شفیق (بھیمی نارائن صاحب) مصنف مآثر آصفی ۱۰۔
شمس الدولہ (شمس الملک تیغ جنگ) خطاب ۱۲۲، کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸۔
شمس الملک (شمس الدولہ تیغ جنگ) کے اہتمام سے شکارگاہ ۱۲۸، حواصی میں ۱۳۶، امیر اول بایگاہ خاص ۱۴۰۔
شنکر اجی گھوڑپڑہ ۱۰۳۔
شنوار محل، ۸۴، پہنچنا ۹۶۔
شنوارپور، کا زمیندار ۲۷، کو روانگی ۳۶۔
شوکت جنگ (ولیم لرک بیاٹرک) رزیڈنٹ ۱۸۴۔
شہسوار جنگ (غلام نبی خان) کا باغ ۹۱، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔
شیر جنگ (نیر الملک نیر الدولہ حیدر یار خان) کے پاس موسیٰ خان ۱۱، ۱۲، کے پونہ میں قیام کی وجہ ۱۴، کی کوشش موسیٰ خاں کھیلنے ۱۴، ۱۵، کے پاس ۱۶، کی نسبت سہ، ظنی ۱۶، دیوان دکن ۱۶، کی صواب دید پر ۱۷، کا انتخاب ۲۹، کے ذریعہ پیشکش ۲۹، ۳۱، کا اثر ۳۲، کے مشورے پر ۳۳، کا ملازم ۳۷، کا حصہ قتل میں ۳۸۔

ص

صلابت جنگ (آصف الدولہ ظفر جنگ سید محمد خان) کے انزوا کے بعد ۱، کی مہر ۱۱، نے عہد میں دیوان دکن ۱۶، کی واپسی ۱۷، کی حیدرآباد روانگی ۱۸، کے دربار کا ایک امیر ۲۰، کو لیکر ۲۱، کا استقبال ۲۵، کی نظر بندی ۲۶، کا انحراف ۳۱، کے

ہلاک کا الزام ۵۵، کے عہد کی اخیر تک ۱۰، کا پلہ
کمزور ۸۸، کا عہد نامہ ۱۶۳۔
صلابت خان، فرزند اسمٰعیل خان پنی ۱۸۰۔
صمصام الدولہ (صمصام الملک میر عبدالحی خاں)
کا رقعہ ۱۱۵۔
صمصام الملک (صمصام الدولہ میر عبدالحی خاں)
ایلچی پر ۹۷۔

ض

ضابط جنگ (مبارز الملک ظفر الدولہ ابراہیم بیگ خاں
دھونسہ) ۸۸، کو خطاب ۸۹، کی مدد سے ۱۱۳،
۱۱۴، تعاقب میں ۱۱۵، متوسل ۱۱۶۔

ظ

ظفر الدولہ (احتشام جنگ مرج میرزا) ۱۴۰۔
ظفر الدولہ (مبارز الملک ضابط جنگ ابراہیم بیگ خاں
دھونسہ) ۲۷، خطاب ۸۹، کی ماموری مہم پر
۱۰۴، ۱۰۵، تعاقب میں ۱۱۵۔
ظفر الماس سدی، قلعدار ۱۳۵، کو خطاب
۱۳۵، کی اطاعت ۱۳۸۔

ع

عالیجاہ (مراد احمد خان) فرزند نظام علی خان ۹۳،
کا خروج ۱۸۵، کو جاگیر ۱۸۷۔
عبدالجلیل خان حکیم (حکیم الملک) ۱۸۸۔
عبدالخالق، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
عبدالقوی خان مفتی، کی امامت ۹۰۔
عثمان ساگر، ۹۳۔
عثمان علی خان۔ نواب میر خلد اللہ ملکہ ودولتہ
۹۲، کا فرمان ۹۳۔
عزیز خان، ملازم شیر جنگ ۳۰۔
عسکر جنگ، قلعدار ۱۴۶۔
عظیم خان محمد، کمک پر ۱۳۶۔
علیؓ ابن ابی طالب، خواب میں ۹۸۔
علی رضا خان۔ میر، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۹۳،
ایلچی ۱۵۸۔
عمدۃ الامرا (معین الملک) فرزند والاجاہ ۷۹۔
عمدہ بیگم (والدۂ نظام علی خان) ۱۰۶، فٹ نوٹ۔
عیسیٰ میاں (میراں یار جنگ) ۱۹۴۔

غ

غازی خان، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۹۳۔
غالب جنگ، ۱۸۶۔
غلام رسول خان، ۱۳۵۔
غلام سرور۔ سید، خطیب ۹۰۷۔
غلام سید خان (اعلم الامرا ارسطو جاہ شیر الملک
معین الدولہ سہراب جنگ) صوبہ دار ۳۲،
کی طرف سے بدظنی ۱۲۲، کی ماموری کا امکان
۱۲۳، وکیل مبارز الملک ۱۲۳، کی دلچسپی امور
دیوانی سے ۱۲۴، ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
غلام علی (آزاد بلگرامی) عہد کے بڑے مورخ ۳۰۔
غلام علی، کی تعیناتی ۱۳۴۔
غلام نبی خان (شہسوار جنگ) دیوانخانہ میں ۱۰۷۔
غنی محل، ۲۳۳۔

غنی یار خان، داروغہ عمارات ۲۳۳۔
غوث خان۔ محمد (سیف الدولہ) دیوان خانہ میں ۱۰۔

ف

فتح خان، ۹۷، ۹۸ - ۱۱۴
فتح دروازہ، کے باہر ۸۶، سے ۹۰۔
فتح میدان (واقع حیدرآباد) میں قیام ۱۳۳، سے کوچ ۱۳۴۔
فٹز جیرالڈ (کپتان جیمس) ۴۷
فٹز جیرالڈ (کپتان رابرٹ ویلیئر) ۴۷۔
فٹز جیرالڈ (میجر تامس) ۴۷، نظام کے پاس ۷۵۔
فرانس، کے شاہ ۲۰۱، میں ایلچی کا پہنچنا ۲۰۲، ۲۰۳۔
فرخ میرزا خان (ظفر الدولہ احتشام جنگ) فرزند مبارز الملک ۱۲۸۔
فرخندہ بنیاد (حیدرآباد) کا سکہ ۱۲۴۔
فرشتہ (محمد قاسم) مورخ ۲۸ فٹ نوٹ۔
فرید الدین خان (موید جنگ) سفیر ۱۵۴، ۱۵۸۔
فرید مرزا، ابراہیم بیگ خان دھوتسہ کا بھانجا ۱۳۔
فریدوں جاہ، کے ذریعے ۱۰۹، کا حصہ ۲۰۷۔
فورڈ۔ کرنل، کی معرفت ۱۶۳۔
فیضو گارڈی، قاتل رکن الدولہ ۱۱۳، ۱۱۹۔
فیوضات سبحانی مصنفہ فریدوں جاہ ۶ فٹ نوٹ۔

ق

قطب الدولہ (حسن علی خان) صوبہ دار ۳۱۔
قطب الدین خان، ایلچی ۱۵۸، کا انحراف ۱۶
قمر الدین خان، کا طرز عمل ۲۱۴، کی نمک حرامی ۲۱۵، کا حصہ انگریزوں کی طرفداری میں ۲۱۸، کو جاگیر ۲۲۱۔

ک

کابل، ۲۰۳۔
کاٹھی پورتا، ۳۵، ۳۶۔
کارنجہ، کی سڑک ۸۵۔
کاسبی۔ کپتان، ۶۰، ۶۲۔
کاغذی گوڑہ، ۹۱۔
کاکن گیری، ۹۷۔
کالستری، ۲۰۷۔
کالی بیگم، نظام علی خان کی بہن ۱۱۰۔
کالی کوٹ، کو روانگی ۲۱۵۔
کانچند، فرزند راجہ رتن چند ۸۷۔
کانڈلی، میں قیام ۱۳۴۔
کانکن، کی پہاڑیاں ۷، جانے کی ہدایت ۱۹۲، چلا جانا ۱۹۴۔
کاویری، کے پار ۱۷۰۔
کاویری پٹن، ۵۸، میں اقامت ۶۶، کا شاہی زار
کپتان ریڈ (ملاحظہ ہو ریڈ کیپٹن اینڈرو)
کپتان کاسبی، ۶۰، ۶۲۔
کپتان ملکم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
کپتان مور، کے تحت فوج ۲۰۔
کپتان میاکین، کی اطاعت پذیری ۵۸۔

کُپّل، کی فتح ۱۵۰، پر حملہ ۱۶۷۔
کدری کوٹہ، ۲۸۔
کڈپہ، کو روانگی ۲۱، ۷۳، ۱۶۸، ۱۷۳۔
کرشنا، کا عبور ۳۲، پہنچنا ۴۳، یار ۷۸، کا عبور ۱۴۹، کی سمت کوچ ۱۶۰، کے قریب ۱۶۷، کے کنارے فوج ۲۰۲۔
کرک پیاٹرک۔ جے۔ لے، کا موسومہ خط ۲۰۵، کی اطلاع دہی ۲۰۷، کو خط ۲۱۲، کو اطلاع ۲۱۳، کے ذریعے اطلاع ۲۱۹، سے استیداد ۲۲۳۔
کرک پیاٹرک، لفٹنٹ کرنل ولیم، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندۂ ریاست ۲۱۹، کو ویلزلی کی تحریر ۲۲۱۔
کرناٹک، کی قیادت ۱۹، کے نواب ۲۰ فٹ نوٹ، میں بسالت جنگ ۲۱، ۲۲، کے نواب ۲۹، پر حملہ ۳۰، کے زمیندار ۳۲، کے نواب ۴۰، کی دکن سے علیحدگی ۴۰، پر حملہ کی تیاری ۴۱، پر حملہ ۴۳، ۴۹، کے نواب ۵۰، ۵۱، ۵۲، کے حقوق ۵۳، پر حکمران ۵۴، کو عصب ۵۶، میں متحدہ افواج ۶۲، کا استقام ۶۸، کے نواب ۷۳، پر حملہ ۷۸، پایاں گھاٹ ۷۹، کی سند ۸۰، پر قابض ۸۱، بالا گھاٹ ۸۱، بالا گھاٹ پر قابض ۸۲، کو روانگی ۱۰۱، کے والی کے علاقے ۱۴۱۔
کرناٹک گڈھ ۶۸۔
کرنگانور، کے قلعہ پر قبضہ ۱۶۷۔
کرنل فورڈ (ملاحظہ ہو فورڈ کرنل)
کرنول، کا وجدار ۲۴، ۲۶، کے قلعہ میں ۲۷۔
کریم داد خان کی تعیناتی ۱۳۴۔
کریم صاحب مشایخ ۴۴، ۴۵۔
کرٹمیال، ۱۳۵۔
کشٹاپور، کے گھاٹ سے ۱۳۳، کا فاصلہ ۱۳۴
کشنا گری، ۵۲، کے پہاڑوں میں ۵۷۔
کشن راؤ بلال، ملاقات کے لئے ۹۹، ۱۴۶، وکیل صلح ۱۸۲۔
کلپاک، ۵۹، پر متحدین ۶۳۔
کلکتہ، کو واپسی ۱۲۸، کو سفیر آصفیہ ۱۵۳، ۱۵۴، سے واپسی ۱۵۶، پہنچنا ۲۰۲۔
کلیانی، کی طرف ۸۸۔
کلیو۔ جنرل، کی معرفت ۱۶۳۔
کناوے۔ کپتان جان، سفیر انگریزی ۱۵۳، کی سفارت ۱۵۴، کی موجودگی ۱۶۱، کی معرفت ۱۶۳۔
کنجیورم، میں قیام ۲۰۔
کنڈہ پلی (مصطفےٰ نگر) ۷۶، انگریزی قبضہ میں ۱۷۷، ۱۸۷۔
کنکاپور، کا صلح نامہ ۸۵۔
کنکیڈ، مورخ ۸۵، خلاف واقعہ ۹۹۔
کنور بجے سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کنور جودھ سنگھ، کی شرکت ۱۳۵، طلایہ داری ۱۳۵، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کنور نرندر سنگھ، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔
کوٹگیر، پہنچ کر ۱۳۲۔

کوچلین، ۱۶۷، فٹ نوٹ۔
کوڑتلہ، سے کوچ ۱۳۵۔
کورگ، کی طرف انعطاف توجہ ۲۱۵۔
کورنوالس۔ارل، کا خط ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹،
کا نوپ بھیجنا ۱۶۸، کلکتہ سے ۱۶۸ فٹ نوٹ،
کا خط ۱۸۳، کو شبہ ۱۸۵۔
کورومنڈل، ۸۱، کے سواحل ۲۴۔
کوڑیال بندر، کا مطالبہ ۲۱۴۔
کوک۔کپتان ولیم، ۶۰۔
کوکا کی ٹٹی، ۹۱۔
کولاپور، سے مراسلت ۹، سے نکل کر ۱۹۵ فٹ نوٹ۔
کولار، کی قلعداری ۸۰۔
کولاس، کا سفر ۱۲۸، کے گھاٹ کا عبور ۱۲۸،
سے نکل کر ۱۲۹، میں طلبی ۱۳۲۔
کول کنڈہ، پر قبضہ ۱۴۸۔
گولی۔کپتان ولیم، ۶۰، ۶۲۔
کوندویر، ۷۹۔
کوہل کنڈہ، کے قلعہ کا محاصرہ ۳۹۔
کویمبٹور، سے برخواست ۱۶۱۔
کھارے، کا بیان ۱۹۸۔
کھڑک سنگھ، سردار۔
کھڑلہ، کی جنگ ۱۷۴، کے قلعہ میں ۱۷۸، سے
پیش قدمی ۱۷۹، کو واپسی ۱۸۰، میں متحصن
۱۸۱، کی جنگ میں عدم اعانت ۱۸۳، کی
جنگ میں شکست ۱۸۴، ۱۸۶، کی جنگ میں
گیا ہوا علاقہ ۱۸۹ کے صلح کی بموجب ادائی
رقم کا مطالبہ ۱۹۳، کی جنگ میں دیا ہوا ملک
۱۹۵، کے صلح نامہ کی رو سے ۱۹۸۔
کھمم، ۷۵، کو واپسی ۷۷، مایب کے سپرد ۷۸،
میں اضافۂ فوج ۱۸۵۔
کیپ آف گڈ ھوپ، ۲۰۴۔
کیلاڈ۔برگیڈیر جنرل، ۴ کو حکم ۴۱۔
کیلاس گڈھ، ۶۸۔
کیمبل۔کرنل چارلس، ۳۰۔

گ

گنتی، کی تفویض کا اقرار ۱۵۹، پہنچ کر انحراف ۱۶۰۔
گجندر گڈھ، پر قبضہ ۱۴۸۔
گرانٹ ڈف، کا بیان ۲، ۳، ۷، ۱۳، ۲۵،
۳۴، ۱۷۵، ۱۷۸۔
گردھاری لال احقر، کی تاریخ ۱۲۔
گرگنٹہ، کا زمیندار ۸۸۔
گرنپات، گھاٹ ۷۳۔
گریٹ برٹن، ۱۶۳۔
گلاب سنگھ، کی ماؤلی ۹۱۔
گلبرگہ، کو روانگی ۳۶، ۳۷، ۸۸، ۱۰۳۔
گلزار آصفیہ، کا واقعہ ۱۰۸، ۱۰۹، کی وجہ ۱۱۱،
۱۱۲، کی غیر تحقیقی نقل ۱۱۳، کے واقعات ۱۱۵،
۱۱۷، ۱۸۱، مرض کی نسبت ۱۸۸، گدی نشینی کی
نسبت ۱۹۰، ۱۹۱، میں تفصیل گرفتاری ۱۹۷،
گلزار محل (واقع منزل) میں قید ۱۳۰۔

گلشن آباد (مرحلی) میں حملہ ۲۱۵۔
گنتور (مرتضیٰ نگر) ۷۶، پر حملہ کا اندیشہ ۱۲۶، کی عدم سپردگی ۱۴۷، کا مطالبہ ۱۵۳، کی عدم تفویض ۱۵۴۔
گنگا دھر الیشونت، کی خدمات ۸۴۔
گنگا راؤ، زمیندار رمل ۸۹۔
گنگرتی، کا علاقہ ۱۸۲۔
گوپال راؤ پیٹ وردھن کی تنبیہ ۵، کو اکسانا ۶، قلعدار رح ۱۳۔
گوپال سنگھ قندھار والا ۹۰، ۹۸۔
گوپیکا بائی، والدۂ مادھو راؤ ۱۔
گوداوری، کے کنارے ۸، ۲۶، کا عبور ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، کے کنارے ۱۳۶۔
گورم کنڈہ، کا محاصرہ ۱۶۸۔
گورونا، کا مٹیا جراج ۱۲۸۔
گوڑ دھندا اس، کا باغ ۱۲۸، کے باغ میں قیام ۱۹۰۔
گوشہ محل، میں نئی باغ ۹۳۔
گولکنڈہ، کے قلعہ میں ۲۷، کے قرب ۱۰۶، ۱۰۷ فٹ نوٹ، کی تعلقداری ۱۱۴، میں توپ ۱۳۹، میں نیا مکان ۱۵۶۔
گولی گوڑہ ۹۱۔
گومانجی نایک ۹۰۔
گوبیند راؤ، زخمی ۱۰۵۔
گوبیند راؤ بھگونت ۱۴۶۔
گوبیند راؤ پنگلے، وکیل ۱۷۴۔
گوبیند راؤ کالے وکیل ۱۷۴۔
گوبیند کشن، بسرکش راؤ ۱۴۶۔
گھاٹکے (سکارام گھاٹکے) رصامند کرلینا ۱۹۶۔
گھانسی بازار، ۹۱۔
گھانسی رام کوتوال، کا میدان ۹۳۔
گھانسی میاں (سردار الملک سردار الدولہ سردار جنگ حسام الدین خان) تیغ جنگ کے عزیز ۱۳۶، کا حملہ ۱۳۳، کی فتح ۱۳۲، کو خطاب ۱۳۳، کی کمک ۱۳۴، استقبال میں ۱۳۵، کو حکم ۱۹۴، ۱۹۷۔
گھٹ کیسر، کی سند ۸۰۔

ل

لارڈ مارنگٹن، گورنر جنرل ۲۰۲، ۲۰۳ فٹ نوٹ کا حکم فوج کو ۲۱۰۔
لارڈ ولنگٹن (کرنل آرتھر ویلزلی) ۲۱۹ فٹ نوٹ۔
لال خان بلوچی، حملہ آور ۱۷۹، ۱۸۰۔
لالی۔ موسیٰ، کی طرف سے مامور ی ۱۲۷۔
لچھمن راؤ کھنڈا کلہ، ۱۲۔
لچھمی پنڈت وکیل، کے استصواب سے ۱۳۔
لچھمی نارائن شفیق، مصنف مآثر آصفی ۱۰، ۱۲، کی بیان کردہ وجہ ۱۱۳، کا خیال ۱۱۸۔
لشکر خان (رکن الدولہ) کا بارگیر ۲ فٹ نوٹ۔
لفٹنٹ کرنل ولسن (ملاحظہ ہو ولسن لفٹنٹ کرنل)
لودھی خان، جنگ بادامی میں ۱۴۸۔

م

مآثر آصفی، کا بیان ۹، ۱۵، ۲۵، ۳۷، میں

صفوف جنگ ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، کے بیان کے
مطابق ۱۱۷، کا مصنف ۱۱۸۔
مادھوراؤ پیشوا، سے صلح ۱، کے طرفدار ۲،
کی دور اندیشی ۳، کی شکست ۴، کے خلاف
۶، کا حملہ ۹، کی ملامت ۱۳، کی ناراضی ۳۴،
کے عہد و پیماں کا معاملہ ۳۵، کو خلعت ۳۶،
کا اثر ۴۵، ۴۷، کی جم ۸۴، کے پاس ۸۵،
کے مفید شرائط ۸۶، کی علالت ۹۴، مرض
الموت میں ۹۵۔
مارکوئس ویلزلی (لارڈ مارنگٹن) گورنر جنرل
۲۰۲، کے خط میں مشکلات کا اظہار ۲۰۹، کی
تحریر ۲۰۷، ۲۱۱۔
ماگیری، پہ ملاقات ۱۷۰۔
مالٹ۔ مسٹر، کی معرفت ۱۶۴، ۱۶۵، سفیر
پونہ ۱۷۹۔
ماماٹیرن، ۱۳۹۔
مانجرا، دریا کے کنارے ۱۲۸، ۱۷۷۔
مبارز الملک (ظفر الدولہ ضابط جنگ ابراہیم خاں
دھونسہ) متوش ۱۱۶، کے وکیل ۱۲۱، کے
خیالات ۱۲۲، کی تحریک ۱۲۳، کے وکیل
۱۲۳، کا مرض ۱۲۸، کا انتقال ۱۲۸،
کے انتقال پر ۱۳۰، کے خیر خواہوں کی حمایت
۱۳۱۔
مٹ پلی، ۱۳۵۔
مچھلی بندر (مچھلی پٹن) سے واپسی ۱۷، کو
روانگی ۱۸، کا ناجر ۱۰۹۔
محبوب گنج (واقع حیدر آباد) ۹۱۔
محبوب علی خان (آصف جاہ سادس) ۹۲۔
محفوظ خان، فرزند انور الدین خان ۲۰، کی
تجاویز ۵۰، کا بھیجا جانا ۵۲، کی لڑکی سے
نسبت ۵۳، کی طرف سے ۵۴۔
محکم سنگھ، پیشکار دیوان ۳۳، کا قتل ۳۶، ۳۷۔
محمد حسین خان، ۱۳۵۔
محمد سلیمان، ۱۳۵۔
محمد عادل شاہ، ۲۸ فٹ نوٹ۔
محمد علی خان (والا جاہ سراج الدولہ) نواب
کرناٹک ۲۰ فٹ نوٹ، ۲۹، کا سپتکش ۳۱،
کی تنبیہ کے لئے ۴۹، کے متعلقہ مقامات ۵۰
کو خطوط ۵۱، کی تحریک پر ۵۲، کی تسخیر کے لئے
۵۴، سازشوں سے ۵۶، کی فوج ۶۳،
کے پاس رکن الدولہ ۷۳، رکن الدولہ کے
سالے ۷۴، کے خلاف ۷۷، کے مخالف ۸۲،
کو خلعت ۸۳، کے علاقے ۱۴۱۔
محمد علی کمندان کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳،
سردار قلب میں ۶۹۔
محمد غیاث، ٹیپو سلطان کا ایلچی ۱۵۸۔
محمد مقیم تقیمی، ۲۸ فٹ نوٹ۔
محمد نگر (گولکنڈہ) کا قلعہ ۸۷، میں محبوس ۸۸، ۹۰،
کے قلعہ میں محبوس ۱۲۷، کے قلعہ کے پاس ۱۲۸،
کے قلعہ میں قید ۱۵۲۔

محمد یوسف، سردار ۹۵۔
محی الدین صاحب، کے ہاتھی کی جنگ ۹۴۔
محی الدین صاحب ابن کریم صاحب ۴۴، ۴۵۔
مخدوم صاحب، حیدر علی خان کا سالا ۵۴، کے ساتھ ٹیپو سلطان ۶۳۔
مدراس گورنمنٹ ۲۰، کو روانگی ۲۹، کو سفیر ۲۹، کے رسالے ۳۰، کی مالی حالت ۴۱، سے آمد و رفت کا رستہ ۵، گورنمنٹ ۵۱، کونسل ۵۲، کے گورنر کے نام مراسلت ۵۶، سے جواب، کو ٹیپو سلطان کی روانگی ۶۴، پر حملہ ۶۶، آتا ۷۴، کو رکن الدولہ کا جانا ۷۵، کے گورنر کے تحایف ۸۲، ۸۳، گورنمنٹ ۱۲۵، اور کلکتہ میں اختلاف ۱۲۸، سے مدد ۱۶۷، کی افواج ۱۲۸ فٹ فوٹ، کی فوج ۲۰۴ کی فوج کو حکم ۲۱۰، کی فوج ۲۰۴، کی فوج کو حکم ۲۱، کی فوج کی پیش قدمی ۲۱۴۔
مدھوجی بھونسلہ (مودھاجی بھونسلہ) جانوجی کا سائی ۹۰، کا طرفدار ۹۶۔
مدینہ صاحب، سفیر ٹیپو سلطان ۲۱۱۔
مراد خان، محمد، اورنگ آبادی ۲، مادھو راؤ کے ڈیرے میں ۳، پر رشک ۵، کا ایما ۹، ۱۱، سے اتفاق کر کے ۱۲، کو متفق ۱۴، ۱۵، کو قید ۲۷۔
مرار واس (راجہ جگدیو) پیشکار دیوان ۳۸۔
مرتضیٰ نگر (گنتور) ۴۱، ۷۶۔
مرج، کی طرف پیش قدمی ۵، کا قلعدار ۱۳۔
مرکی بازار ۹۱۔
مڑولی (گلشن آباد) میں حملہ ۲۱۵۔
مستعد پورہ، ۹۱۔
مستقیم الدولہ کا استبداد ۲۲۳، وکیل ۲۲۳ فٹ نوٹ۔
مسلم جنگ، کابل ۹۱۔
مسیح الدولہ (حکیم محمد باقر خان) ۱۲۸۔
مشیر الملک (اعظم الامرا ارسطو جاہ معین الدولہ سہراب جنگ غلام سید خان) ۱۳۸، کو حکم ۱۳۹۔
مصری خان، حارس قلعہ ۱۰۵۔
مصطفےٰ بیگ ۱۳۵۔
مصطفےٰ نگر (کنڈہ پلی) ۴۱، ۷۶، انگریزی قبضہ میں ۷۷، ۱۸۳، ۱۸۷۔
معز الدین، فرزند ٹیپو سلطان ۱۷۱۔
معین الدولہ (اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک سہراب جنگ غلام سید خان) صوبہ دار ۳۲، کو حکم ۱۳۹۔
معین الملک (عمدۃ الامرا) فرزند والاجاہ ۷۹۔
مغل علی خان (ہمایوں جاہ ناصر الملک معتضد جنگ) کو ورغلانا ۸۸، ٹیپو سلطان کے مقابلے پر ۱۴۹۔
مغل میرزا، ابراہیم بیگ دھوتسہ کا بھانجا ۱۳۰۔

مقیمی، محمد مقیم، ۲۸ فٹ نوٹ۔
مکارم خان، کمک پر ۱۳۶۔
مل جمیس، مورخ ۳۹، ۴۱۔
ملکم، مسٹر، رزیڈنٹ کا مددگار ۲۰۹، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
ملہار راؤ ہولکر، ۶، کے دیوان ۸۴۔
ملیبار، ۸۱، کے سواحل ۲۰۴۔
ممتاز الامرا (امتیاز الدولہ) کی صلاح ۱۸۶، کے ذریعہ ریشہ دوانی ۲۱۱، غیر طرفدار کمپنی ۲۱۲۔
منّاجی پھڑکے، برطرف شدہ فوج کے ساتھ ۱۹۶۔
منا گی پنڈت، وکیل حیدر علی خان ۵۶۔
منرو، مسٹر، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
منسا رام فانی، شفیق کے والد، ۱۔
منگامری میجر ہیو، ۱۶۷، کمان سے علحدہ ۱۹۸۔
منگلور، کا محاصرہ ۱۴۲، کی بندرگاہ ۲۰۲، کا مطالبہ ۲۱۴۔
منور خان، ۶۸۔
منیر الدولہ (منیر الملک شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
منیر الملک (منیر الدولہ شیر جنگ حیدر یار خان) کا انتخاب ۲۹۔
موتی تالاب (واقع سرینگ پٹن) ۱۷۰۔
موتی محل (واقع قلعہ گولکنڈہ) ۱۵۶ فٹ نوٹ۔
موٹا پلی بندرگاہ، سے درآمد ۱۲۶۔
مودھاجی بھونسلہ (مدھوجی بھونسلہ) کا کارپرداز ۱۰۳، ولایت کے لئے ۱۰۴، جنگ میں ۱۰۵، کی ہم کے بعد ۱۱۳، کے تعاقب میں ۱۱۵۔
موریکپتان، کے تحت فوج ۲۰۔
مورایہ، پھڑنویس ۶
موسیٰ، ندی میں طغیانی ۹۰، پر بند کی تجویز ۹۲، کے کنارے ۱۲۸۔
موسیٰ یوسی، کی بانڈیچری کو روانگی ۱۸، کا انتظار ۱۹، کا نہ آنا ۲۱، سے قرض کی خواہش ۲۲، کا باہر ہو جانا ۲۳، کی توقع ۱۸۴۔
موسیٰ پیروں کی توپ اداری ۱۸، کے تحت فوج ۱۹۴، ۱۹۷۔
موسیٰ خان (رکن الدولہ احتشام جنگ) بھگدڑ میں ۱۰، کی حالت ۱۱، بایک حامہ و دستار ۱۱، بادوکوش و میخ ۱۲، میدان جنگ سے نکل کر ۱۴، کی ماموری کی کوشش ۱۵، بے سروسامانی میں ۱۶، کا اقرار ۱۶، کو خطاب ۱۶، انتظام کے بانی ۳۲، دیوان ۳۳، دیوان خانہ میں ۱۰۷۔
موسیٰ ریموں، سپہ سالار ۱۷۷، کے تحت فوج ۱۸، ۱۸۴، کی فوج ۱۸۵، کو حکم ۱۸۷، کے تحت فوج ۱۹۴۔
موسیٰ سیپو، کا مشورہ ۲۱۶۔
موسیٰ صاحب قادری، کی درگاہ ۹۱۔
موکلہ (موکھیر) ۹۹ فٹ نوٹ۔

موکھیڑ (موکلہ) ۹۶۔
مونگی پٹن، کوروانگی ۶۔
موہن راؤ نپتکلیہ جاگیردار رُدرور ۱۵۲۔
موہیری، گھاٹ ۱۰۸، پر اُترآنا ۱۷۹۔
مویہ جنگ (مرید الدین خان) کے ذریعہ اقرار ۱۵۹۔
مہابت جنگ کی گرفتاری ۱۰۴، کے زیر تصرف ۱۴۸، ٹیپو سلطان سے متحد ۱۴۹، کو عبور کرکے ۱۵۰۔
مہادیوجی سندھیہ سے اتحاد ۱۷۷، کا انتقال ۱۷۷، کو واپس کرنا ۱۸۱۔
مہاراشٹر، کی حکومت ۸۱۔
مہاراؤ، مابین میسنہ ۹۷۔
مہاڑ، ۱۹۴، کا عہدنامہ ۱۹۵، سے واپسی ۱۹۷، کے عہدنامہ کی تعمیل ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰۔
مہیار، عاشق چندربدن ۲۸۔
میاکین کپتان، کی اطاعت پذیری ۵۸۔
میجر جنرل میڈوز (ملاحظہ ہو میڈوز میجر جنرل)
میجر رابرٹس (ملاحظہ ہو رابرٹس میجر)
میجر ہیومنگامری (ملاحظہ ہو منگامری میجر ہیو)
میدک۔ سرکار، تہدپر ۱۵۲، مرکزی علاقہ ۱۸۴۔
میڈوز میجر جنرل، کے زیر کمان ۱۶۷، گورنر مدراس ۱۶۸ فٹ نوٹ۔
میراں یار جنگ (عیسیٰ میاں) کی ماموری ۱۹۷۔
میر حملہ، کا تالاب ۸۳، کے تالاب میں ۹۳۔
میر صادق، کا طرز عمل ۲۱۴، سے مشورہ ۲۱۶۔
میر عالم (میر ابوالقاسم) سفیر ۱۵۳، ۱۵۴، سے گفتگو ۱۵۵، کی واپسی ۱۵۶، کا موسومہ خط ۱۵۹، مرید فوج کے ساتھ ۱۶۹، سفیر پونہ کو ۱۷۶، کو تحریر ۱۸۴، کے پاس فرمان برطرفی فوج ۱۸۵، کا معروضہ ۱۸۷، سے مل کر ۲۰۸، سپہ سالاری ۲۱۳، کے تحت سپاہ ۲۱۵ فٹ نوٹ، کے ذریعے اطلاع ۲۱۹، کے نام تحریر ۲۲۱، کا خیال ۲۲۲، کا استبداد ۲۲۳، کی ذاتی رائے ۲۲۴۔
میر عالم (سوانح میر عالم) تصنیف ۱۵۴۔
میسور، ۴۲، ۴۹، فٹ نوٹ، سے متعلق ۱۴۱، پر پیش قدمی ۱۶۰، کے معزول راجہ ۱۶۱، فتح ۱۶۲، پر پیش قدمی ۱۶۷، کی جنگ کے بعد ۱۷۴، ۲۰۸، کے حدود پر پیش قدمی ۲۱۰، کی سابقہ جنگ ۲۱۱، پر فوج کشی کا اعلان ۲۱۴، کو تقسیم کرلینے کا خیال ۲۱۶، پر انگریزوں کا قبضہ ۲۱۷، کے راجہ کی بیوہ کا متبنّٰی ۲۱۸، پر راجہ ۲۲۰، کے حدود ۲۲۲، کی رانی کا معاہدہ ۲۲۲۔

ن

نارائن دیو، زمیندار ۷۷۔
نارائن راؤ پیشوا، کی قایم مقامی ۹۵، ۹۶، کے قتل کا بدلہ ۱۰۳۔
ناروبنت چکردیو، کی رہبری ۱۹۷۔
ناسک، کوروانگی ۲۔
ناش لفٹنٹ، کی رہائی ۱۷۰۔
ناصر جنگ (نظام الدولہ میر احمد خاں) کی شہادت کے بعد سے ۲۲، کا ستوق ۹۳، کا ہیلا ۹۳۔

ناظم جنگ (بدیع الزماں خان) ۱۸۶۔
ناگپور، کا راجہ ۶، کے راجہ سے مصالحت ۱۲۶۔
نانا پھڑنویس (بالاجی پنڈت۔ نانا فرنویس) کے تفویض ۸۴، ۱۴۶، کی حیالاکی ۱۷۷، کا سیاں ۱۸۱، کا صرفہ ۱۸۲، کے متعینہ سوار ۱۹۳، کی طلبی ۱۹۴، سے ریشہ دوانی ۱۹۵، کی طرفداری میں ۱۹۵، کی رقم سے فوج ۱۹۶، کی واپسی ۱۹۷، تالیف قلب میں ۱۹۸، ۱۹۹، کا اقرار ۲۰۰۔
نانا فرنویس (بالاجی پنڈت۔ نانا پھڑنویس) کے دلایل ۱۷۴، کا بیان ۱۸۱، باجی راؤ کے خلاف ۱۹۰، کا منصوبہ ۱۹۱، کو اطلاع ۱۹۲۔
نبی باغ (واقع گوشہ محل) ۹۳۔
نپولین اعظم، شاہ فرانس ۲۰۱، کا حملہ مصر پر ۲۱۰۔
نجابت خاں، سید، بہادر دل خاں کے پوتے ۱۰۸، کے بیان پر فیاس ۱۰۹۔
نجم الدولہ، میر بخشی ۱۳۴۔
نجیب اللہ، قلعہ دار نیلور ۱۸، کی طلبی ۱۹۔
نرپت سنگھ، ۹۷، کی ماموری مہم پر ۱۰۴۔
نرکھوڑہ، ۹۰۔
نرگوندہ، بر قبضہ ۱۴۸۔
نرمل ۸۹، کی جنگ سے واپسی ۱۲۴، میں عمل دخل ۱۳۰، کے کارخانہ جات کی سند ۱۳۱، میں کشت وزرع ۱۳۲، سے نکلنا ۱۳۴، کا جمع وخرچ ۱۳۹، کی عملداری ۱۳۹، کی قلعداری ۱۳۹، جاگیر ۱۸۷، کا ارادہ ہیم باغ ۲۳۳۔
نشان حیدری، کا سیاں ۶۴، میں زجر وتوبیخ ۷۲، ۷۷، محاصرۂ بادامی پر ۱۴۸، میں رقم ضبط ۱۷۲، میسور کی سازشوں کی نسبت ۲۱۴۔
نصیب الدولہ (ٹیپو سلطان) خطاب ۴۹۔
نصیب یار خان (وقار الدولہ) کے ذریعہ ۷۳، کی جواب دہی پر ۱۲۱۔
نظام (نظام علی خان آصف جاہ ثانی) کی تائید ۴۲، کی مدد پر آمادگی ۴۳، کا کیمپ ۴۹، کی پریشانی ۵۰، کا جنگ جاری رکھنے کا ارادہ ۵۲، کی دعوت ۶۷، حیدر علی خان کے ساتھ ۷۳، کا معتمد سردار ۷۵، کا حصہ ۷۶، فوج کے ساتھ ۷۷، کی امداد ۷۸، ۷۹، ۱۸۰، کے حقوق ۸۱، کا مدد دینا ۸۲، کے گلے کا زیور ۱۰۱، کا تصور انفساخ عہدنامہ پر ۱۵۳، کا تفویض کرنا ۱۵۴، کی طرف سے طلبی ۱۹۵، کی امدادی فوج ۱۹۸، کی ملازم انگریزی فوج ۱۸۳، کو مایل ۱۸۵، لڑکر کمزور ہو جانیں ۲۰۲، کی مدد کا عدم امکان ۲۰۶، کو بدگمانی ۲۰۸، کی دیگر فوج ۲۱۰، کی افواج کی سپہ سالاری ۲۱۲، انقشٹری کا انحراف ۲۱۳، کی باقاعدہ امدادی فوج ۲۱۵، کے حصہ کی قرارداد ۲۲۲، کے اعمال ۲۲۴۔
نظام الدولہ (نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کے اطمینان کے لئے ۵۲، کا دعوت دینا ۶۶۔
نظام علیس رلے شنس فوت ہرمیٹاس ۲۰۸۔
نظام علی خان (نظام الملک نظام الدولہ اسد جنگ آصف جاہ ثانی) کی تخت نشینی ۱، کی سرنشت ۲۰۔

کی غرض ۳، کی اعانت ۴، کا دیواں ۵، کی
طرف سے مراسلت ۶، کا سبق ۷، کا گورداور کی پیشکش
۸، کو حملہ کی جبر ۹، کے سپاہیوں کی اموات ۱۰،
سے انحراف ۱۰، کی اورنگ آباد روانگی ۱۳،
کی آرزو ۱۴، کی ملاقاتیوں کے ارتفاع کی کوشش
۱۵، ۱۶، صلح کے بعد ۱۷، کی برار کو روانگی ۱۸،
کا طرفدار ۲، کے مقابلے میں مدد ۲۲، راجمندری
میں ۲۳، کے مصوبوں کو نقصان ۲۴، حیدرآباد
کے ارادے سے ۲۵، کی بجائے ۲۶، کی ادھوری
کو روانگی ۲۷، صوبہ دار دکن ۲۹، کو مجبور کر دینا
۳۰، کا بعرض استظام نکلنا ۳۱، کا راستہ ۳۲،
سے متحد ۳۴، سے ترک مراقبت ۳۵، کی عیاشات
۳۶، کی دور اندیشی ۳۸، کی توجہ ۳۹، کے پاس
رسوخ ۴۰، کی فراہمی فوج ۴۱، کی مخالفت ۴۲،
کے دربار میں ماریابی ۴۳، کا مجبور کرنا ۴۴،
سے سازش ۴۸، کو تسخیر کے لئے ۴۹، ۵۱، نے
خط پڑھا ۵۳، کی فوج ۵۴، کی نسبت بدگمانی
۵۵، کے کیمپ میں ٹیپو سلطان ۵۶، کا کوچ ۵۷،
کو شکست ۵۸، کی افواج ۶۲، سے تحریک ۶۴،
جنگ سے کنارہ کش ۶۵، نے دعوت کی ۶۶،
۶۷، گریبات میں ۷۳، کے پاس انگریزی سفیر
۷۵، ۷۶، کی رضامندی ۷۷، کی طرف سے
۸۵، سے عدم مراسلت ۸۵، کی ریاست سے
دلچسپی ۸۶، کا حملہ ۸۸، کے بڑے بھائی کا شوق
۹۳، کا ملاحظہ تماشا ۹۳، سے ریشہ دوانی ۹۴،
کا اتحاد پیشوا سے ۹۶، سے مقابلہ ۹۶، فول ۹۷،
کی ۹۸، ۹۸، کی ملاقات ۹۹، کو شکست ۱۰۰،
رکھنا تھ راؤ کے پاس ۱۰۱، کی گذاشت ۱۰۲،
صلح ۱۰۳، کی عزمیت ۱۰۴، کی سوروظنی ۱۰۶، کی
والدہ کے حکم پر ۱۰۷، کی ناکامی ۱۰۸، کو پاس ا
۱۹، کو مجبور ۱۱۰، سے بیان واقعہ ۱۱۱، کے خاتمہ
کا ارادہ ۱۱۴، پر ہوا خواہ رکن الدولہ ۱۱۵، کو
خطرہ ۱۲۱، کی دلچسپی ۱۲۷، طالب مشورہ ۱۲۳،
امور مال و ملکی میں ۱۲۴، کا حکم نسبت سکہ ۱۲۴،
کا حمل ۱۲۵، کے پاس تعلیقاتی ۱۲۷، کو مرض کی
اطلاع ۱۲۸، کو معروضہ ۱۳۱، کو فتح کی اطلاع
۱۳۳، کا کوچ ۱۳۴، کی فوجی ترتیب ۱۳۶، سے
اتحاد کی تجویز ۱۴۳، کی فہمائش ۱۴۴، سے سمجھوتہ
۱۴۷، کی روانگی ۱۴۸، کے داماد ۱۴۸، کی مخالفت
۱۴۹، کی پریشانی ۱۵۰، ۱۵۲، کی بلا اطلاع
معاہدہ ۱۵۳، کی خواہش تجدید عہدنامہ کی
نسبت ۱۵۵، کا نیا مکان ۱۵۶، کی خواہش
اتحاد ۱۵۸، کا سوال ۱۵۹، کی روانگی ۱۶۰،
کے ساتھ معاہدہ ۱۶۱، سے معاہدہ ۱۶۲، ۱۶۷،
کی فوج ۱۶۹، کے حصہ میں ۱۷۳، کی علالت ۱۷۳،
کی عدم ادائی چوتھ ۱۷۴، سے معاہدہ ۱۷۵،
سے کنارہ کشی ۱۷۶، کی فرانسیسی فوج ۱۷۷، کے
مقابلے میں ۱۷۸، کی فوج پر حملہ ۱۷۹، کی فرانسیسی
فوج ۱۸۰، کی واپسی ۱۸۰، فتح حسن ۱۸۱، کے تیر
۱۸۲، کے ذمے ۱۸۲، کی ناراضی ۱۸۳، کو جواب

۱۸۴، کے صلاح کار ۱۸۶، کا خط ۱۸۶، کا معاہدہ
کو کالعدم کرنا ۱۸۰، مبتلائے فالج ۱۸۸، کو معزولیہ
ارسطو جاہ ۱۹۴، کو طرفدار بنا لینا ۱۹۵، کی فوج
کی کارگزاری ۱۹۷، کو واپس ۱۹۸، کے حق میں
تعمیل ۱۹۹، کا معقول فایدہ ۲۰۰، کو کمک ۲۰۲،
سے معاہدہ ۲۰۴، کو ترغیب ۲۰۵ کی علالت
میں ۲۰۶، کے قایم مقام ۲۰۷، کے بلا علم شرایط
۲۰۸، کو دھمکی ۲۰۸، کے پاس رزیڈنٹ ۲۰۹،
فریق عہد نامہ ۲۱۱، غیر صحیح المزاج ۲۰۲، کی متواتری
سے ۲۱۲، کا خیال ٹیپو سلطان کی شہادت کی نسبت
۲۱۶، فریق معاہدہ ۲۱۸، کو سوء ظنی کا امکان
۲۱۹، کو تقسیم میسور کی اطلاع ۲۱۹، کا استفادہ ۲۲۰،
کے حصہ میں حیتل درگ ۲۲۱، کے اعمال پر تنقیدی
نظر ۲۲۴، کے خانساماں ۲۳۳۔
نندی درگ، سے توپ ۱۶۸۔
نوازش علی، خانساماں ۲۳۳۔
نوازش محل، ۲۳۳۔
نوشیروان، سربراہ کار ۱۲۷، کی تعیناتی ۱۳۴۔
نیرا، ندی کے کنارے ۱۹۶۔
نیلور، کا قلعدار ۱۸۰، پر حملہ ۱۹۰، ۵۷۔

و

والاجاہ (سراج الدولہ محمد علی خان) ۷۷، سے
اتحاد ۷۹، ۸۰، کا علاقہ ۸۰، ۸۱، کی مدد ۸۲۔
والاجاہ آباد، میں انگریزی فوج ۱۶۸، فٹ نوٹ۔
وامرلہ ۲۰۔
وانڈیوریشن (وندواسی) کی فتح ۱۹۔
وانم باڑی، ۶۹، کو انگریز ۱۷۔
وایٹ کپتان، کا خط ۲۱۳۔
وائی، میں ماما ۱۹۳، تک برطرف شدہ فوج کا جانا
۱۹۶۔
وڈیچیری، ۶۹۔
ورنگل، بر بیس قدی ۷۵، میں فوج ۷۷، تعہد پر ۱۵۲۔
وقار الدولہ (نصیب یار خان) کے ذریعے ۷۳،
۸۲، ملاقات کے لئے ۹۹، ڈیرے میں ۱۰۸، کی
صواب دید پر ۱۲۱، کے منصوبے ۱۲۲، کی خودکشی
کے بعد ۱۲۳۔
ولسن لفٹننٹ کرنل مصنف تاریخ ۱۶۸، کا
بیان ۲۰۴۔
ولی محمد بخشی ۱۳۰، کا اعتبار ۱۳۱، کی نمک حرامی
۱۳۱۔
ولیم کرک پیاٹرک لفٹننٹ کرنل (مفخر الدولہ
شوکت جنگ) ریزیڈنٹ حیدرآباد ۱۸۴، ۲۰۴،
رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، نمایندۂ ریاست ۲۱۹۔
ولیم کوک کپتان، ۶۰، ۶۲۔
ولیم کولی کپتان، ۶۰، ۶۲۔
وندواسی (وانڈیوانش) کی فتح ۱۹، کی بغاوت ۲۱۔
ویلزلی (کرنل آرتھر) کی فوج سے الحاق ۲۱۳، رکن
کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
ویلزلی (لارڈ کولی۔ بہری) رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹۔
ویلزلی۔ مارکوئس، کے پیش کردہ شرایط ۲۰۸، کا
خیال ۲۱۲، کا اطلاع دینا ۲۱۳، کے خطوط مورخہ
۲۱۴، کی خواہش ۲۱۸، کا اختلاف ۲۲۱، کا خط ۲۲۳،

کی تعیدی نظر ۲۲۴ -
ویلور، ۵۷ -
ویلواڑہ (ایلواڑہ) ۱۴۴ -
ویکٹ پیٹھ ۲۰
ویکٹ کیشو عاقل اندولی ۱۲۹ -

ھ

ہادی الدولہ، ہمرکاب میر عالم ۲۱۳ -
ہارٹ۔ لفٹننٹ کرنل کے تحت ۵۷ -
ہاریس۔ جنرل، کے تحت پیش قدمی ۲۱۴، کی مدافعت ۲۱۵، رکن کمیٹی تقسیم ۲۱۹، کے مساوی حصہ کا مستحق ۲۲۳ -
ہالنڈ۔ مسٹر، سفیر ۱۲۵، ۱۲۶، کو ہدایت ۱۲۷، کی سفارت میں ۲۲۸ -
ہر لعل کانجھی ۹۰ -
ہری پنت، کا انتظار ۱۶۹، کے فرزند ۱۷۹ -
ہری پنت، فرزند پرسرام ۱۹۴ -
ہری رام پھیڑکیہ کی ملاقات ۱۰۴، ۱۴۶، کے ہمراہ ۵ بہادر پنڈہ میں ۱۵۰، کا ارادہ ۱۵۱، کے عزم کی خبر ۱۵۱ -
ہسٹری آف حیدر شاہ، کا مصنف ۱۴۴، کا بیان ۴۹، ۵۱، ۵۵، ۵۶، میں صیافت کی تفصیل ۶۶، صلح کے متعلق ۷۳، میں آمد ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴،

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۱۹	خرم وہوشیاری	خرم وہوشیاری
۱۰۸	۸	مرکا	روکا
۱۰۹	۲	رکن الد	رکن الدولہ
۱۱۰	۱۰	قابل	قابل
۱۱۴	۱۶	رکن الدولہ کے	رکن الدولہ کی
۱۱۸	۱۳	تدویر	تزویر
۱۲۷	۱۲	اُسی کی	اِسی
۱۳۰	۱۶	سردگی	سرکردگی
۱۳۳	۷	فوج مخالف	فوج مخالف
۱۳۴	۱	اس منزل پر سے	اس منزل سے
۱۳۴	۱۸	سدی طعرس	سدی طعرالماس
۱۳۷	۲	بمقابلہ چٹیال	بمقام چٹیال
۱۴۳	۳	مصالحت وصول چوتھ	مصالحت اور وصول چوتھ
۱۴۷	۷	نقر	سقیر
۱۶۲	۱	بورم	بورلم
۱۷۰	۱۶	تبرہاں	بتیرہاں
۱۷۹	۵	یورندیہ	پرینڈہ
۱۸۲	۲	ساتھ	سات
۱۸	۷	پورندیہ	پرینڈہ
۱۹۴	۱۱	گانگن	کانکس
۱۹۵	۳	موپہ	موید
۲۴۳	۱۱	مخالفتے	مخالفے

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۵	رُخ کیا	رُخ لیا
۶	۱۴	رُخ کیا	رُخ لیا
۱۳	۱۷	ہما دیوراؤ	مادھوراؤ
۱۵	۱۱	لودر	بور
۲۲	۸	دیں	دیگے
۲۶	۹	صلابت تیغ کے	صلابت خنگ کی
۳۳	۱۱	صادر کردی	صادر کردی
۴۳	۳	جنگ میسور	جنگ میسور ۱۰۶۲ھ / ۱۱۸۱ھ
۵۱	۶	رکن الدولہ	رکن الدولہ کو
۵۳	۱۳	صلح نامہ روسے	صلح نامہ کی روسے ۔
۵۵	۱۳	نظر لینا	نظیر لینا ۔
۷۰	۴	میرے سپاہیوں	میرے سپاہیوں میں ۔
۷۴	۲	اس نے بھی	اس نے یہ بھی
۷۹	۱۵	ورثاء کو اور اس	ورثاء کو اس
۸۲	۶	سر پیچ کران بوقت	سر پیچ کرن
۸۷	۸	خواسی ٹھلاکر	دقیسی میں ٹھلاکر
۸۹	۱	راجچند	راجچندر
۹۰	۶	کومانجی	گومانجی
۹۱	۳	بہالیگئی	بہالے گیا
۱۰۱	۱۲	دوازدہ ملک روپیہ	دوازدہ لک روپیہ

انگریزی سردار کی ناقابلیت کی وجہ سے چھ مہینے تک جاری رہا آخر ۱۸ر اپریل ۱۷۹۱ء (م ۱۴ر شعبان ۱۲۰۵ھ) کو اس قلعہ کا قبضہ ملا اس وقت میجر ہیومنگا میری سرکار نظام کی امدادی فوج کی کمان سے علیحدہ اور ان کی جگہ کیپٹن انڈرو ریڈان کے قایم مقام ہوئے تھے یہ فتح اسی افسر کی حسن تدبیر کا نتیجہ تھی۔ وہاں سے یہ فوج کڈپہ روانہ ہوئی اور ۵ر ستمبر ۱۷۹۱ء (م ۱۶ر محرم ۱۲۰۶ھ) کو گورم کنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں کا قلعہ نہایت مستحکم اور بلند پہاڑی پر واقع تھا جب اوایل نومبر (اوایل ربیع الاول) میں لارڈ کورنوالس[1] نے نندی درگ سے قلعہ شکن توپیں روانہ کیں تو کیپٹن ریڈ نے ان سے حملہ کرکے ۶ر نومبر (م ۹ر ربیع الاول) کو قلعہ کی بیرونی فصیل کو توڑ دیا اور اس کے بعد اس قلعہ پر قبضہ کرکے سرکار عالی کی افواج کے سپرد کردیا۔ لفٹنٹ کرنل ولسن ہسٹری آف مدراس آرمی کے مولف کا بیان ہے کہ ۲۰ر نومبر[2] (م ۲۳ر ربیع الاول) کو ٹیپو سلطان کے سرداروں نے اس قلعہ پر مکرر قبضہ کرلیا اور جس وقت انہوں نے قبضہ کیا ہے انگریزی امدادی فوج سرکار عالی کی فوج کے ساتھ نہیں تھی لیکن ہم کو اس انگریزی فوج کے غیاب کا یقین نہیں ہے اس واسطے کہ سرکار عالی کی فوج اور اس کی امدادی انگریزی فوج لازم وملزوم تھیں کیپٹن ریڈ یا اس کی فوج کے خدمات اس دوران میں کہیں اور

---

[1] مدراس گورنمنٹ کی افواج انگریزی میجر جنرل مڈوز (گورنر مدراس) کے کمان میں والاجاہ آباد بھیجی تھیں کہ ٹیپو سلطان کے خلاف جنگ میں حصہ لینے کے لئے ارل کورنوالس بنگلہ سے مدراس آئے اور میجر جنرل مڈوز کو طلب کرکے ان سے فوج کا جائزہ حاصل کرلیا جس کے بعد آئندہ وہی ہدایتیں قدیمی اور حملے ارل کورنوالس ہی کی صوابدید پر منحصر رکھے گئے۔

[2] ہسٹری آف مدراس آرمی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔